

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنَ كَفَّارٌ
 جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو
 ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں

یزید پلید کے ظلم اور فرق و فجور کے حقیقی واقعات پر متل جامع کتاب

حسب الارشاد

حضور قبلہ عالم الحاج میر

سید محمد باقر علی شاہ

قریب ساوہ آستانہ صاحبزادہ حضرت یکینا والا شریف

مصنفت

محقق اہلسنت علامہ حافظ

شفقات احمد رضا

نقشبندی
 میرزا کیلانی لفظ

توحید
 محمد یزید
 کا حقیقی جائزہ

قادی رضوی منتخب خانہ گنج بخش وڈو لاہور

اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهِۦٓ لَكٰٔفٍۭ اٰنٰنًا
جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو
ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں

یزید یلید کے ظلم اور فتنہ و فحش کے حقیقی واقعات پر مشتمل جامع کتاب

تحقیق مزید فی مسئلہ یزید

المعروف بابہ

کردار یزید

کا تحقیقی جائزہ

حسب الارشاد

مطہر قبلہ عالم الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم
القدس سجادہ استقامت عابد حضرت کبیرا زاد شریف

مصنعت

محقق اہلسنت علامہ حافظ شفیقات احمد شاہ مجری کیدانی حفظہ
حب نقشبندی

قادی رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب کردار یزید کا تحقیقی جائزہ

مصنف علامہ حکیم حافظ شفقات احمد نقشبندی مجددی کیلانی

کتابت ملک غلام مصطفیٰ علی پور چٹھہ

اشاعت سوم جنوری 2006ء

تحریک چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ناشر چوہدری عبدالجید قادری

قیمت 100 روپے

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

☆ مکتبہ جمال کرم سستا ہوٹل لاہور

☆ اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور

☆ شبیر برادرز اردو بازار لاہور

☆ روحانی پبلشرز ظہور ہوٹل گنج بخش روڈ دربار مارکیٹ لاہور

☆ الریاض پبلشرز خالد ایجوکیشنل سنٹر اردو بازار لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello.042-7213575--0333-4383766

انتساب

شخص العارفین سراج السالکین سند اکامیلین زبدۃ العارفین سیدی
وسندی ملہائی و ماوالی حضور قبلہ عالم

السید پیر نور الحسن شاہ صاحب بخاری

نقشبندی، مجددی، کیلانی قدس سرہ العزیز

کی لا محدود نوازشات ہیں سے صرف ایک فقرہ جانفزا کے نام جو آج سے تقریباً
پچاس سال قبل آپ نے قبلہ والد صاحب مدظلہ العالی کو مخاطب کر کے ارشاد
فرمایا تھا

”حافظ صاحب آپ کا مطالعہ بھی ہماری طرف سے ہی ہو گا۔“

اسی فیض جاودانی کے صدقہ سے توسط قبلہ والد صاحب اداہم اللہ فیوضہ
بشہ باج میدان اہل بیت کرام کی خدمت میں اپنا یہ نذرانہ تحفیت پیش کرنے کے
قابل ہوا

وگرہ من آنم کہ من دانم
گر قبول افتد نہ ہے عز و شرف

نوریدم تاجدار کیلانی

شفقات احمد مخی عنہ

تقریب سعید: آفتاب شریعت ماہتاب طریقت امین
دولت مجدد الف ثانی قسیم فیض شیر ربانی تاجدار کیلانی حضور قبلہ عالم

الحاج پیر سید محمد ذیاقر علی شاہ صاحب

زیب سجادہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ حضرت کیدیا نوالہ شریف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

برادران اسلام کچھ عرصہ سے خارجی ٹولہ نے اہل سنت و جماعت کا لبادہ
اور ڈھ کر یزید پلیدی کے جنتی ہونے کا اعلان کرنا شروع کر رکھا ہے اور اس سلسلہ
میں بخاری شریف کی ایک روایت کا غلط مطلب بیان کر کے لوگوں کو دھوکا دے
رہے ہیں۔ عزیم مولانا شفقات احمد نے اس کتاب میں نہایت ہی محققانہ
اور منصفانہ طریقہ پر اس خارجی ٹولہ کی سرکوبی کی ہے اور یزید پلیدی کے اصلی
غذو خال نہایت معتبر کتابوں سے واضح کئے ہیں۔ یہ کتاب میں نے سنی ہے اور
سُن کر مجھے نہایت ہی خوشی ہوئی ہے اور عزیم مولانا شفقات احمد کے لیے
میں دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عزیم کی یہ خدمت اہل بیت کی بارگاہ
میں مقبول و منظور فرمائے اور مسلمانوں کو اس کتاب سے زیادہ نفع پہنچائے
اور میرا مشورہ ہے کہ اس پر فتن دور میں یہ کتاب ہر محب اہل بیت کے پاس
موجود ہونی چاہیے۔ ایں دعا از من است از جملہ جہاں آمین باد۔

ناچیز

دعا گو

السید عظمت علی شاہ نقشبندی مجددی

ابو عظمت سید محمد ذیاقر علی شاہ

حضرت کیدیا نوالہ شریف

(المعروف قبلہ جی سرکار)

تقریب

ہمة العلماء زبدة الفقہاء صوفی باہقا حضرت علامہ الحاج الحافظ قاضی پیر
سید محمد یعقوب شاہ صاحب فاضل بریلی شریف۔ آستانہ عالیہ کیر نوالہ شریف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ الطیبین الطاہرین

عن زید بن ارقم قال لعلی وفاطمة والحسن والحسين
الناصب لمن عارضهم وسلم لمن سألهم عن يعلى بن مرة قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم حسين مني وانا من حسين احب
الله من احب حسين احب من سب من الا سباط۔

احادیث مذکورہ اور دیگر احادیث سے ثابت ہے کہ محبت اہل بیت
جزو ایمان ہے اور محب اہل بیت، محب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے
اور دشمن اہل بیت، دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ چونکہ اس دور میں
خارجی فرقہ سادہ دل مسلمانوں کے دلوں سے اہل بیت کی عظمت نکالنے اور
یزید پلیدی کی محبت کا بیج بونے کی تقریر اور تحریر کے ذریعہ سے بھر پور کوشش
کر رہا ہے۔ لہذا اس پر فتن دور میں خارجی فرقہ کی سرکوبی کے لیے ایسی مددیں
اور جامع کتاب کی اشد ضرورت تھی مدت سے اشتیاق تھا کہ اللہ تعالیٰ کوئی صاحب
قلم پیدا کرے جو اس شیطانی فرقہ کے سامنے سپر بن کر کھڑا ہو۔

الحمد للہ کہ مولا کریم نے یہ منصب عزیزی مولانا شفقات احمد کو عطا کیا اب تک اہل فتن
ایسی جامع اور مدلل کتاب نظر سے نہیں گزری۔ انشاء اللہ یہ کتاب یزیدی فرقہ کے لیے
شیر براں ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ انکے علم و عمل میں برکت کرے اور اجر عظیم عطا کرے
(السید محمد یعقوب شاہ۔ ناظم مدرسہ عربیہ خوثیہ کیر نوالہ سیدال ضلع گجرات)

فاضل نوزعی عالم بیعی جامع
مفتول و مفتول انتا العلماء حضرت
علامہ الحاج مفتی حافظ
محمد سعید احمد صاحب
دامت برکاتہم الفدسیہ
مستتم بامام محمد بن رسولہ
برکات القرآن
علی پور چٹہ (ضلع گوجرانولہ)

مقدمہ

حَمْدُهُ وَتَوَكَّلْ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ
(۲۴، سورہ حجہ ۱۹)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی اس آنت کریمہ کی مجسم تصویر تھی۔ آپ کا بچپن ہو یا جوانی، سن کمولت ہو یا زندگی کے آخری لمحات، سفر یا حضر ہر حال اور ہر مقام میں آپ دعوت الی اللہ اور عمل صالح کی مجسم تصویر نظر آتے ہیں۔ ایسی تصویر جسے سروپا میں دیکھنے والے کو کہیں بھی کوئی نقص اور عیب نظر نہیں آتا۔ آپ کو جس پہلو سے بھی دیکھا جائے کرشمہ دامن دل سے کشد کہ جا ایں جا ست والا معاملہ نظر آتا ہے اس پر مستزاد یہ کہ آپ نواسہ رسول ہیں جگر گوشہ بتول ہیں، راحت قلب مصطفیٰ ہیں، نور نظر مرتضیٰ ہیں، سردار جوانان جنت ہیں، قبلہ قلوب اہل معرفت ہیں۔ درحقیقت حسین کی قدر و منزلت صحابہ کرام ہی جانتے تھے بالخصوص سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان ذوالنورین اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے اپنے اپنے دور خلافت میں حضرت امام عالی مقام کی ناز برداریاں کیں اور انعامات و اکرامات سے نوازا جن سے تاریخی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ لیکن صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید پلید تھے اپنے والد ماجد کے طور طریقوں کو کیسر بھلا دیا، جناب امام کے علونسب کو فراموش کیا۔ حضرت امام عالی مقام کے متعلق فرامین رسول کو بھی درغور اعتنا نہ سمجھا اور خلافت راشدہ اور خلافت امیر معاویہ

کے دور میں حضرت امام حسین کے ساتھ دربار خلافت کی طرف سے جو جو حسن سلوک کیا جاتا تھا اس نے اس سے بھی صرف نظر کر لیا بلکہ خود اپنے والد ماجد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت امام حسین کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کو بھی نظر انداز کر دیا۔ غاندان نبوت پر وہ مظالم ڈھائے کہ ہر دیکھنے والا الامان والخیضہ پکار اٹھا بلکہ پوری کائنات اس کے افعال شنیعہ پر نفیریں بھیجنے لگی یہاں تک کہ اس کے گھر کی چھتیاں اور اس کا اپنا پیٹا بھی اس کی مذمت کئے بغیر نہ رہ سکا جبکہ کتب تاریخ سے کام لے کر یہ یکن ہمارے دور میں کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں جو یزید کے ظلم و ستم و منافق تقریر و تحریر کے ذریعہ سے بیان کر رہے ہیں۔ انکی کتابیں کتابہ ہستی، دھوکہ دہی اور فریب بازی کا شاہکار ہوتی ہیں۔ عبارات میں قطع و برید و طعنت میں تحریف و خیانت ہی ان کا اور ڈھنا پھوننا ہے اس پر مستزاد یہ کہ وہ تاریخ کی ساری اہل سنت کا لبادہ اوڑھ کر کرتے ہیں جس سے کم پڑھے لکھے لوگ دھوکا کھاتے ہیں حالانکہ عقائد اہل سنت کی مشہور درسی کتاب میں تحریر ہے !
فَلَمَّا سَلَكَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ عَوْنِهِ وَالْقَصَارَہ یعنی ہم اہل سنت یزید پر اور قتل اہل بیت میں اس کے تمام مددگاروں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ان حالات میں ایک ایسی جامع کتاب کی سنت ضرورت تھی جو ان یزید پرستوں کی تمام دکاریوں کے پردے چاک کرے اور ان کے صیغہ ذوالنمایاں کرے اور یزید کے متعلق اہل سنت و جماعت کا نظریہ باحوال واضح کرے۔ الحمد للہ عزیزم حکیم ثغفات احمد سلمہ اللہ تعالیٰ مالا یبقی کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق عطا کی ہے اور یہ کتاب دیکھنے والا کہے گا حیا بحمد اللہ کما ینبغی کتاب پڑھنے والا آدمی خود ملاحظہ کر لے گا کہ مالِ عبادت کا ایک ایسا سیل ہے پناہ ٹھاطھیں مار رہا ہے جس میں یزید پرستوں کی تمام دکاریاں غن و غاشاک کی طرح بہتی نظر آرہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزیز کی اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

حما کو - حافظ محمد سعید نقشبندی مجددی
مفتی آستانہ عالیہ حضرت کبیرا نوالہ شریف

فہرست کتب محولہ

قرآن مجید فرقان حمید	بینقی شریف	مکتوبات امام ربانی	شرح مسلم الثبوت
بخاری شریف	عمدة القاری	لبستان المحدثین	وقادہ الوقادہ
مسلم شریف	ارشاد الساری	تاریخ صغیر	خلاصہ الوقادہ
ترمذی شریف	المکوک الدرداری	تفسیر خازن	روض النیر
ابن ماجہ شریف	فتح الباری	تفسیر روح المعانی	المجاص
نسائی شریف	تیسیر الباری	تفسیر مظہری	مجمع الزوائد
ابوداؤد شریف	مقدمہ بخاری	تفسیر درمنثور	طبقات کبری
مشکوٰۃ شریف	نودی شرح مسلم	البيان فی علوم القرآن	البدایہ والنہایہ
دارقطنی شریف	مقدمہ مسلم	الاتقان	تاریخ طبری
مسند امام احمد	النوار المممود	تفسیر مواہب الرحمن	تاریخ کامل ابن اثیر
دارمی شریف	مقدمہ ترمذی	تفسیر معارف القرآن	تاریخ ابن خلدون
موطا امام مالک	عاشیہ ترمذی	شرح فقہ اکبر	تاریخ یعقوبی
الترغیب والترہیب	عاشیہ مشکوٰۃ	شرح عقائد نسفی	تاریخ ابن خلکان
معجم کبیر طبرانی	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	نبراس شرح شرح عقائد	طبقات ابن سعد
معجم اوسط طبرانی	اشعۃ السمعات	الاصحاب فی تمیز الصحابہ	انساب الاشراف بلذری
مصنف ابن ابی شیبہ	مظاہر حق	اسد الغابہ	مقدمہ ابن خلدون
دلائل النبوة بینقی	مشارق انوار	الاستیعاب	تاریخ ابن عساکر
مسند فردوس وعلی	عاشیہ معجم	نخبۃ الفکر	تاریخ الخلفاء
مسند رویانی	نسیم الریاض	نزہۃ النظر	تاریخ مدینہ
مستدرک	اوجز المناسک	بغیۃ الراشد	جذب القلوب

سیرۃ النبی شبلی ندوی	رحمۃ العالمین	عاشیہ مکتوبات	ہدیۃ المہدی
ازالۃ الخفاہ	جلال الافہام	تظہیر الجنان	عاشیہ ہدیۃ المہدی
تاریخ خمیس	تکمیل الایمان	مرج البحرین	کرامات الہمدیث
سیرۃ النعمان	فتاویٰ عبدالحی	غنیۃ الطالبین	باران انواع
نور الابصار	ماثبت من السنہ	مثنوی بوعلی قلندر	احیاء المیت
تنویر الانوار	مکتوبات قاضی شامی	ابیات باہو	محتاج السنہ
عجزۃ اللہ علی العالمین	خصائص کبری	دیوان فرید	عقائد اسلام
اسماء الراغبین	ینایع المودۃ	صحابیت وعارفات	نزل الابرار
شواہد النبوة	تاریخ ذہبی	عرفان شریعت	تلبغی لصاب
سوانح کربلا	فترات الذهب	نسخہ اثنا عشریہ	شہید کربلا اور یزید
نزہۃ المجالس	فتح القدر	تذکرۃ الحفاظ	شہید کربلا
روضۃ الصغیاء	مطالبہ السؤل	الابریز	سانحہ کربلا
حیۃ الصحابہ	شرح مقاصد	ایمانی الشافی	فتاویٰ ابن تیمیہ
تاریخ اسلام ندوی	سفینۃ الاولیاء	احسن الوعایہ	جامع کرامات اولیاء
تاریخ اسلام بکر شاہ	مقتل حسین خوارزمی	ذوق لغت	تشریف البشر
تاریخ اسلام حمید الدین	مروج الذهب	فتاویٰ مہرہ	امداد الفتاویٰ
تاریخ اسلام عبدالقادر	امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی	بہار شریعت	مکتوبات شیخ الاسلام
تاریخ اسلام امیر علی	فتاویٰ عزیز	توضیح العقائد	فتاویٰ رشیدیہ
صواعق مودت	مرشداتین	کلام اقبال	مناقب موفق
عجزۃ اللہ البالد	تہذیب التہذیب	علوم القرآن	محرم نامہ
ذکرۃ الخواص	تہذیب التہذیب	تاریخ التفسیر	☆
لغت المحبوب	میزان الاعتدال	تاریخ الحدیث	
طریق النبوة	حیۃ المؤمنین	الروایۃ المقصودہ	

فہرست عتوانات

صفحہ	عنوان	صفحہ
۱۷	مقام اہل بیت قرآن و حدیث	۱۷
۲۶	کی روشنی میں۔	۲۶
۲۳	پہلا باب۔ آیات قرآنیہ	۲۳
۲۳	آیت ۱	۲۳
۲۷	آیت ۲	۲۷
۲۸	آیت ۳	۲۸
۲۹	آیت ۴	۲۹
۳۱	آیت ۵	۳۱
۳۲	آیت ۶	۳۲
۳۲	آیت ۷	۳۲
۳۳	آیت ۸	۳۳
۳۴	آیت ۹	۳۴
۳۵	آیت ۱۰	۳۵
۴۱	آیت ۱۱	۴۱
۴۱	آیت ۱۲	۴۱
۴۴	دوسرا باب۔ احادیث مقدمہ	۴۴

صفحہ	عنوان	صفحہ
۷۳	پہلی وجہ کی تفصیل	۷۳
۷۵	دو غزوات والی پوری روایت	۷۵
۷۶	یہ روایت شاذ ہے	۷۶
۷۶	یہ روایت منکر ہے	۷۶
۷۶	چند غور طلب امور	۷۶
۷۷	یہ روایت مدرج ہے	۷۷
۷۸	اس روایت کے راوی	۷۸
۷۸	قدریوں کے متعلق فیصلہ مصطفوی	۷۸
۸۴	حسب علی کی شرعی حیثیت	۸۴
۸۵	بشارت اور یزید	۸۵
۹۱	کیا یزید جیش اولی میں شامل تھا	۹۱
۹۱	جیش ثانی میں یزید کی حیثیت	۹۱
۹۱	مغفور لہم کے الفاظ پر تحقیقی بحث	۹۱
۹۳	چوتھا باب	۹۳
۹۳	اکابرین اسلام کے نظریات	۹۳
۹۵	اکابرین اسلام کی افتد کی شرعی حیثیت	۹۵
۹۹	یزید کے متعلق ام المؤمنین کا فرمان	۹۹
۱۰۱	جناب حمید کرار کا نظریہ	۱۰۱
۱۰۱	جناب امام حسین	۱۰۱
۱۰۱	جناب امام زین العابدین	۱۰۱
۱۰۴	سیدہ زینب	۱۰۴

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۴۶	یزید کے متعلق سیدہ سکینہ کا نظریہ	۱۸۶	یزید کے متعلق جناب مجد الشافعی کا نظریہ
۱۴۶	جناب ابن عباس	۱۸۶	شیخ عبدالحق
۱۴۸	جناب عبداللہ بن زبیر	۱۸۵	جناب شاہ ولی اللہ صاحب
۱۵۱	جناب ابوہریرہ	۱۸۶	علامہ قطب الدین خاں
۱۵۱	ابوسعید خدری	۱۸۶	قاضی ثناء اللہ حنفی
۱۵۲	جناب معقل بن سنان	۱۸۶	شاہ عبدالعزیز حنفی
۱۵۳	جناب منذر	۱۸۸	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی حنفی
۱۵۳	ابن عیسیٰ ملائکہ	۱۸۹	مولانا حسن رضا خاں
۱۵۵	جناب عبداللہ بن ابی ثمر	۱۸۹	خواجہ فرید الدین گنج شکر
۱۵۶	شرفاء مدینہ	۱۸۹	سلطان العارفین
۱۵۹	ملت عربیہ	۱۹۰	حضرت بحر العلوم
۱۵۹	جناب عمران بن حصین	۱۹۰	مولانا نعیم الدین حنفی
۱۶۰	حضرت عمر بن عبدالمطلب	۱۹۱	مہر علی شاہ صاحب
۱۶۱	جناب حسن بصری	۱۹۱	شیخ ابو علی قلندر
۱۶۲	جناب عمر ثانی	۱۹۱	صدر الشریعہ حنفی
۱۶۳	حضرت امام اعظم کا مسلک	۱۹۱	مولانا عبدالحی حنفی
۱۶۰	یزید کے متعلق امام احمد کا نظریہ	۱۹۳	علامہ رکن عالم حنفی
۱۶۲	علامہ تفتازانی حنفی	۱۹۳	علامہ رشیدی
۱۶۳	علامہ علی قاری حنفی	۱۹۴	مولوی قاسم نانوتوی حنفی صاحب
۱۶۳	علامہ ابن ہمام حنفی	۱۹۴	دلیلی کا نظریہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۹۵	مولوی صدیق حنفی دیوبندی	۱۸۲	یزید کے متعلق جناب مجد الشافعی کا نظریہ
۱۹۵	کاہنیزید کے متعلق نظریہ	۱۸۶	شیخ عبدالحق
۱۹۵	یزید کے متعلق مولوی محمود الحسن حنفی	۱۸۵	جناب شاہ ولی اللہ صاحب
۱۹۵	دیوبندی کا نظریہ	۱۸۶	علامہ قطب الدین خاں
۱۹۵	مولوی انور شاہ حنفی دیوبندی	۱۸۶	قاضی ثناء اللہ حنفی
۱۹۵	مولوی خلیل احمد حنفی دیوبندی	۱۸۶	شاہ عبدالعزیز حنفی
۱۹۵	مولوی شبیر احمد حنفی عثمانی دیوبندی	۱۸۸	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی حنفی
۱۹۵	مولوی رشید احمد حنفی گنگوہی	۱۸۹	مولانا حسن رضا خاں
۱۹۶	اشرفی حنفی تھانوی دیوبندی	۱۸۹	خواجہ فرید الدین گنج شکر
۱۹۶	سید امیر علی دیوبندی کا نظریہ	۱۸۹	سلطان العارفین
۱۹۶	شبلی نعمانی دیوبندی حنفی	۱۹۰	حضرت بحر العلوم
۱۹۶	سید سلیمان ندوی دیوبندی	۱۹۰	مولانا نعیم الدین حنفی
۱۹۶	قاری طیب حنفی دیوبندی	۱۹۱	مہر علی شاہ صاحب
۱۹۶	مفتی شفیع حنفی دیوبندی	۱۹۱	شیخ ابو علی قلندر
۱۹۸	عبدالرب دیوبندی حنفی	۱۹۱	صدر الشریعہ حنفی
۱۹۸	ڈاکٹر حمید الدین	۱۹۱	مولانا عبدالحی حنفی
۱۹۸	پروفیسر سید عبدالقادر	۱۹۳	علامہ رکن عالم حنفی
۱۹۸	پروفیسر شجاع الدین	۱۹۳	علامہ رشیدی
۱۹۸	مولوی فرم علی دیوبندی حنفی	۱۹۴	مولوی قاسم نانوتوی حنفی صاحب
۱۹۹	قاضی سلیمان منصور پوری غیر مقلد	۱۹۴	دلیلی کا نظریہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۲۰	سیدہ زینب کا نظریہ	۱۹۹	یزید کے متعلق مولوی وحید الزمان
۲۲۰	جناب امام احمد بن حنبل		غیر مقلد کا نظریہ
۲۲۱	جناب ابو بردہ اسلمی	۲۰۱	نواب صدیق حسن غیر مقلد کا نظریہ
۲۲۱	جناب معاویہ بن یزید کی گواہی	۲۰۲	جنات کا نظریہ
۲۲۱	ابن زیاد	۲۰۲	ابن عراوہ شاعر
۲۲۲	شمر لعین	۲۰۳	معاویہ بن یزید
۲۲۳	مورخ ابن اثیر	۲۰۳	مردان
۲۲۴	مورخ ابو یعقوب	۲۰۴	ابن زیاد
۲۲۴	علامہ خوارزمی	۲۰۴	ابن سعد
۲۲۵	علامہ شیبانی	۲۰۵	جناب حر
۲۲۵	علامہ ابن کثیر	۲۰۶	رومی قاصد
۲۲۸	علامہ دینوری	۲۰۷	یزید کا اقبال جرم
۲۲۸	علامہ طبری	۲۰۷	یزید کے اٹھائیس فاسقانہ اشعار
۲۲۹	علامہ قسطلانی		باب ۵
۲۲۹	علامہ ابن ہمام	۲۱۵	کیا یزید واقعہ کربلا کا ذمہ دار ہے
۲۲۹	علامہ علی قاری	۲۱۵	قانون خداوندی
۲۳۰	علامہ تفتازانی	۲۱۷	فرمان مصطفوی
۲۳۰	علامہ آلوسی	۲۱۹	جناب ابن عباس کا نظریہ
۲۳۰	قاضی شہداء اللہ پانی پتی	۲۱۹	جناب ابن زبیر
۲۳۱	علامہ سبط ابن جوزی	۲۲۰	ابن عسلی ملائکہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۳۱	مولوی وحید الزمان غیر مقلد کی گواہی	۲۳۱	حدث ہیتی کی گواہی
۲۳۱	نواب صدیق حسن غیر مقلد	۲۳۱	حضور غوث اعظم
۲۳۱	مولوی عبدالحی صاحب بکھنوی	۲۳۱	شیخ صبان
۲۳۱	مولوی اشرف علی صاحب تھانوی	۲۳۲	علامہ عسقلانی
۲۳۱	شاعر مشرق	۲۳۳	علامہ سیوطی
۲۳۲	پروفیسر سید عبدالقادر	۲۳۳	شیخ عبدالحق
۲۳۲	پروفیسر محمد شجاع الدین	۲۳۵	ایک شبہ کا ازالہ
۲۳۲	ڈاکٹر حمید الدین	۲۳۶	علامہ قطب الدین کی گواہی
۲۳۳	عجزم کا اقبال جرم	۲۳۶	علامہ ابن جریر
۲۳۵	واقعہ حرہ اور یزید	۲۳۶	علامہ ابن اثیر
۲۳۵	علامہ سبط ابن جوزی کی گواہی	۲۳۶	علامہ سبط ابن جوزی
۲۳۵	علامہ شعبی	۲۳۶	علامہ ابن کثیر
۲۳۶	علامہ ابن کثیر	۲۳۶	علامہ عسقلانی
۲۳۶	شیخ عبدالحق	۲۳۶	ڈاکٹر اسرار یزیدی
۲۳۷	کیا علامہ طبری شیعہ تھے	۲۳۸	شاہ ولی اللہ
۲۳۸	علامہ ابن کثیر کا فیصلہ	۲۳۸	شیخ ابو علی قلندر
۲۵۰	علامہ سیوطی	۲۳۹	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی
۲۵۰	علامہ نووی	۲۳۹	مولانا نعیم الدین
۲۵۰	علامہ ذہبی	۲۳۹	مفتی محمد شفیع دہلوی
۲۵۱	علامہ ابن کثیر	۲۳۹	مولوی عبدالرب دہلوی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۵۱	علامہ ابن خلدون کا فیصلہ	۲۵۱	علامہ ابن کثیر کی گواہی
۲۵۱	شیخ دباغ	۲۵۱	علامہ سیوطی
۲۵۱	ڈاکٹر صبحی صالح	۲۵۱	شیخ مومن مہری
۲۵۲	علامہ حنفی حنفی	۲۵۲	شیخ صبان
۲۵۲	عبد الصمد صادم	۲۵۲	قاتلین حسین کے چہرے
۲۵۳	بشیر نعمانی حنفی	۲۵۳	عبرت آموز واقعات
۲۵۳	سلیمان ندوی حنفی	۲۵۳	ابن زیاد کا انجام
۲۵۳	ابن تیمیہ	۲۵۳	شمر بن
۲۵۵	جناب امام حسن کا قاتل یزید	۲۵۵	خولی
۲۵۵	علامہ بیہقی کی گواہی	۲۵۵	عروہ
۲۵۵	علامہ سیوطی ابن جوزی	۲۵۵	یزید یہ جل گیا
۲۵۶	علامہ عسقلانی	۲۵۶	یزید یہ اندھا ہو گیا

مقام اہل بیت قرآن و حدیث کی روشنی میں

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَمُؤْمِلًا

امّا بعد

فرمان خداوندی ہے: قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ۔ (پہ ۲۵ ع ۲ شوریٰ آیت ۲۳)

یعنی اسے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم امت محمدیہ کے دعوے داروں کو فرما دو میں اپنے احباب و انعامات کے بدلے میں تم سے کوئی دنیاوی مال و متاع نہیں چاہتا ہاں البتہ اگر تمہیں میری نوازشات و عنایات کا پاس ہے تو میری اہل بیت سے محبت کا معاملہ رکھنا۔ پھر اس حکم خداوندی کی احادیث مبارکہ میں مختلف مقامات پر مختلف انداز میں تشریحات ارشاد فرمائی گئی ہیں اور مودۃ اہل بیت کی تاکید مزید فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے جب صلوات علیہ وسلم کو تسلیما پر نماز میں عمل کرنے کا طریقہ پوچھا تو حضور نے فرمایا نماز میں درود یوں پڑھا کرو اللھم صل علی محمد و علی آل محمد

(مندیام احمد ص ۱۱۹، دارقطنی ص ۲۵۵ بیہقی شریف ص ۸۲ جلاء الافہام ص ۲۵)

یعنی آپ نے درود شریف میں اپنے ساتھ اپنی آل اطہار کو شامل فرما کر یہ واضح فرما دیا کہ میرے ساتھ صرف اسی کا تعلق واسطہ ہے جس کا تعلق میری آل اطہار کے ساتھ ہے۔ نیز فَبِغْضِي أَحِبَّ لَهُمْ فَبِغْضِي أَبْغَضَهُمْ، فرما کر یہ بھی واضح فرما دیا میرے ساتھ محبت ہی

کی سچی ہوگی جو ان نفوس قدسیہ سے بھی محبت رکھتا ہوگا۔ اور جو ان پاکیزہ ہستیوں کے ساتھ بغض و عناد رکھتا ہو اُسے جان لینا چاہیے کہ وہ صرف اہل بیت کرام سے دشمنی نہیں کر رہا بلکہ وہ بد نصیب اللہ اور اس کے رسول کی دشمنی مول لے رہا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اسی بات کو جذبہ حب اہل بیت میں مخدور ہو کر یوں بیان فرمایا ہے۔

یا اہل بیت رسول اللہ حبکم

قدض من اللہ فی القرآن انزلہ

کفاکم من عظیم القدر انکم

من لم یصل علیکم لاصلوٰۃ لہ

(صواعق محدثہ ص ۱۹)

یعنی اے اہل بیت کرام تمہاری محبت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرض کیا ہے نیز تمہارے لیے اتنی بزرگی ہی کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ یا پھر الفاظ دیگر یوں کہہ لیں۔

”بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے“

نیز حضور نے مثل اہل بیتی کسفیئہ نوح فرما کر یہ بھی بتا دیا کہ نسبت اہل بیت کی ضرورت صرف اس حیات ظاہری ہی میں نہیں بلکہ عالم برزخ و ستر میں بھی یہ نسبت محبت اپنے محب کے سر پر سایہ انگن رہے گی۔

امام شافعی رحمہ اللہ اس بات کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

آل النبی ذر یعثی و ہم الیہ وسیلتی

ارجو بہما عطفی عندا بیدی الیمین صحیفتی

(صواعق محدثہ ص ۱۹)

یعنی حضور کی اہل بیت اطہار ہی میرے لیے بخشش کا ذریعہ ہیں اور یہ ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں

وسیلہ ہیں اور میں اس بات کا امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان انفاس طاہرہ کے صدقہ سے کل قیامت کو میرا نامہ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں عنایت فرمائیں گے۔

اور چونکہ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے آئندہ ظاہر ہونے والی اہل بیت کے متعلق بدعتیہ گویوں کا علم بھی عنایت فرمایا تھا لہذا آپ نے اللھم ہو لاء اھل

یعنی فطرہم تطہیرا کی دعا نے متحاب فرما کر ان انفاس طاہرہ کے متعلق مرض دنیا اور اتباع خواہشات نفسانیہ جیسے رذائل سے پاک ہونے کی سند بیان فرمادی، اب ایسے مقدس و معزز گروہ کے ایک بزرگ فرد کے متعلق حریص دنیا، متبعی بادشاہت اور دنیوی مملکت اسلامیہ جیسے الزامات وہی شخص لگا سکتا ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت و مایہ پختین اور اعتماد نہ ہو حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی نے حضرت امام عالی مقام کے متعلق ایسے تمام خرافات و سقاہات کو بیت عنکبوت کی طرح تار تار کر کے ہٹا منثور کر دیا ہے۔ ذرا غور فرمائیں جنہوں نے کائنات میں ظہور فرمائی کے بعد سب سے پہلے رضع النور محمد مصطفیٰ کی تلاوت کی ہو، جن کو گھٹی لعاب مصطفوی کی دی گئی ہو، جن کے کان میں اذان حبیب کو گار نے پڑھی ہو، جن کی رگوں میں خون شیر خدا کا دوڑ رہا ہو، جن کی پرورش خانوں جنت کے شیر الطہر سے ہوئی ہو، جن کی تربیت آغوش مصطفیٰ میں لا الہ الا اللہ کی میٹھی نوریوں سے کر کی گئی ہو، جن کا بچپنا راکب دوش مصطفیٰ بن کر گزرا ہو، جن کی جوانی سید شباب اہل الجنۃ کی شان سے گزری ہو ان کو اگر مزید پلید اپنی بہیت پر مجبور کرے تو وہ کل شئی یر جعہ الی اصلہ کا مصداق بن کر اس طاغوتی طاقت سے کیوں ٹکرا نہ جاتے۔ آپ نے یزیدی علم و تشو سے لبریز میٹھیوں کی خونی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمہ حق بلند کیا اور اپنے نانا جان کے فرمان نبی نشان افضل الجہا دکلمۃ حق عند سلطان حاکم پر عمل پیرا ہو کر رہتی دنیا تک یہ ثابت کر دیا کہ

شاہ است حسین بادشاہ است حسین

دین است حسین دین پناہ است حسین

سردار نہ داد دست و دست یزید

حقاکہ بناتے لالہ است حسین !

برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے مسلم استاد جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب خلیفہ ضروریات دین میں سے کسی ضروری حکم کا منکر ہو کر کافر ہو جائے تو اس کے ساتھ قتال کرنا راجح میں جہاد کرنا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ۲ ص ۲۳۹)

جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت اطہار کا مقام اور ان کی محبت و مودت کے متعلق سیکڑوں فرامین ارشاد فرمائے ہیں وہاں تصویر کا دوسرا رخ بھی کافی واضح فرمایا ہے، یعنی جہاں آپ نے اہل بیت اطہار کی محبت فرض بنائی ہے اور ان کی مودت و اطاعت پر خدا نے بزرگ و برتر کی طرف سے انعامات کی بارش کی خبر دی ہے وہاں بمطابق فرمان خداوندی ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرہ ربہما حزین آیت ۵۷ اور حدیث قدسی: من عادى لی ولیا فقد اذنتہ باطناب (بخاری ۹۶۲ مشکوٰۃ) اور فرمان مصطفوی: من تخلف عنہا فقد هلك وغرق۔ (ترمذی)

انا حرب لمن حاربہم، اراہنی من یریبہم اور من آذاہم فقد آذانی ومن آذانی فقد اذ اللہ وغیرہ کے تحت ان ہستیوں کی بغض و عداوت رکھنے والے کا اللہ اور اس کے رسول کا دشمن اور بدعتیہ و بدعاقبت ہونا اور اس کا خلافت ایمانی سے محروم ہونا بھی روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ اس پر تمام کائنات کی لعنتیں برستی ہیں اور وہ بمطابق حکم خداوندی فلا یزید الظالمین الا خساراً دونوں جہانوں میں خسار پاتا ہے۔

ویسے تو یزید پلید کو امام کے مقابلہ میں لانا ہی امامت کی توہین ہے البتہ اس شقی ازلی

کے متعلق ایک خام خیالی کی اصلاح کی خاطر اس کے فسق و فجور کا کچھ آئینہ دکھایا جاتا ہے جس میں اولہ اربعہ (قرآن و حدیث، آثار صحابہ اور اقوال سلف صالحین) سے اس کی شقاوت اظہر من الشمس ٹکڑھ کر سامنے آجائے گی اور یزید بے دید کے متعلق فیصلہ کرنا آسان ہو جائے گا۔ ویسے تو بھولے شخصے "تھا خود ہی ان کو اپنی جنانوں کا اعتراف" امید الا شقیاء سیدھم یزید علیہ ما علیہ کے ایمان سوز اشارہ ہی اس کے سراب ایمانی کا پردہ چاک کرنے کے لیے کافی و کافی ہیں۔

"مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری"

بارگاہ رب العزت سے امیدوار ہوں کہ میری یہ مختصر مگر مفصلانہ اور محبانہ کاوش ہر غیر متعصب قاری کے لیے یمینہ اللہ الخبیث من الطیب کا سبب بنے گی اور محمد عاجز (یکے از خدیم اہل بیت) اور میرے تمام اصول و فروع کے لیے بمطابق قانون خداوندی و من یتولہم منکم فانہ منہم اور بمطابق بشارت مصطفوی انت مع من احببت (بخاری) اور اس کا خیر میں میرے مجدد معانین (دور فراہمی کتب محمولہ و اشاعت رسالہ ہذا) بمطابق السدال علی الخیر کفاعلہ (بخاری) باعث مغفرت و رحمت خداوندی اور قیامت کو وسیلہ نجات اور سبب شفاعت و عنایت مصطفوی ثابت ہوگی۔

اللہم ارزقنا هذا بحق قولک انا عند ظن عبدی بی (بخاری)

جیسا کہ ایک شاعر میدان کربلا میں سے گزرا اور اہل بیت اطہار کے مصائب یاد کر کے بہت رویا اور صدق دل سے کہا یا امام بکاش میں آپ کی مصیبت کے وقت یہاں موجود ہوتا تو آپ کے دشمنوں کو قتل کرتا اور آپ کی محبت و خدمت میں جان قربان کر دیتا چنانچہ اسی رات اسے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں تجھے مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے تیری محبت حسین قبول فرمائی ہے اور تیرا نام کربلا کے خدام حسین میں شامل کر لیا ہے (تذکرۃ الخواص ص ۲) اللہ اکبر اللہم اس مرض قنناہ اور جیسا کہ ابن عمیرہ مصطفیٰ جناب حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا، اے یزید اگر تو ہمارے ہاتھ سے رقم

خوردہ ہونے سے بچ بھی گیا ہے تو ہماری زبان اور قلم کی زد سے نہیں بچ سکتا (تذکرۃ الخواص ص ۷۷)
 اسی طرح میں بھی الخب لله والبغض فی اللہ کے تحت دشمن اہل بیت یزید
 بے دید کے خلاف اپنے علم و عقل زبان و کلام اور نوک قلم کو استعمال کر کے رضائے خداوندی اور شفقت
 محمدی کا امیر وار ہوں۔ اللہ تعالیٰ مقبل منی مگر قبول افتد زبے عز و شرف۔ نویدم
 اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہم۔

الحافظ حکیم شفقت احمد نقشبندی عفی عنہ

فاضل الطب والجرأت

سور اینڈ گولڈ میڈلسٹ

پہلا باب

آیات قرآنیہ کے بیان میں

عربی کا مشہور مقولہ ہے۔ کَلَامُ الْمُلُوكِ مُلُوكُ الْكَلَامِ۔

یعنی بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے لہذا ہم بھی اپنے موقف کی دلیل کے طور پر
 سب سے پہلے اس احکم الحاکمین کے کلام فیض نشان یعنی قرآن مجید کی آیات مقدسہ پیش
 کرتے ہیں جس سے بڑا کوئی حاکم نہیں تاکہ ایمان والوں کا قلب و دماغ مکمل طور پر مطمئن ہو
 جائے اور مسئلہ مذاکران کریم کی آیات مبارکہ سے مکمل و اکمل طور پر واضح ہو جائے۔

ویسے تو یزید بے دید کے کردار کے مطابق اس کے فاسق و فاجر ہونے پر سینکڑوں
 آیات پیش کی جاسکتی ہیں لیکن اس طرح کتاب کی ضخامت بہت بڑھ جائے گی لہذا کتاب
 کے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے بطور مُشْتَقِہ نمونہ صرف دس آیات مقدسہ سے استدلال
 پیش کرتے ہوئے اپنے موقف کی وضاحت کرتا ہوں تاکہ فرمان الہی تلک عشرۃ کاملہ
 کی اتباع ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو احکام قرآنیہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے

آمین بجاہ سید المرسلین

آیت ۱: قُلْ عَسَىٰ أَنْ تَكُونُوا أَنْ تَفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ۔ (۲۴ سور محمد آیت ۲۲-۲۳)	ترجمہ ۱: پس کیا عنقریب اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ گے اور اپنے رشتے کاٹو گے۔ یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی ہے۔
---	--

اس آیت کریمہ کے تحت مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

استدل بها ایضاً علی جواز لعن یزید علیہ من اللہ تعالیٰ ما ینتقی

نقل البرزنجی فی الاشاعة والهیشی فی الصواعق ان الامام احمد
 لما سألہ ولدہ عبد اللہ عن لعن یزید قال کیف لایلعن من
 لعنہ اللہ تعالیٰ فی کتابہ فقال عبد اللہ قد قرأت کتاب اللہ عزوجل
 فلم اجد لعن یزید فقال الامام ان اللہ تعالیٰ يقول فهل عسیتم
 ان تولیتهم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک
 الذین لعنہم اللہ وای فساد و قطیعة اشد مما فعلہ یزید
 لا توقف فی لعن یزید لکثرة اوصافہ الخبیثۃ وارتکابہ
 الکبائر فی جمیع ایام تکلیفہ ویکفی ما فعلہ ایام استلاثہ
 باهل المدينة ومكة فقد روی الطبرانی بسند حسن
 اللهم من ظلم اهل المدينة واخافهم فاحفه وعلیه
 لعنة الله والملائكة والناس اجمعین لا یقبل منه صرف ولا
 عدل وقد جزم بکفره وصرح بلعنه جماعة من العلماء منهم
 الحافظ ابن الجوزی وسبقه القاضی ابویعلی وانا قول الذی یغلب
 علی ظنی ان الخبیث لمریکن مصداقاً برسالۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان
 مجموع ما فعل مع اهل حرم اللہ تعالیٰ واهل حرم نبیہ صلی اللہ علیہ
 وسلم وعثرته الطیبین الطاهرین فی الحیات وبعد الممات وما صدر
 منه من الخازی لیس باضعف دلالة علی عدم تصدیقه ومن کان
 یحشی القال والقیل من التصریح بلعن ذلک الضلیل فلیقل لعن اللہ
 عزوجل من رضی بقتل الحسین ومن اذی عثرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 بغير حق ولا یخالف احد فی جواز اللعن بهذا الالفاظ ونحوها -

(تفسیر روح المعانی جلد ۲۶ ص ۴۳)

(طبع بیروت)

ترجمہ :- مفسر قرآن علامہ آلوسی نے ائمہ اسلام کے حوالہ جات کے ذریعہ سے اس آیت
 سے جواز لعن یزید پر استدلال کیا ہے۔ یعنی برزنجی نے اشاعت میں اور ہیشی نے صواعق
 میں نقل کیا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ سے ان کے بیٹے عبد اللہ نے لعنت یزید کے بارے میں پوچھا تو
 آپ نے فرمایا اس شخص پر کیسے لعنت نہ کی جائے جس پر اللہ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے
 عبد اللہ نے کہا ابابان میں نے قرآن پاک پڑھا ہے اس میں مجھے لعنت یزید کا ذکر نہیں ملا۔ امام
 صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فهل عسیتم ان تولیتهم ان تفسدوا
 فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنہم اللہ اور اس سے بڑا فساد اور قطع
 ریح کیا ہوگی جو یزید علیہ ما علیہ نے کیا ہے۔ ہم یزید پر لعنت کرنے میں اس کے افعال قبیحہ اور
 ازکائب کبار کی وجہ سے جو اس کے دور حکومت میں ہوئے توقف نہیں کرتے اور اس کیلئے
 وہ ظلم ہی کافی ہیں جو اس نے اپنے دور حکومت میں ابابان مدینہ منورہ اور ساکنان مکہ مکرمہ کے
 ساتھ کئے بطرفی نے بسند حسن روایت کی ہے حضور نے فرمایا اے اللہ جو اہل مدینہ پر ظلم کرے
 اور انہیں ڈرائے پس تو اُسے ڈرا اور اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو
 اور اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا اور نہ کوئی نفل۔ علماء کی ایک جماعت نے اس کے کفر میں خاموشی
 اختیار فرمائی ہے اور اس کی لعنت کی تصریح فرمائی ہے ان میں سے الحافظ ابن جوزی اور قاضی
 ابویعلیٰ بھی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ یزید خبیث نے نبی کریم صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق ہی نہیں کی اور وہ تمام مظالم جو اس نے اہل مکہ اور اہل مدینہ اور
 اہل بیت النبی صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ کیے ان کی زندگی میں اور ان کی شہادت کے
 بعد۔ یہ تمام کام اس کی عدم تصدیق رسالت کے ثبوت کے لیے کافی ہیں اور جو کوئی یزید کا نام
 لے کر لعنت کرنے سے ڈرتا ہو وہ اس طرح کہہ لیا کرے۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر جو امام
 حسین کے قتل پر راضی ہوا اور جس نے حضور کی اہل بیت کرام کو ناحق ایذا دی اور ان الفاظ
 کے ساتھ لعنت کرنے کے جواز کا کوئی بھی مخالف نہ ہوگا۔

اسی آیت کے تحت پہلی وقت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے بیٹے صالح کا مکالمہ ان الفاظ میں نقل فرماتے ہیں۔

قال ابن الجوزی انه روى القاضى ابو يعلى فى كتابه المعتمد الاصول بسند عن صالح بن احمد بن حنبل انه قال قلت لابي يا ايت يزعم بعض الناس انا نخب يزيد بن معاوية فقال احمد يا بني هل يسوغ لمن يؤمن بالله ان يحب يزيد ولم لا يلحقه لعنة الله فى كتابه قال حيث قال فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا فى الارض وتقطعوا ارحامكم اولئك الذين لعنهم الله (تفسير مظہری جلد ۵ ص ۴۲)

(صواعق محرقة ص ۲۲۲ - تذكرة الجواهر ص ۲۸)

ترجمہ :- علامہ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ قاضی ابویعلیٰ نے اپنی کتاب المعتمد میں جب صالح بن امام احمد بن حنبل کا بیان نقل کیا ہے حضرت صالح کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے کہا اباجان بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم یزید سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بیٹے جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو کیا اس کے لیے یزید سے محبت رکھنے کا کوئی جواز ہو سکتا ہے اس شخص پر کس طرح لعنت نہ کی جائے جس پر اللہ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہو میں نے عرض کی اباجان اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یزید پر کس جگہ لعنت کی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا فى الارض وتقطعوا ارحامكم اولئك الذين لعنهم الله (تفسير مظہری اردو جلد ۵ ص ۴۲) نیز ابی علامہ قاضی صاحب رحمہ اللہ کے مکتوبات شریف میں امام احمد بن حنبل کا یہی واقعہ بیان فرمانے کے بعد لکھا ہے کہ پھر آپ نے فرمایا "غرضیکہ کفر بیزید از روایات معتبرہ ثابت می شود پس او مستحق لعنت است۔ اگرچہ در بعض گفتن فائده نیست لیکن الحب لله والبغض فی الله مقتضی آنست (مکتوبات قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ ص ۲۰۳) (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۷)

ترجمہ :- غرضیکہ روایات معتبرہ سے کفر بیزید ثابت ہو چکا ہے لہذا وہ مستحق لعنت ہے اگرچہ لعنت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن الحب لله والبغض فی الله اس کا تقاضہ کرتا ہے۔

اسی آیت کے تحت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبند کراچی امام احمد بن حنبل کا یہی واقعہ نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں "یزید سے زیادہ کون قطع ارحام کا مرتکب ہوگا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ و قرابت کی بھی رعایت نہیں کی (معارف القرآن جلد ۱ ص ۴۳۷)

ترجمہ :- کیا نہ دیکھا تو نے ان لوگوں کو آیت ۲۱۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ اِلٰهَآ اِلٰهَةً كُفْرًا وَّاحِلًا فَذُوقُوْهُمُ عَذَابَ رَّا الْبَوَارِ۔ جنہوں نے بدل ڈالا اللہ کی نعمت کو ساتھ کفر کے۔ اور ڈال دیا اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں۔

۱۳۔ سہ ماہیہ آیت ۲۸

اس آیت کے تحت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

"ثم كفر يزيد ومن معه بما انعم الله عليهم وانتصبا بعد اذ آل النبي

صلى الله عليه وسلم وقتلوا حسيناً رضى الله عنه ظالماً وكفريد بن محمد صلى الله عليه وسلم

حتى انشد ابیاتاً حين قتل مضمونها ابن اشياخي ينظرون انتقامي بال محمد وبني هاشم والآخر الايات

ولست من جندب ان لما انتقم من بني احمد ما كان فعلوا ايضا احمد الخ وتال

مدام كنز في اناء كفضة وساق كبد مع مدام كالخمر

وشمس كرم برحها تعرها ومشرقها الساق ومغربها فاعلى

فان حومت يوم اعلی دین احمد فخذها علی دین المسیح ابن مریج

ترجمہ :- یزید اور اس کے ساتھیوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اہل بیت

کی دشمنی کا جھنڈا انہوں نے بلند کیا۔ آخر حضرت امام حسین کو ظلماً شہید کیا اور یزید نے دین

محمدی کا ہی انکار کر دیا اور جب امام حسین کو شہید کر چکا تو چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا آج میرے اسلاف ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے آل محمد اور بنی ہاشم سے ان کا کیسا بدلہ لیا ہے ان اشعار میں سے آخری شعر یہ ہے۔ "میں جذب کی اولاد میں سے نہیں ہوں اگر میں احمد کی اولاد سے احمد کے کیے کا بدلہ نہ لوں" یزید نے شراب کو بھی حلال کر رکھا تھا وہ کہا کرتا تھا! "شراب کا خزانہ برتن میں ہے جو کہ چاندی کی طرح ہے اور جگر کو میرا ب کرنے والا شراب کے ساتھ ستارہ کی مانند"

"اس کا سورج انگود ہے اور اس کا برج اس کی گہرائی ہے۔ اس کے مشرق کی طرف شراب پلانے والا ہے اور اس کے مغرب کی طرف میرا منہ ہے۔" اگر شراب دین احمد میں حرام ہے تو تو اسے عیسائی بن کر پی لیا کرتے تھے (تفسیر مظہری اردو جلد ۱ ص ۵۵) آیت ۲۲۔ ومن کفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون (۱۸) سورۃ آیت ۲۵ ترجمہ: اور جو اس کے بعد ناشکری کریں پس وہی لوگ فاسق ہیں۔ اس آیت کے تحت علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب رقمطراز ہیں۔

و یکن ان بكون قوله تعالى ومن كفر بعد ذلك اشارة الى يزيد بن معاوية حيث قتل ابن بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن معه من اهل بيت النبوة واهان عترته وافخر به وقال هذا يوم يوم بدرويش بحيشا على مدينة وبالمسجد الذي اسس على التقوى من اول يوم وهو روضة من رياض الجنة ونصب الجناينق على بيت الله تعالى وقتل ابن الزبير بن بنت خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم ودفع ما فعل حتى كفر بدين الله واباح الخمر (۱۹) (تفسیر مظہری اردو جلد ۱ ص ۵۵)

ترجمہ: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت من کفر بعد ذلك میں یزید کی طرف اشارہ ہو۔ یزید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کیا آپ کے اکثر ساتھی خاندان نبوت کے ارکان تھے۔ عترت رسول کی بے عزتی کی اور اس پر فخر کیا اور کہنے

لگا آج بدر کے دن کا انتقام ہو گیا پھر اس نے مدینہ الرسول پر لشکر کشی کی اور حرہ کے واقعہ میں مدینہ کو غارت کیا اور وہ مسجد جس کی بنا تقویٰ پر قائم کی گئی تھی اور جس کو جنت کے بانوں میں سے ایک بان کہا گیا ہے اس کی بے حرمتی کی پھر اس نے بیت اللہ پر سنگباری کے لیے منجنیقیں نصب کر لیں اور خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق کے نواسے کو شہید کر لیا اور السبیسی نازیبا حرکتیں کیں کہ آخر اللہ کے دین کا منکر ہو گیا۔ اور شراب کو بھی حلال کر رکھا تھا۔

(تفسیر مظہری اردو جلد ۱ ص ۵۵)

آیت ۲۲۔ لَئِنْ لَمْ يَنْبُذْهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ لَفَنَعَمْهُمْ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَاعَدَ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا۔ ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

تھام مکاتیب فکر کے نزدیک معتبر شخصیت برصغیر پاک و ہند میں مسلم محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس آیت سے استنباط فرماتے ہوئے اپنی مشہور زمانہ کتاب تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں۔ "یزید امام حسین کے ہوتے ہوئے امیر کیسے ہو سکتا ہے۔ اس وقت کے صحابہ کرام اس کی اطاعت سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے۔ مدینہ منورہ کے چند معتبر لوگ اس کے پاس شام میں جبر واکراہ سے بھیجے گئے تھے وہ واپس مدینہ آئے تو عارضی بیت کو فسخ کر دیا اور کہا یزید خدا کا دشمن ہے وہ شرابی ہے، زانی ہے، تارک الصلوٰۃ ہے اور حرام کو بھی حلال جانتا ہے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ یزید نے قتل حسین کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی وہ اس پر راضی تھا۔ ہمارے نزدیک یہ خیال غلط ہے کیونکہ یزید کی اہل بیت سے ملاوت، انکی ہانت و ذلت کے اتنے واقعات اس سے سرزد ہوئے ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا بعض لوگ اس کی لعنت میں توقف کرتے ہیں۔ تو کیا یہ آئینہ کریمہ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا کے مطابق وہ مستحق لعنت

و عذاب نار نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل اور ابن جوزی (اور دیگر اکثر اسلاف علماء و محدثین) یزید کی لعنت کے قائل ہیں..... اللہ تعالیٰ ہم اہل ایمان کو یزید کی محبت سے محفوظ رکھے (آمین بجاہ سید المرسلین) تکمیل الامکان ص ۱۷۷۔

تیز غیر مقدمہ حضرات کے مابہ نماز محدث علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔

”انما لعنا لانه لعن عليه امامنا احمد بن حنبل وكذا لك روى ابن الجوزي من اصحابنا من السلف جواز اللعن عليه ومنع الغزالي عنه تحكده و هو لم يلتفت الى قوله تعالى ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والاخرة واعد لهم عذابا مهينا و اى ابذاء اعظم من قتل آله و اقاربه صلى الله عليه وسلم و هتك حرمة و قتل اهل المدينة و امر بذك و استبشاره بذك متواتر لا يمكن الانكار عنه و روى عن يزيد لعنه الله“

لیست اشباحی بدر شمد و
قد قتلنا القرن من ساداتهم
و قعة الخزرج من و قعر الاسل
و عدلنا میل بدر قاعدل
فان كانت هذه الدواية فلا شك في كفره و الحادة حاشیه هدیہ المهدی ص ۱۷۷

ترجمہ: ہم یزید پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ اس پر ہمارے امام احمد بن حنبل نے لعنت کی ہے ہمارے اسلاف میں سے ابن جوزی نے لعنت کو جائز کہا ہے اور غزالی کا منع کونایہ دلیل ہے اور انہوں نے یہ نہ سوچا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دے اس پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت اور ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور قتل اہل بیت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مہربان کی توہین اور اہل مدینہ کے قتل سے زیادہ کون سی ایذا والی بات ہوگی۔ اور یزید نے اس کا حکم دیا تھا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا۔ یہ بات اس طرح تواتر سے ثابت ہو چکی ہے

اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور جو یزید نے (شہداء کربلا کے سروں کو دیکھ کر) کہا تھا ”کاش آج میرے بدر میں مسلمانوں کی فوج کے ہاتھوں قتل یا زخمی ہونے والے (کافر) بزرگ موجود ہوتے تو دیکھتے کہ ہم نے ان (اہل بیت نبوت) کی ایک نسل کو قتل کر کے اپنا بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ اب حساب برابر ہو گیا ہے“ جب یہ تمام باتیں ہیں تو پھر اس کے کفر و الجاد میں کوئی شک نہیں ہے۔ تیز دیکھیں فتاویٰ عبدالحی ص ۱۷۷۔

آیت ۵ مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ
فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي
كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا۔
ترجمہ: جو کوئی بھی مصیبت زمین میں آتی ہے
یا تمہاری جانوں پر آتی ہے وہ اس کے ظاہر
ہونے سے پہلے ایک کتاب میں لکھی ہوئی
ہے۔“

۲۴۔ ۲۵۔ الحدید آیت ۲۲۔

ہشام بیان کرتے ہیں کہ جب شہداء کربلا کے سر یزید کے پاس پہنچے تو یزید نے خوشی کا اظہار کیا اور اپنے خفیہ جذبات کو چند شعروں میں بیان کیا (لیست اشباحی بدر شمد و) اور لمبادت تلک للھول اشرف و غیرہ۔ باب الاشارة میں مکمل درج ہیں یزید کا یہ معذرتہ کلام سن کر خون آلود اللہ تڑپ اٹھا اور قال لہ علی بن الحسین بل ما قال اللہ اولی۔ ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبرأھا فقال یزید لا بل ما اصابکم من مصیبة فجاء کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر۔ (تاریخ طبری جلد ۵ ص ۱۷۷ تاریخ کامل جلد ۷ ص ۱۷۷) البیہ و النہایہ جلد ۵ ص ۱۷۷ تذکرۃ الخواص ص ۲۶۲

علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابن اثیر، حافظ ابن کثیر اور علامہ سبط ابن جوزی نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین نے فرمایا (تمہارا خیال غلط ہے) بلکہ جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وہ مناسب ہے۔ یعنی جو مصیبت بھی زمین میں آتی ہے یا تمہاری جانوں پر کوئی مصیبت آتی ہے تو اس مصیبت کے وقوع سے قبل ایک کتاب (لوح محفوظ) میں وہ مصیبت

(اسکی تقدیر میں) لکھی جا چکی ہوتی ہے "یزید نے کہا نہیں بلکہ تم پر جو مصیبت آئی ہے یہ تمہارے ہاتھوں کے کئے کا بدلہ ہے اور ابھی بہت سی تمہاری خطائیں معاف کر دی گئی ہیں، یعنی معاذ اللہ تمہارے ساتھ میدانِ کربلا اور کوفہ و دمشق میں جو کچھ ہوا ہے وہ تمہاری بہت سی خطیئوں میں سے صرف چند ایک کی سزا ہے)

آیت ۱۰۱ واذ نجینا کھ من آل فرعون
یسومونکم سوء العذاب یذبحون
ابناءکم ویستحبون نساءکم
پ (سورۃ یوسف ص ۴۹)

ترجمہ: اور جب نجات دی ہم نے تم کو فرعونوں
سے جو تم کو بڑا عذاب دیتے تھے وہ قتل کرتے
تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑتے تھے
تمہاری عورتوں کو۔

حضرت سید علی ہجویری المعروف حضور داتا گنج بخش صاحب رحمہ اللہ اور علامہ سبط ابن جوزی تحریر فرماتے ہیں کہ جب اہل بیت کا لٹا چلا قافلہ یزید کے دربار میں پیش کیا گیا تو یکے اور اکثرت کیف اصبحتم یا علی ویا اہل بیت الرحمة قال اصبحنا من قومنا بمنزلة قوم موسى من آل فرعون (کشف المحجوب ص ۳۲۵)

درباریوں میں سے ایک بولا، اے زین العابدین تمہارا کیا حال ہے، آپ نے فرمایا "اس قوم میں ہم ایسے ہی ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم فرعونوں میں تھی، جناب سیدنا علی بن حسین المعروف امام زین العابدین کے جواب کے الفاظ قابلِ غور ہیں، آپ یزیدیوں کو فرعونوں سے تشبیہ دے رہے ہیں، اللہ! حفظنا من حب هذه العرة الفضالة۔

آیت ۱۰۲ اُولَیْہِ بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ
وَ اَزْ وَاحِیَةً اَمَّہَا تَرْہَمُ۔
س (احزاب ص ۲۲)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی
جانوں سے بھی نزدیک ہیں اور آپ کی ازواج
مطہرات تمام مومنوں کی مائیں ہیں۔

منفصلہ خداوندی کے مطابق حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم النجیۃ والتسلیم کی تمام بیویاں ہر ایک کلمہ گو صاحبِ ایمان کے بیٹے ماں کی مثل ہیں اور حکم خداوندی حرمت

میکم امہاتکم کے تحت اہلنا ازل ماں اپنے شرعی بیٹے پر مطلقاً حرام ہے اور ماں بہن محرمات دائرہ کے متعلق ایسا خیال کرنے والا بے جیالعون، راندہ و رگاہ، اجنبی الخبیثین اور کائنات کا سب سے زیادہ ذلیل و ذلیل آدمی ہے، یزید بے دید خدا تعالیٰ کی گرفت کے اس آنکڑے میں بھی پھنسا ہوا نظر آتا ہے، چنانچہ شیخ محقق شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں۔ ودر بعضے کتب گفته اند کہ یزید شقی طمع کرد ورائش صدیقہ رضی اللہ عنہا پس خوانندہ بروے اس آیت (النبی ادلی بالموءمنین ص ۱۰۰۰۰۰)

انضمہم وازواجہ امہاتہم (و منوع شد ازاں (مدارج النبوة جلد ۱ ص ۱۲۸) ترجمہ: بعض کتابوں میں کہا گیا ہے کہ یزید شقی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں طمع کی (معاذ اللہ ماں سے نکاح کا ارادہ کیا) تو لوگوں نے یہ آیت پڑھ کر اسے لعنتی ملامت کی اور اسے اس ارادہ بد سے باز رکھا (مدارج النبوة اردو جلد ۱ ص ۲۳۶)

ثابت ہوا کہ یزید پلید حلال و حرام کی بالکل پرواہ نہیں کرتا تھا، یہ محقر رسالہ تو زیادہ تفصیل کا متحمل نہیں ہو سکتا، البتہ تحقیق پسند دوست مزید تفصیل کے لیے درج شدہ کتب محولہ کا مطالعہ فرمائیں۔ مستدرک جلد ۳ ص ۵۲۲۔ الاماہ فی تیز اصحابہ جلد ۳ ص ۲۶۹۔ مذکرہ خواص الامہ ص ۲۸۹۔ صواعق محرقہ ص ۲۷۱۔ تکمیل الایمان ص ۱۵۹۔ تاریخ الخلفاء ص ۳۰۵۔ فتاویٰ عبدالحی ص ۵۹۔ تاریخ ذہبی جلد ۲ ص ۲۵۶۔ نیا بیع المودۃ ص ۳۶۶۔ طبقات کبریٰ جلد ۲ ص ۲۸۳۔ ابن عساکر جلد ۲ ص ۲۵۵۔ اوجز الناسک شرح مؤطا امام مالک از مولوی زکریا صاحب دیوبندی ص ۲۳۵ وغیرہ۔

آیت ۱۰۳ وَ مَنْ یَنْتَظِرْ غَیْرَ الْاِسْلَامِ
وَبِنَا قَدْ یَقْبَلُ مِنْہُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ
مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ۝ کَیْفَ یُھْدِی اللّٰہُ
قَوْمًا کَفَرُوْا اَبْعَدَ اَیْمَانِہُمْ۔۔۔۔۔

ترجمہ: اور جو پسند کرے اسلام کے علاوہ
کوئی دین، پس اس سے قبول نہیں کیا جائیگا
اور وہ آخرت میں خسار پانے والا ہے کیونکہ
ہدایت دے گا اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو

أَوَلَيْكَ جَزَاءُ هُمَ أَنْ عَلَيْهِمْ
لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ
أَجْمَعِينَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ
(سُورَةُ آلِ عَمْرٍ ١٥)

علامہ قاضی شہداء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ یزید کے متعلق لکھتے ہیں۔

واحد الخضر وقال فان حرمت يوماعلى دين احمد بغنى هاعلى دين المسيح ابن مريح

(تفسیر مظہری جلد ۵ ص ۲۷۱) ترجمہ: اگر شراب شریعت محمدیہ میں حرام

ہے تو تو اسے مسیح ابن مریم کے دین کے مطابق پی لیا کہ "کیونکہ شراب دین عیسوی میں جائز تھی، یعنی اپنے دل کی غلط خواہشات ضرور پوری کرنی ہیں چاہے اس کے لیے دین ہی کیوں نہ تبدیل کرنا پڑے۔ جیسے آج کل بعض ناما قبت اندیش محض زکوٰۃ و عشر سے بچنے کے لیے شیعہ بن رہے ہیں۔ یزید پلید کو امیر المومنین کہنے والے دوست کم از کم اس بیچارے کی زبان پر تو یقین کریں۔ نیز قاضی صاحب مذکور فرماتے ہیں حتی کفر بدین اللہ یعنی حتی کہ یزید نے خدا کے دین کا ہی انکار کر دیا تھا

آیت ۱۹: وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ
مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ يُدْخِلْهُ
غَيْرِ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ تُولَاهُ
مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ
وَسَاءَتْ مَصِيرًا -
(رِسَالِہ)

مشہور غیر مقلد مورخ قاضی سلیمان منصور پوری نے فتح مکہ کے دن کا ایک تاریخی واقعہ بیان کیا ہے جو یزید کے لیے ریتی دنیا تک لعنت کا طوق بن کر رہ گیا ہے اور پھر ظالم ٹکریا

یہی تو اس محبوب لم یزل سے جن کا فیصلہ نہ ماننے والے کے لیے رب کائنات فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموا فیہا شیخی بدیعہم ثم لا یجحدوا فی انفسہم حر جاحما
غیبت ویسلوا تسلیا کے الفاظ پر عتاب سے حلفیہ طور پر بے ایمان ہونے کا فتویٰ صادر فرما چکے ہیں۔ آپ بھی سنیں اور استغفار پڑھیں۔ "فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیعہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے فرمایا۔ لا ینزعہا یا بنی ابی طلحہ عنکم الا ظالم۔ ترجمہ: اے ابن ابی طلحہ تم سے یہ چابیاں صرف وہی چھینے گا جو ظالم ہوگا۔ یزید پلید نے ان سے یہ کلید چھین لی تھی۔ اس کے بعد پھر کسی شخص نے اللہ کے رسول کی زبان سے ظالم کہلوانے کی جرأت نہیں کی (رحمۃ اللعالمین ص ۲۳۴) یہ وہ کتاب ہے جس کی ثابہت کے متعلق مشہور غیر مقلد مصنف مولوی عبد المجید سوہدروی تلمیذ خاص مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں۔ "اس کتاب کے ناشر کا بیان ہے کہ میرے پاس کئی ایسے خطوط آئے جن میں مرقوم تھا کہ رحمۃ اللعالمین بھجوا دیجئے کیونکہ ہمیں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مجھ سے محبت چاہتے ہو تو قاضی سلیمان کی کتاب رحمۃ للعالمین پڑھا کرو (کلمات الہدیٰ ص ۲۳)

قرآن جانیں علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ یزید کی پیدائش سے بھی قبل آپ نے کعبہ کے کلید بردار عثمان بن طلحہ کو فرما دیا تھا کہ تم سے یہ چابی ایک ظالم حکمران چھینے گا چنانچہ اُسے وہ چابی یزید بے نصیب نے چھینی اور زبان مصطفوی سے ظالم قرار پایا۔ جس شقی ازلی کو زبان مجھری ظالم کہہ رہی ہے بھلا اس کے ظالم ہونے میں پھر کیا شک باقی ہوگا۔ اور پھر بیان کرنے والی کتاب بھی وہ ہے جو بقول شہنا بارگاہ رسالت کی مصدقہ ہے۔

آیت ۲۰: وَإِنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ
يُؤْبَوا لَهُمْ عَذَابَ جَهَنَّمَ وَاللَّهُ

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جنہوں نے مصیبت میں ڈالا مومن مردوں اور عورتوں کو پھر انہوں نے توبہ نہ کی۔ پس واسطے ان کے عذاب

عَدَابُ الْحَرَبِ ۳ سنہ ۳۰۷ یت مٹا ہے جہنم کا، اور واسطے انکے عذاب ہے بلانے والا۔
 یزید پلید کے زمان شقاوت نشان میں واقعہ حرہ پیش کیا جس پر مشکوٰۃ شریف ص ۵۳ پر
 حاشیہ مٹ پر ہے ایام الحرہ یوم مشہور فی الاسلام ایام یزید لما نهب المدینۃ
 عسکر من اهل الشام ند بہم لقتال اهل المدینۃ من الصحابة والتابعین وامر
 علیہم مسلم بن عقبۃ فی ذی الحجۃ سنۃ ثلث و ستین ترجمہ: تاریخ اسلام میں واقعہ حرہ ایک مشہور واقعہ
 ہے جو یزید کے زمانہ میں پیش آیا۔ جب ۳۰۷ میں یزید نے اہل شام کا ایک لشکر مسلم بن عقبہ
 کے زیر کمان مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ کیا اور انہوں نے مدینہ شریف کو تاخت
 و تاراج کیا۔ نیز تاریخ الخلفاء ص ۱۶۳ پر کچھ مزید وضاحت ہے وصادراک ما وقعۃ الحرۃ ذکرھا
 الحسن مرۃ فقال واللہ ما کاد یخو انہما احد قتل فیہما خلق من الصحابة ومن
 غیرہم ونهبت المدینۃ و انتقض فیہا الف عدۃ فانا للہ وانا
 الیہ راجعون ترجمہ: امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب مدینہ منورہ پر لشکر
 کشی کی گئی تو مدینہ کا کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو اس لشکر کے ظلم و تشدد سے بچا ہو۔ ہزار باصحاب
 شہید ہوئے۔ مدینہ شریف کو غوب لٹا گیا۔ ہزاروں لڑکیوں سے حرم محترم میں زنا بالجبر کیا گیا
 انا للہ وانا الیہ راجعون (تاریخ الخلفاء اردو ص ۳۰۵) نیز علامہ سبط ابن جوزی بھی انکے
 ہم نوا ہیں۔ آپ لکھتے ہیں قال هشام بن حسان ولدت الف امراة بعد الحرۃ
 من عید زوج (تذکرۃ الخواص ص ۲۸۹) یعنی جو یزیدی فوج نے تین دن تک مدینہ طیبہ کی کنواری
 لڑکیوں سے حرم پاک میں زنا بالجبر کیا اس سے تقریباً ایک ہزار کنواری لڑکیوں نے زنا کی
 اولاد جینی (استغفر اللہ)

تحقیق بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اسی واقعہ حرہ کو ذرا تفصیل سے
 لکھتے ہیں فرماتے ہیں۔ اشع شایع واقعہ قباہ کہ در زمان یزید پلید بعد از قتل حضرت امام
 حسین بن علی سلام اللہ علیہا وقوع یافتہ واقعہ حرہ است..... حضرت سید ابراہام صلی اللہ علیہ وسلم

د سفرے از اسفار بیرون آمدہ چون بحرہ زہرہ رسید با سیتا و آیت مصیبت انا للہ وانا الیہ
 راجعون برخواند پر سید یا رسول اللہ سپہ دیدی کہ استرجاع نمودی فرمود (ص ۳۵) فرمود
 کشتہ شوند دریں سنگستان آنہائے کہ خیانت من باشند..... روزے در عہد امیر المؤمنین
 عمر باران بسیار باریدہ بود و وے با یاران خود بسیر و سواد مدینہ منورہ بیرون آمدہ تا بموضع رسید
 کہ آنرا حرہ واقم گویند و سیلہائے آب از ہر کنار وادی رواں میرفت کعب احبار ہم رواں میاں
 بود گفت بہ تحقیق واللہ یا امیر المؤمنین سیلہائے خون ہم دریں وادی رواں گردد..... (ص ۳۶)
 عثمان بن محمد جماعت را از اہل مدینہ بجانب یزید پلید روانہ ساخت چون ایں جماعت بہ مدینہ
 منورہ عود نمودند زبان بسبب و شتم یزید پلید بکشدند و بے دینی و شرب غمراہ و ترکاب منافی
 و ملاہی و لعب کلاب و دیگر اوصاف ذمیمہ اورا یاد کردند و از بیعت او خلع و تبری نمودند و
 باقی اہل مدینہ را نیز از بیعت و اطاعت او بیزار ساختند مندر کہ یکے ازاں جماعت
 بود گفت واللہ وے مرا صد ہزار در ہم جائزہ داد و لیکن من راستی را از دست نہ دہم وے
 شارب غمراہ۔ اہل مدینہ منورہ بعد از ظہور دلائل فسق و فساد یزید پلید خلع بیعت او نمودند
 عبداللہ بن ابی عمر حاتمہ خود را بر آورد و گفت وے دشمن خدا و اہم اسکر است من اورا از بیعت
 بر آوردم ہم چنانکہ دستار خود را بر سر خود بر آوردم و گیرے بر غاست و نعلین خود را از پانے خود
 بر آورد و بر ہمیں پنج خلع بیعت یزید پلید نمود تا آنکہ مجلس از عمام و نعال پر شد..... ص ۳۹
 یزید بن معاویہ مسلم بن عقبہ را بشکر عظیم از اہل شام بقتال اہل مدینہ فرستاد تا ایشان را بحرہ
 مدینہ ملکہ در غایت شجاعت و قباہت قتل رسانیدند و سہ روز بہت حرمت حرم نبوی
 صلی اللہ علیہ وسلم منورہ و داد اباحت و الحاد دادند از بیعت ایں را واقعہ حرہ نام آمدہ.....
 و یک ہزار و ہفت صد تن از بقایائے مہاجرین و انصار و علماء تابعین اخبار یقین رسانیدند و از
 عموم ناس و رائے نسا اطفال وہ ہزار کس را کشتند و بہت صد از حاکمان قرآن مجید و نود و ہفت
 از قوم قریش را در تحت تیغ ظلم و آورند و فسق و فساد و زنا را مباح ساختند تا بحدیکہ آورده

انکہ ہزار زن بعد ازیں واقعہ اولاد زنا را بنیدند و اسپاں را در مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم چلان دادند و در روضہ شریف کہ نام موضعی است در میان قبر و منبر منیف و حدیث صحیح و روایا یافتہ کہ روضہ است از بایض جنت اسپاں بول و روث کردند..... مدینہ منورہ در ان زمان مطلق از مردم خالی ماند و فوکلہ و ثمرات و نصیب و خوش و بہائم آمد و گلاب و دیگر حیوانات در مسجد شریف آرام گاہ ساخت و مصداق آنچہ مخبر صادق براں خبر داده بود (ص ۳۷) نیز آورہ اند کہ تا سہ روز اکثر مردم مدینہ منورہ را در بندداشت کہ بونے طعام و شراب بمشام ایشان نمیرسیدند ۳۳ سعید بن المسیب را کہ از کبار تابعین بود و سہ گفت کہ در لیالی حرہ پیچ یکی در مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم غیر منی بود و اہل شام کہ در مسجد می آمدند می گفتند کہ ایں پیرک دیوانہ دریں جا چہ می کند و بیچ وقت نماز منی در آمد کہ من آواز اذان و اقامت نماز از حجرہ شریف منی شنیدم و ہم بدل اذان و اقامت نماز میکردم ۳۴ و از جملہ قباہج و شناع ایں واقعہ شنیعہ آورہ اند کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ را دیدند کہ موئے ریش او ہمہ بریدہ است پرسیدند کہ ایں چہ صورت است گفت ایں از آثار علم اہل شام است کہ در واقعہ حرہ رسیدہ خانہ در خانہ من در آمدند و ہر چہ از متاع بیت و اسباب خانہ باشد ہمہ را پاک بردھا و دیگر رسیدند چون بیچ چیز در خانہ نیافتند آتش تہر در نہاد ایشان افروختند شیخ را بجنابید بر کد ام از ایشان از ریش من موئے بر کنند و بایں حال کہ مرا می بینید رسانیدند ۳۵ (تمام از حذب القلوب الی دیار المحبوب)۔

ترجمہ :- ساختہ کر بلا کے بعد یزید پلید کے زمانہ میں سب سے بڑی برائی واقعہ حرہ کا وقوع ہے (جو ۲۸ھ و ۲۹ھ بروز بدھ ہوا) حضرت سید ابراہام صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ باہر تشریف لے گئے۔ جب مقام حرہ میں پہنچے تو کھڑے ہو گئے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا اس سنگستان میں میری اُمت کے بہترین لوگ شہید ہوں گے..... حضرت عمر کے زمانہ میں ایک دن بہت بارش ہوئی اور حضرت عمر دوستوں کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے اطراف میں نکلے جب حرہ کے مقام پر پہنچے تو حضرت کعب احبار نے کہا خدا کی قسم تواری میں ہے اس وادی میں

جس طرح آج پانی بہہ رہا ہے ایک وقت یہاں اسی طرح خون بہے گا..... عثمان بن محمد (یزیدی والی مدینہ) نے مدینہ طیبہ کے مغزین کی ایک جماعت یزید کی طرف روانہ کی (یزید نے ان کو ایک ایک لاکھ درہم دے کر واپس کیا) جب یہ جماعت واپس مدینہ منورہ پہنچی تو یزید پلید کے سب و شتم میں زبان کھولی اور اس کی بے دینی، شراب نوشی، فسق و فجور، کتوں کے ساتھ کھیلنا اور اس طرح کی اس کی دیگر برائیوں کا ذکر کیا اور اس کی بیعت توڑ ڈالی اور اس سے یزیدی کا اظہار کیا۔ دیگر اہل بیان مدینہ نے بھی ان کی اطاعت کرتے ہوئے یزید کی بیعت توڑنے کا اعلان کر دیا۔ مندر جو کہ اس وفد کے ایک رکن تھے فرمانے لگے بے شک اس نے مجھے ایک لاکھ درہم نذرانہ دیا ہے لیکن یہ نذرانہ مجھے سچ کہنے سے باز نہیں رکھ سکتا۔ یزید شراب پیتا ہے۔ چنانچہ اہل بیان مدینہ منورہ پر جب یزید پلید کا فسق و فساد ظاہر و باہر ہو گیا تو سب نے اس کی بیعت توڑ ڈالی۔ سب سے پہلے عبداللہ بن ابی مر نے اپنا عامہ اتار کر پھینکا اور کہا جس طرح میں نے اپنا عامہ اتار پھینکا ہے اسی طرح میں یزید کی بیعت اپنے سر سے اتارتا ہوں کیونکہ وہ خدا کا دشمن اور ہمیشہ شراب کے نشہ میں غمور رہتا ہے۔ پھر ایک آدمی اٹھا اور اس نے اپنا جوتا اتار کر پھینکا اور کہا اسی طرح میں یزید پلید کی بیعت اتارتا ہوں پھر سب نے اس طرح کرنا شروع کر دیا۔ کسی نے عامہ پھینکا، کسی نے جوتا حتیٰ کہ مجلس میں عاموں اور عورتوں کا ڈھیر لگ گیا۔ جب یزید کو اہل مدینہ کے خلق بیعت کا علم ہوا تو اس نے مسلم بن عقبہ کے زیرِ کمان شامیوں کا ایک بڑا لشکر اہل مدینہ سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا تاکہ اہل بیان مدینہ کو نہایت بے دردی سے قتل کرے اور جتنی شدت کر سکتا ہو کرے۔ مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ پہنچ کر تین دن تک حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے حرمتی کی اور داد بے دینی دی ایک ہزار سات سو (۷۰۰) آدمیوں کو مہاجرین و انصار اور علما و تابعین میں سے شہید کیا۔ عورتوں اور بچوں کے علاوہ عوام میں سے دو ہزار (۲۰۰۰) آدمیوں کو مار ڈالا سات سو (۷۰۰)

حافظ قرآن شہید ہوئے نیز قوم قریش کے ستائوں سے (۹۷) افراد کو ظلم کی توار سے ذبح کیا فسق و فساد اور زنا کو مباح کر دیا اس واقعہ کے بعد ایک ہزار کنواری لڑکیوں نے جن پر وہ نشیمنوں کو گھروں سے نکال کر یزیدی فوج میں تقسیم کیا گیا تھا اور انہوں نے تین دن تک زبردستی حرم محترم میں ان سے زنا باجبر کیا، اولاد زنا کی جئی۔ یزید کے حکم کے مطابق تین دن تک حرم مدینہ مباح رہا، قتل و غارت گری، لوٹ مار اور بدکاری انکا پیشہ رہا۔ یزیدی اپنے گھوڑوں کو مسجد نبوی میں جولانی دیتے تھے، اور مسجد شریف کا وہ حصہ جس کے متعلق صحیح حدیث میں آیا ہے کہ یہ جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے (صابین بنیتی و صندری روضة من رياض الجنة متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۳۷) وہاں ان کے گھوڑے لید اور پشیا کرتے تھے، اکثر آدمیوں کو اس طرح قید میں رکھا گیا کہ تین دن تک پانی اور غذا کی خوشبو بھی ان تک نہ پہنچی، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مدینہ پر ایک دن ایسا بھی آئے گا جب انہیں یہاں سے نکال دیا جائے گا اور مدینہ وحشی جانوروں کا مرکز بن جائے گا۔

(اس حدیث کو حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اس طرح نقل فرمایا ہے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لتتزعجن المدينة علی احسن ما کانت حتی یدخل الکلب والذئب فیبغضی علی بعض سواری المسجد او علی المنبر فقالوا یا رسول اللہ فلمن تكون الثمار ذلک الزمان قال للعوافی الطبری و السباع (موطا امام مالک ص ۳۵)

اس حدیث پر اسی صفحہ پر حاشیہ ۱۷ کے تحت درج ہے قال العیاض رحمہ اللہ۔۔۔ حسین القلقب الخليفة عنهما الى الشام والعراق یہی حدیث شریف دوسری سند کے ساتھ بخاری شریف ص ۲۵ پر ابواب العمرة میں باب من رغب عن المدينة میں بھی موجود ہے، اس حدیث شریف کے تحت شارح بخاری علامہ ابن حجر حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

لیل یا اباہریرۃ من یزعجہم قال امراء السوء۔ فتح الباری ص ۳۷ یعنی جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تو آپ سے پوچھا گیا کہ اہل مدینہ کو مدینے سے نکلنے پر کون مجبور کرے گا آپ نے فرمایا "بڑے حاکم" اس حدیث کا مصداق یہی المناک واقعہ ہے، اس زمانہ میں مدینہ منورہ مطلقاً آدمیوں سے خالی ہو گیا تھا اور شہر کے پھل چوپایوں کی غذا بنتے تھے، کتے اور دوسرے جانوروں نے مسجد شریف میں رہنا شروع کر دیا تھا اس واقعہ کے ساتھ یہ آیت بھی تلاوت فرمائیں تاکہ فیصلہ مزید آسان ہو جائے واذا اتولی سعی فی الارض لیفسد فیہا ویہلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد اور جب لوگوں کو زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی اور فصلوں اور نسلوں کو تباہ کیا اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتا، حضرت سعید بن مسیب جو کہ مشہور تابعی ہیں بیان فرماتے ہیں کہ حرہ کے دنوں میں تین دن تک مسجد نبوی میں اذان و اقامت نہ ہوئی اور میرے سوا (اہل مدینہ میں سے) مسجد شریف میں کوئی نہ تھا اہل شام مسجد میں آتے تو کہتے یہ دیوانہ بڑھا یہاں کیا کر رہا ہے اور جب بھی نماز کا وقت آتا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے اذان و اقامت کی آواز آتی تھی اور میں اسی اذان و اقامت سے نماز ادا کر لیتا تھا دیہ واقعہ حدیث شریف میں بھی باقی الفاظ موجود ہے، لما کان یام الحرۃ لم یؤذن فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شلاً ثلاً ولم یقم ولم یمرح سعید بن مسیب المسجد وکان لا یعرف وقت الصلوة الا بھمة یسمعون من قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم (دارمی شریف ص ۲۵ مشکوٰۃ شریف ص ۳۵) یہ واقعہ پڑھنے کے بعد ذرا قرآن کریم کی یہ آیت بھی تلاوت فرمائیں۔ ومن اظلم لھم فی الاخرة عذاب عظیم ص ۲۵ ترجمہ: اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جس نے مسجدوں میں اس کا نام لینے سے روکا اور اس کے اجاڑنے کی کوشش

کی..... ایسے لوگوں کے لیے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے
واقعہ حرہ کے ذلت آمیز واقعات میں سے ایک دلیل واقعہ یہ بھی ہے کہ صحابی رسول حضرت
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کی وارٹھی کے تمام بال غائب تھے آپ سے پوچھا
گیا کہ آپ کی وارٹھی کو کیا ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ شامیوں کے ظلم کی نشانی ہے شامیوں
کا ایک گروہ میرے گھر میں گھس آیا اور تمام اسباب غانہ (حتیٰ کہ میرا پانی پینے کا پیالہ بھی)
سے لگے اس کے بعد دوسری جماعت آئی گھر خالی دیکھا تو ان میں غصہ اور تہر کی آگ
شعلہ زن ہوئی کہنے لگے شیخ کو بلاؤ پھر تو ان لوگوں میں سے ہر ایک نے میری وارٹھی
کا ایک ایک بال اکھیرنا شروع کر دیا اور اس طرح کر دیا جس طرح کہ تم مجھے اب دیکھ
رہے ہو (جذب القلوب اردو ص ۳۳ تا ۳۴)۔ استغفر اللہ۔ دنیا کے کتوں نے دنیا کا مال
نہ ملنے پر صحابی رسول کی وارٹھی نوچ ڈالی۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم
مورخ ابی حنیفہ دینوری اس واقعہ کو اس طرح ذکر کرتے ہیں ذکر ابو ہارون
..... قلت یا ابا سعید ما حال لحیتک فقال هذا فعل ظلمۃ اهل الشام
یوم الحرۃ دخلوا علی بیعتی فانتهبوا ما فیہ حتی اخذوا قدحی الذی کنت
اشرب فیہ الماء ثم خرجوا ودخل علی بعدہم عشرۃ نفر وانا قائم اصلی فطلبوا
البیت فلم یجدوا فیہ شیئا فاسفوا لذلك فاحتملونی من مصلائی وضربوا بی
الارض واقبل کل رجل منہم علی ما یشاء من لحيۃ الخی الامام ابن جریر سیاقی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں
ان بعض اولئک العسکر دخلوا من الحرۃ علی ابی سعید الخدری فاخذوا
ما فی البیت ثم دخلت طائفة اخری فلم یجدوا شیئا فاضبعوا ثم جعل کل واحد من
ترجمہ اُوپر جذب القلوب میں لکھا جا چکا ہے۔ لحيته خصلۃ (تطہیر الجنان ص ۵۵)
یزید کے عشق و فحور کی مزید جھلک دیکھنی ہو تو درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں۔
ارشاد الساری ص ۵۱۔ ملفوفات اعلیٰ حضرت ص ۱۱۸۔ الہدایہ والنہایہ ص ۲۳۳۔

شرح فقہ اکبر ص ۳۳۔ تذکرہ خواص الامہ ص ۲۶۱۔ شرح عقائد نسفی ص ۱۱۱۔ مکتوبات قاضی
ثناء اللہ پانی پنی ص ۲۳۳۔ ثمرات الذہب ص ۶۹۔ روح المعانی ص ۲۶۱۔ مہناج السنہ
ص ۲۳۹۔ تفسیر موابہب الرحمان سورۃ حشر مقتل حسین خوارزمی ص ۵۸۔ تاریخ طبری
ص ۲۲۹۔ ابن اثیر ص ۶۳۔

قارئین کرام! اس باب میں آپ تیرہ (۱۳) آیات قرآنہ، بخاری شریف
مسلم شریف، موطا امام مالک، دارمی شریف اور مشکوٰۃ شریف کی احادیث مبارکہ اور
ان پیش کردہ آیات کریمہ اور احادیث مقدسہ کی تشریح کے طور پر حضرت امام احمد
بن حنبل، حضرت عبداللہ صالح، علامہ ابن جوزی، قاضی ابویعلیٰ، علامہ سیوطی، علامہ
برزنجی، قاضی عیاض، علامہ عسقلانی، علامہ ابن جریر، علامہ بیہقی، علامہ طیبی، علامہ
سیوطی، علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابن کثیر، علامہ آلوسی، شیخ عبدالحق دہلوی
قاضی ثناء اللہ پانی پتی، مؤرخ دینوری، مؤرخ ابن اثیر، قاضی سلیمان منصور پوری
غیر مقلد، مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی، مولوی وحید الزمان غیر مقلد، عبدالحجید
سودری غیر مقلد وغیرہ کے اقوال ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

ان آیات قرآنہ، احادیث مقدسہ، تفاسیر معتبرہ، فرامین محدثین کرام اور
اقوال علماء اسلاف، اکابرین غیر مقلدین اور اکابرین دیوبند کے نظریات ملاحظہ
فرما چکے ہیں۔ ان حوالہ جات کو بار بار بغور پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا ایسا
فاسق و فاجر، شرابی، زانی، ظالم و جابر، عنید و پلید، بدعتیہ اور جری علی الکبائر
شخص ایک عام خلیفہ آدمی کہلانے کا بھی مستحق ہو سکتا ہے چہ جائیکہ اسے
امیر المومنین کہہ کر اس مکرم و معظم لقب کی توہین کی جائے۔

ناپاک اور نجس مفتی طبیعت یزید کی

گستاخ و بے ادب مفتی حبیب یزید کی

دوسرا باب:

احادیث مقدسہ کیمانی میں

فرمانِ خداوندی ہے فان تنازعتم فی شئ فردوه الی اللہ والرسول
ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر ط ذالک خیر و احسن
تاویلا یہ عہد سنیۃ ۱۵۱۱ھ پس اگر اختلاف ہو جائے تمہارا کسی چیز
میں پس چاہیے کہ رجوع کرو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف اگر ہو تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لانے والے۔ یہ بہت بہتر ہے
اور یہ بہت اچھی تحقیق ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے وما اتانا کم
الرسول فخذوا و ما نہا کم عنہ فاتہبوا ۲۸ سحر ۳۷ آیت ۲۸
یعنی جو کچھ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنایت فرمائیں وہ لو اور جس چیز سے منع
فرمائیں اس سے باز رہو۔ اور جب کسی مسئلہ میں مخیر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام
کوئی فیصلہ فرمادیں تو بمطابق حکمِ خداوندی و ما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ و
رسولہ امر ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم ۲۲
سحر ۳۷ آیت ۳۷ ترجمہ: کسی مسلمان مرد و عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ تعالیٰ
اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرمادیں تو پھر انہیں اپنے اس معاملہ کا کچھ اختیار ہے
کسی صاحبِ ایمان کو اس فیصلہ کو بدلنے یا اس کے خلاف کرنے کا بالکل کوئی
حق باقی نہیں رہتا کیونکہ بمطابق فرمانِ الہی قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی ۱۱ آل عمران ۳۱ تم فرماؤ اے پیارے محبوب سلی اللہ علیہ وسلم اے
لوگو اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو حضور کا حکم مل و جان

ماننے سے ہی خدا کی رضا حاصل ہو سکتی ہے بلکہ اس خدائے بزرگ و برتر نے تو
من یطع الرسول فقد اطاع اللہ سنیۃ ۱۵۱۱ھ جس نے اطاعت کی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گویا اس نے خود اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت کی "فرما کر
جنسور کی اطاعت ہی کو اپنی اطاعت قرار دے دیا ہے اور ہو بھی کیوں پنا۔ جبکہ
اللہ اور رسول کے فرامین میں اختلاف و تضاد ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی فیصلہ فرماتے ہیں تو ہمیشہ رضائے خداوندی اور حکم
الہی کے مطابق ہی فرماتے ہیں اور اس بات پر کلام الہی و صاینطق عن
المہدی ان هو الا وحی یوحی ۲۸ نجم آیت ۳۰ کی قص قطفی شاید عادل
ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے ومن یعص اللہ ورسولہ
نقد ضل ضللا لامینا ۲۲ سحر ۳۷ آیت ۳۷ یعنی جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی
کے لیے بے شک وہ کھلی گمراہی میں ہے نیز قرآن کریم میں سینکڑوں مقامات پر
فرمانِ خداوندی کے بعد فرامین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا دعویٰ
علم موجود ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ
عنه کو جب یمن کی طرف گورنر بنا کر بھیجا تو آپ نے پوچھا اے معاذ تم لوگوں کے بھگوان
کے فیصلے کس طرح کرو گے۔ حضرت معاذ نے عرض کی بکتا ب اللہ اللہ کی
کتاب قرآن مجید کے مطابق۔ حضور نے فرمایا اگر تمہارے مطلوبہ مسئلہ کا حل تمہیں قرآن
کریم سے نہ مل سکے تو پھر کیا کرو گے۔ عرض کی فہسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یعنی قرآن کریم کے بعد میرا دوسرا ماخذ احکامات مصطفوی ہوں گے۔ حضور یہ سن کر
بہت خوش ہوئے اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا تھا مشکوٰۃ شریف ص ۳۱، ترمذی
شریف ص ۱۵۹، دارمی شریف ص ۲، ابوداؤد شریف،
اس حکمِ خداوندی اور فرمانِ مصطفوی اور عملِ صحابہ کے مطابق ہم نے بھی مسئلہ ہذا

کی وضاحت کے لیے آیت قرآنیہ کو مقدم رکھا ہے اور دلیل ثانی یا ماخذ ثانی فرمودہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ الخیرۃ والثناء کو تسلیم یا تکریم کرتے ہوئے اب اس مسئلہ میں اپنے مدعا کو ثابت یا اجابت کرنے کے لیے اس مسئلہ کی موضع سینکڑوں احادیث مقدسہ میں سے صرف دس (۱۰) احادیث مقدسہ پیش کرتے ہیں تاکہ اہل ایمان حضرات فرامین محمد کریم صلی اللہ علیہ الخیرۃ والتسلیم کو مشعل راہ بنا کر اپنے لیے حراط مستقیم کے طریقہ کا انتخاب با صواب فرما سکیں اور اپنے عقیدہ کو سنوار سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت پر ایمان و یقین رکھنے، اس کے مطابق عقیدہ بنانے اس پر عمل پیرا ہونے اور اس پر قائم و دائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

حدیث ۱ عن ابی عبیدۃ قال	ترجمہ :- حضرت ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	فرماتے ہیں کہ مجھ صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام
لا یزال امر امتی قائماً بالقسط	نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا معاملہ
حقّ یكون اول من یشلمہ رجل	حق و انصاف پر قائم رہے گا حتیٰ کہ بنی امیہ
من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔	کا ایک شخص اس میں رخنہ اندازی کرے گا
رسمت فردوس دیلمی مدظلہ الطبع بیروت	اس کا نام یزید ہوگا۔

علامہ ابن حجر ہیتمی کی رحمہ اللہ نے اس حدیث شریف کو تطہیر الجنان ص ۶۷ اور صواعق محرقة ص ۲۲ پر نقل کیا ہے۔ نیز تقریباً اسی مفہوم کی ایک حدیث شریف مسند رویانی کی بھی بایں الفاظ نقل کی ہے عن ابی الدرداء سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من یشلم سنّتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔ ان احادیث مبارکہ کو مفسر قرآن مؤرخ اسلام جناب حافظ ابن کثیر نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف البدایہ والنہایہ کی جلد ۲ کے ص ۲۳ پر اور قائم الحافظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی معروف تصنیف

تاریخ الخلفاء اردو ص ۳۵۵ اور شارح مشکوٰۃ محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ما ثبت من السنہ کے صفحہ ۳۲ پر بھی نقل کیا ہے نیز مولانا محمد عبد اللہ صاحب رحمہ اللہ دہلوی مولوی بابر اللہ صاحب رحمہ اللہ مصنف انواع بارک اللہ نے یہاں تک لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ کو بھی اس سانحہ کی خبر دے دی تھی (باباں انواع ص ۲۳۸) اب آپ خود منیلعہ فرمائیں کہ جس بد بخت کی بد بختی اور شقاوت کی گواہی زبان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ادا ہو چکی ہے تو اس کے متعلق "امیر المؤمنین، سیدنا، حقی اور نجاشی ہوا" جیسے پاکیزہ الفاظ بون کب جائز ہوں گے۔ بلکہ ایسا عقیدہ رکھنا روح اسلام کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو منیلعہ مصطفویٰ پر ایمان قائم رکھنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین

حدیث ۲ عن ابی ہریرۃ رضی	ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان
اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی	فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اللہ علیہ وسلم تعوذوا باللہ من	فرمایا اللہ کی پناہ مانگوں گے کی ابتداء سے
ناس السبعین و امارۃ الصبیان۔ (روح المعانی ص ۱۰۷)	اور لوگوں کی حکومت سے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۳۸)

مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی یہ حدیث اسی طرح اپنی مشہور زمانہ کتاب البدایہ والنہایہ کی جلد ۲ کے ص ۲۳ پر نقل کی ہے۔ بشکریٰ ابتدا یعنی سنہ ۶ کے بعد اگلے عشرے کے ابتدائی سال۔ چنانچہ سانحہ کربلا ۱۰ محرم الحرام شریف ۶۱ھ میں وقوع پزیر ہوا اور ۶۳ھ میں واقعہ حرہ کا وقوع ہوا اور بعد ازاں کعبہ اللہ پر لشکر کشی کی گئی۔ کعبہ پر پتھر برسائے گئے، غلاف کعبہ جل گیا وغیرہ اور یہ تمام واقعات یزید پلید کے زمان شقاوت نشان میں ہوئے۔ مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کو نقل کر کے امارۃ الصبیان کے الفاظ پر حاشیہ لکھا ہے اسی من حکومت

الصغار الجہال کینذید بن معاویہ واولاد حکم بن مروان وامثالہم -
حاشیہ مشکوٰۃ شریف ص ۳۱۵ یعنی وہ بد نصیب حکمران لڑکے جن کے دور حکومت
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے رہے ہیں اور مسلمانوں کو اس بدترین دور
سے پناہ مانگنے کا حکم فرماتے رہے ہیں وہ یزید بے دید کا دور حکومت ہے اور
مروان کی اولاد اور ان جیسے بُرے لوگوں کا دور ہے۔ شارح بخاری علامہ قسطلانی یزید
کے مقام کا مفصل ذکر فرمانے کے بعد فرماتے ہیں وَاُخْرِجَ يَعْقُوبُ بْنُ سَفْيَانَ
فِي تَارِيخِهِ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ جَاءَتْهُ تَأْوِيلُ هَذِهِ الْآيَةِ عَلَى رَأْسِ

سِتِّينَ سَنَةً ارشاد السّادی شرح بخاری عناصت ۲)

یعنی ظالم لوگوں کی حکومت والی بات سترہ کے آخر میں پوری ہوئی۔ اس سن میں
یزید تخت نشین ہوا تھا۔ شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں

وَلَمَّا بَلَغَ يَزِيدُ ابْنُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ خُلْعَهُ

وَجَهَّزَ لَهُمْ جَيْشًا مَعَ مُسْلِمِ بْنِ عَقْبَةَ الْمُرِّي وَامْرَأَةٍ ابْنِ يَدْعُوهُمْ
ثَلَاثًا فَنَاجِعُوا وَالْأَفِيقَاتُ لَهُمْ وَانْدَازَ ظُهُرُ بَيْتِ الْمَدِينَةِ لِلْجَيْشِ
ثَلَاثًا ثُمَّ يَكْفُ عَنْهُمْ قَتْلُ جِهَةِ إِلَيْهِمْ فَوْضِلَ فِي ذِي الْحِجَّةِ سِتَّةَ ثَلَاثِ
وَسِتِّينَ غَارِبُوهُ وَكَانُوا قَدْ اتَّخَذُوا اخْتَدَقُوا وَانْهَزَمَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ
وَقَتْلُ ابْنِ حَنْظَلَةَ وَابْنِ مُسْلِمِ بْنِ عَقْبَةَ ثَلَاثًا فَقَتَلَ جَمَاعَةً مِنْ بَقَايَا
الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَخِيَارِ التَّابِعِينَ وَهَمَانُفَ وَسَبْعَ مِائَةٍ وَتَقَتَّلَ
مِنْ اخْلَاطِ النَّاسِ عَشْرَةُ آلَافٍ سِوَى النِّسَاءِ وَالصَّبِيَّانِ وَقَتَلَ
بِهَاجِمَةَ مِنْ حِمْلَةِ الْقُرْآنِ وَقَتَلَ جَمَاعَةً صَدْرَ امْنَهُمْ مَعْقِلُ بْنُ
سَتَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْجَهْمِ بْنِ حَذِيفَةَ وَجَالْتَ الْخَيْلُ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعَ الْبَاقِيْنَ كَرِهًا عَلَى أَنَّهُمْ خَوَّلُوا لِيَزِيدَ وَأَخْرَجَ

يعقوب بن سفيان في تاريخه بسند صحيح عن ابن عباس جاء تأويل
هذه الآية على رأس ستين سنة ولو دخلت عليهم من أقطارها
ثم سئلوا الفتنة لآتوها يعني ادخال بني حارثة اهل الشام على
اهل المدينة في وقعة الحرة قال يعقوب وكانت وقعة الحرة في ذي
القعدة سنة ثلاث وستين وذكر ان المدينة خلعت من اهلها
وبقيت ثمارها للعو في من الطير والسباع كما قال عليه الصلوة
والسلام -

(ارشاد السّادی شرح بخاری عناصت ۲)

ترجمہ :- اور جب یزید کو خبر ملی کہ اہل مدینہ نے اس کی بیعت توڑ دی ہے تو اس نے
مسلم بن عقبہ کے زیرِ کمان ایک لشکر تیار کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور
حکم دیا کہ اہل مدینہ کے سامنے تین مرتبہ میری بیعت پیش کرنا اور اگر انکار کریں
تو ان سے جنگ کرنا اور مدینہ منورہ کو اپنے لشکر کے لیے تین دن تک مباح
قرار دے دینا (کہ وہ وہاں جو چاہے کریں) چنانچہ مسلم بن عقبہ ذوالحجہ ۳۶ھ میں
مدینہ منورہ پہنچا اور اہل مدینہ سے جنگ کی۔ اہل مدینہ نے ایک خندق کھودی تھی
لیکن (سامانِ حرب کی کمی، تعداد کی کمی اور مروان کی چال کی وجہ سے) اہل مدینہ کو
شکست ہوئی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہا بھی شہید ہو گئے اور
مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ میں قتل و غارتگری اور زنا وغیرہ کو تین دن تک
جائز قرار دے دیا تھا۔ بقایا مہاجرین و انصار صحابہ کرام اور خیار تابعین کی ایک جماعت
کو شہید کر دیا جو کہ سترہ سو (۱۷۰) تھے اور عام لوگوں میں سے دس ہزار (۱۰۰۰۰)
آدمی عورتوں اور بچوں کے علاوہ شہید کیے اور ایک جماعت قرآن کریم کے حافظوں
کی کو شہید کیا اور ایک جماعت کو بائیکاٹ کر شہید کیا جن میں معقل بن سنان اور

محمد بن ابی الجهم بن حذیفہ بھی تھے اور یزیدی مسجد نبوی شریف میں اپنے گھوڑوں کو دوڑایا کرتے تھے اور بعض نے بالاکراہ بیعت قبول کر لی اور وہ یزید کے غلام ہوئے اور مورخ یعقوب بن سنیان نے اپنی تاریخ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا جس ظلم اور فتنے کی حضور نے پیشین گوئی فرمائی تھی وہ سترہ کے سرے میں پوری ہوئی یعنی واقعہ حرہ میں یزیدیوں کا مدینہ منورہ میں داخل ہونا اور مورخ یعقوب نے لکھا ہے کہ واقعہ حرہ سترہ ذیقعدہ میں ہوا یزیدی لشکر اخیر ذیقعدہ میں وہاں پہنچا ہوگا اور ابتدا ذوالحجہ میں جنگ ہوئی ہوگی اور ذکر کیا گیا ہے اس زمانہ میں مدینہ منورہ لوگوں سے خالی ہو گیا تھا اور مدینہ طیبہ کے پھل پرندے، چوپائے اور درندے کھاتے تھے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا بخاری اور مؤطا کی حدیث آیات کے تحت گزر چکی ہے، اس حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

ابتداء السبعین من تاریخ الهجرة او وفاته عليه السلام وامارة الصبيان اي من حكومته الصغار الجهاد الكيزيد بن معاوية واولاد المحكم بن مروان وامثالهم واغرب الطيبي حيث قال قوله وامارة الصبيان حال اي والحال ان الصبيان امراء يرون امراءنا و هم اغنيمة من قریش را هم النبي صلى الله عليه وسلم في منامه يلعبون على منبره عليه الصلوة والسلام وقد جاء في تفسير قوله تعالى وما جعلنا الرؤيا التي اريناك الا فتنة للناس - ر ۵۱ ^{بخاری} کذا فی درمنثور فی التفسیر المأثور و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ع ۳۳۸ ہاضم کبریٰ ۲۳۲ ترجمہ :- اس سے مراد وہ فتنہ ہے جو ابتدا ہجرت سے ساتویں عشرے کے ابتداء میں ظاہر ہوا یا آپ کی وفات

سے لے کر۔ اور امارۃ الصبیان سے مراد چھوٹی عمر کے جاہل لوگوں کی حکومت ہے مثل یزید بن معاویہ اور اولاد مروان کے، اور اسی طرح کے اور حاکم اور طیبی نے انکے حال تجویز کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نوجوان لڑکے حاکم بنیں گے اور میری امت کا انتظام سنبھالیں گے حالانکہ وہ کم عمر ہوں گے قریش میں سے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں انہیں دیکھا تھا کہ وہ آپ کے منبر شریف پر کھیل کود رہے تھے اور یہ اس آیت وما جعلنا الرؤيا التي اريناك الا فتنة للناس ۵۱ ^{بخاری} آیت ۲۳۲ کی تفسیر میں آیا ہے جیسا کہ درمنثور فی التفسیر المأثور میں موجود ہے۔ شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سترہ کے متعلق حضرت ابوہریرہ کا قول نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں وفي رواية ابن ابی شبيب ان ابا هريرة كان يمشي في السوق ويقول اللهم لا تدركني سنة سنتين وامارة الصبيان فان يزيد بن معاوية استخلف فيها وفتح البادية ۵۱ ^{بخاری} ترجمہ :- مصنف ابن ابی شبيب کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار کا گارہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے اے میرے اللہ مجھے سترہ تک زندہ نہ رکھنا اور اے میرے اللہ میں لوگوں کی حکومت بھی نہ دیکھوں شارح مشکوٰۃ محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ پناہ جوئید بخدا از شر ہر سال ہفتاد و پناہ جوئید بخدا از امارت خود آں ظاہر آست کہ مراد ہفتاد از اول سال ہجرت است تا شامل کرد و امارت یزید بن معاویہ را کہ ہر ہر شصت سال شد چنانکہ روایت کردہ شدہ است از ابی ہریرہ کہ گفت پناہ میجویم بخدا از امارت ستین پس وفات یافت ابوہریرہ در سال پنجاہ و نہم و مراد بصبیان اولاد مروان است و ہم ایشانند و مراد بقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمود دیدیم غلامان را یعنی کودکان از قریش را کہ بازی میکنند بر منبر من مثل بوز ہناد در حدیث دیگر فرمودہ ہلاک امت من بردست

کودکان از قریش خواہد بود (اشعۃ اللمعات ص ۳۱) ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساتویں عشرے کی ابتدا کی شر سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے اور لوگوں کی حکومت سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے ظاہر ہے کہ یہ ساتواں عشرہ ہجرت کے پہلے سال کے حساب سے ہے۔ اس طرح یزید کا زمانہ خلافت اس میں شامل ہو جاتا ہے کیونکہ یزید سنہ ۴۰ھ میں بادشاہ ہوا چنانچہ روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دما مانگا کرتے تھے یا اللہ میں سنہ ۴۰ھ کی بادشاہت سے تیری پناہ مانگتا ہوں چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۴۰ھ میں انتقال ہو گیا تھا (اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کو یزید عنید کے تحت نشین ہونے سے پہلے اپنے پاس بلا لیا) اور حکمران لونڈوں سے مراد مروان کی اولاد ہے اور اسی طرح کے دوسرے ظالم حکمران اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے میں نے قریش کے بعض چھوٹی عمر کے لوگوں کو اپنے منبر پر بندوں کی طرح ناچتے کودتے دیکھا ہے (ادب مرقاة میں حضور کی یہ خواب بیان ہو چکی ہے) نیز آپ کا فرمان ہے کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے بعض کم عمریوں کے ہاتھوں ہوگی اسی حدیث ثرانی کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خاں صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں اور روایت ہے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم النبی والشاء نے پناہ پکڑو ساتھ اللہ کے بڑائی تم ستر برس (ساتویں عشرے کی ابتدا) کے سے اور سرداری لوگوں کی سے ظاہر یہ ہے کہ مراد ستر برس اول سال ہجرت سے ہے تا شامل ہو امارت یزید بن معاویہ کو کہ سرسٹویں سال کے ہوا یعنی بعد وفات حضرت کے اور مراد لوگوں سے اولاد مروان کی ہے (اور ان جیسے دوسرے) (مظاہر حق ص ۳۲ طبع مکتون) اس حدیث کو علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنی تصنیف بیہقی، الاصابہ فی تیز الصحابہ طبع مصری کی جلد ۲ کے صفحہ ۲۱ پر اور علامہ ابن حجر ہیتمی کی بنی صواعق مرقعہ طبع مصری کے صفحہ ۲۱ پر علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جذب القلوب

الی وبار المحبوب مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۲۵ پر بھی نقل کیا ہے نیز مسند امام احمد ص ۲۵۵ السہایہ والنہایہ ص ۵۲۳، تفسیر ابن کثیر ص ۱۲۵ فتح القدیر ص ۲۲۹ اور مجمع الزوائد ص ۲۳۱ پر تقریباً یہی دما معمولی الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مشہور صحابی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے البتہ آپ زمانہ یزید تک زندہ رہے اور یزیدوں کے ظلم بھیلے۔

حدیث ۲۰ - عن ابی ذر قال انی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا ذر قلت لبیک وسعدیک قال کیف انت اذا رأیت احجاراً التزیت قد غرقت بالدماء (البوداؤد شریف ص ۵۸ مشکوٰۃ شریف ص ۴۵)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے آٹائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی میں نے عرض کی آقا غلام حاضر ہے ارشاد فرمائیں آپ نے اپنے فرمایا اے ابوذر اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب توجہ واقم کے پتھروں کو خون میں ڈوبا ہوا دیکھے گا۔

شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

ثم دقت الفتنة الثانية يعنى الحرقة فلم يبق من اصحاب الحد يبية احد في النهاية كانت الواقعة المشهورة في الاسلام (يام يزید بن معاوية لما انتهب المدينة عسكرة من اهل الشام الذين ند بهم لقتال اهل المدينة من الصحابة والتابعين وامر عليهم مسلم بن عقبة في ذوالحجة سنة ثلاث وستين فلم يبق من اصحاب الحد يبية اى من اهل بيعت الرضوان (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۱۳) رازاۃ الخفاء ص ۲۱ از شہادۃ اللہ علیہ وسلم یعنی فتنہ ثانیہ سے مراد واقعہ حرہ ہے جو یزید بن معاویہ کے دور حکومت میں پیش آیا۔ جب ۳۳ھ میں مسلم بن عقبہ کے زیرِ کان

مدینہ پر حملہ کیا گیا۔ اس شامی لشکر کے ہاتھوں مدینہ منورہ کو غارت کیا گیا۔ اہل مدینہ کو قتل کیا گیا جن میں صحابہ کرام اور تابعین عظام بھی تھے۔ حتیٰ کہ حدیبیہ کے مقام پر حضور کے دستِ رحمت پر بیعت رضوان کرنے والوں میں سے ایک بھی باقی نہ بچا سب شہید کر دیئے گئے۔ جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بھی فتنہ ثانیہ سے مراد واقعہ حرہ ہی لیا ہے۔ اسی حدیث کے تحت برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے استاد شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں۔ وفتیکہ باشد در مدینہ کشتی کہ میپوشند و بالا میرود و دوسے گیر و خونہا موصفی را کہ نام او احجار الذمیت است وایں اخبار است از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از واقعہ حرہ و آن اشنع و قایع و قایع قباۃ ہست زبان و گوش متکلم و سامع تحمل گفتن و شنیدن آن ندارد و قویع آن در زمان شقاوت نشان یزید بن معاویہ است کہ بعد از واقعہ قتل امام حسین لشکرے انہو بہ مدینہ مطہرہ فرستادہ بتک حرمت آن بلدہ مکرمہ و مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کردہ و از صحابہ تابعین جماعت کثیرہ را بقتل رسانیدہ با شتا عتہائے دیگر کہ نتوان گفت و در تاریخ مدینہ جذب القلوب الی دیار المحبوب ذکر آن کردہ شدہ است از آنجا باید جست و بعد از خراب شدہ مدینہ ہمیں لشکر را بلکہ فرستادہ وہم دریں سال آن شقی بدار السوار رفت (اشنعۃ الملکات ص ۵۵۸) اسی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں (جو کہ تقریباً اوپر کی عبارت کا ترجمہ ہے اس لیے اس کا الگ ترجمہ نہیں کیا گیا۔ مؤلف) جب مدینہ میں کشت و خون ہوا تو اتنا خون بہا کہ پتروں سے اوپر ہو گیا۔ اس جگہ کا نام احجار الذمیت ہے جانبِ غرب مدینہ اس میں سیاہ پتھر ہیں گویا کہ ان پر زیتون کا تیل ملا گیا ہے (یہ احجار الذمیت کی وجہ تسمیہ ہے) اور یہ خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ حرہ کی اور یہ نہایت بُرا واقعہ ہے کہ زبان اور کان کلام کرنے والے اور سننے والے کے تحمل کہنے اور سننے کا نہیں رکھتے

اور وقوع اس کا پنج زمان شقاوت نشان یزید بن معاویہ کے ہوا کہ بعد واقعہ قتل امام حسین کے بہت سا لشکر مدینہ منورہ کو بھیجا اور بتک حرمت اوس شہر اطہر اور مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کی اور صحابہ اور تابعین کی جماعت کثیرہ کو قتل کیا اور بہت سی خرابیاں کیں کہ کہہ نہیں سکتے (حرم نبوی میں زنا بالجبر وغیرہ) اور بعد خراب کرنے مدینہ کے یہی لشکر مکہ کو بھیجا اور اسی سال وہ شقی واصل جہنم ہوا۔ مظاہر حق ص ۳۲۵) نیز یہ واقعہ مولوی محمد زکریا صاحب دیوبندی نے اوجز المناک شرح مؤطا امام مالک ص ۴۳۵ پر، میر ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد نے احیاء المیت ص ۳۲۵ پر، مفسر قرآن مورخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ ص ۲۲۴ پر بھی الفاظ کے کچھ اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے اور ازالۃ الخلفاء ص ۵۹ پر جناب شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بھی اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہیں اور اس کے حاشیے پر بھی اسکا ذکر موجود ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ صغیر کے ص ۶۶ پر بھی اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا ہے خود صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے انشاء اللہ آگے آ رہا ہے۔ مورخ اسلام علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں۔ جب یزید بن معاویہ عکرم ہوا اور اس کی بدعات اور ظلم اور ناحق کوشی وحت پوشی کا عالم میں ظہور ہوا تو انہوں نے دینی جوش میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا بیعت کر لی عبداللہ بن زبیر اور یزید کی لڑائی ہوئی جس میں انصار کو پسپا ہونا پڑا۔ شریان یزید نے بہت بڑے بڑے ظلم کیئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس دن مہاجرین انصار سے ستر بدری شہید ہوئے۔ عبداللہ بن حنفلہ رضی اللہ عنہ بھی اس معرکہ میں مرتبہ شہادت کو پہنچے یہ واقعہ ان ظلموں میں سے ایک ظلم تھا جو یزید سے سرزد ہوا۔ (تاریخ ابن خلدون اردو ص ۲۵۳) نیز علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ وضاحت فرماتے ہیں ان یزید لما بلغه خبر اهل المدينة وما جرى عليهم عند الحرّة من مسلمان عقبة

دجیشہ فرح بذلک فرحاشد بدار البدایہ والنہایہ ۵ ص ۲۲)
یعنی جب یزید پلید کو مسلم بن عقیل اور اس کے لشکریوں کے ہاتھوں اہل البین مدینہ منورہ
پر کیئے گئے مظالم کی اطلاع ملی تو وہ بہت زیادہ خوش ہوا۔ استغفر اللہ من هذا
لجور ورضاء بذلک اس بات پر ذرا فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ملاحظہ فرمائیں
انشاء اللہ قلب و دماغ کی تسلی و تشفی کا باعث بنے گا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا عملت الخطیئة فی الامر صب
کان من شہدہا فکرها و قال صرہ انکرھا کان کمن غاب عنہا و من
غاب عنہا فرضیہا کان کمن شہدہا (ابوداؤد شریف ص ۵۵)
ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب زمین میں کوئی برائی ہوتی ہے تو اگرچہ کوئی
آدمی وہاں موجود ہو لیکن اس برائی کو بُرا سمجھے اور اس سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرے
تو گویا وہ وہاں تھا ہی نہیں اور جو اس برے واقعہ کے وقت وہاں موجود نہ بھی ہو
لیکن جب وہ اس برائی کا ذکر سُنے اور خوش ہو تو وہ بھی اسی طرح گناہ گار ہوتا ہے
گویا وہ اس برائی میں شامل تھا۔ اس حدیث شریف کے مسلم اصول کو مد نظر رکھتے
ہوئے یزید عنید کے لشکر میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس کی صفائی پیش کرنے
والے دوست ذرا حوزہ فرمائیں، یہ بھی یاد رہے کہ یہ لشکر خود بخود نہیں چلا گیا تھا بلکہ اسکو
تمام ظلم و جبر کا حکم دے کر خود یزید بے دید نے بھیجا تھا، اس کی وضاحت انشاء اللہ آگے
آئے گی، تو جب وہ خود بھیج رہا ہے اور ظلم و جور کا حکم دے کر روانہ کر رہا ہے تو پھر
فرمان وضاحت نشان مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

(بخاری شریف) یعنی جو شخص کسی کام کا سبب بنے تو بے شک وہ اپنے ہاتھ سے کوئی
کام بھی نہ کرے لیکن دلالت فعل کے سبب وہ بالکل اس کام کے کرنیوالے کی طرح ہوگا۔
اور اسی مرتبہ فعل کی طرح ہر طرح کی جزا و سزا کا مستحق ہوگا۔ اہل عقل و دانش حضرات غور فرمائیں۔

حدیث ۴۲ عن سعد رضی اللہ عنہ
سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لا یکید اهل المدينة احد الانماع
کما ینماع الملع فی الماء۔
(بخاری شریف ص ۲۵۳)
ترجمہ: حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ
عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا
جو مدینہ شریف کے رہنے والوں کے ساتھ
برائی کا معاملہ کرے گا وہ گھل کر ختم ہو جائیگا
جس طرح نمک پانی میں گھل کر ختم ہوتا ہے
امام منذری نے بھی یہ روایت براز سے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ اس کی اسناد
حسن ہیں (الترغیب والترہیب ص ۲۴۲)۔ اسی حدیث شریف کو امام مسلم نے اور
الفاظ کے ساتھ اور روایت سے یوں بیان فرمایا ہے۔

عن ابی ہریرۃ۔ قال ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم من
اراد اهل هذه البلدة بسوء یعنی المدینۃ اذا به اللہ فی النار ذوب
الرمصاص کما یدوب الملح فی الماء (مسلم شریف ص ۴۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جو شخص اس شہر مدینہ منورہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو
آگ میں سیسے کی طرح گھیلے گا یا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ اس حدیث
شریف کو امام ابن ماجہ نے بھی نقل فرمایا ہے (ابن ماجہ ص ۱۷۰) امام منذری رحمہ
اللہ نے بخاری و مسلم کی روایات نقل کرنے کے بعد اور روایات بھی نقل کی ہیں۔

عن جابر بن عبد اللہ۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من اخاف اهل المدينة فقد اخاف ما بین جنی رواہ احمد و رجالہ
الصمیم (الترغیب والترہیب ص ۲۳۲) یعنی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی
اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا

جس نے اہل بیان مدینہ منورہ کو خوفزدہ کیا پس درحقیقت اس نے میرے دل کو خوفزدہ کیا۔ امام متذری فرماتے ہیں اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور اس روایت کے تمام راوی صحیح ہیں۔ اور ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اس روایت کو نقل فرمایا ہے اور اس میں یہ الفاظ بھی نقل فرمائے ہیں: اخافہ اللہ یعنی اسے اللہ تعالیٰ ڈرائے۔ (الترغیب والترہیب ۲ ص ۲۳۲) طبرانی نے اوسط میں اور کبیر میں ایک روایت نقل کی ہے عن عبادۃ ابن الصامت رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اللهم من ظلم اهل المدينة واخافهم فاخفه وعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين ولا يقبل منه صرف ولا عدل استاده جيد (الترغیب والترہیب ۲ ص ۲۳۲)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اے میرے اللہ جو شخص اہل مدینہ پر ظلم کرے اور ان کو ڈرائے تو اسے ڈرا۔ نیز فرمایا اس پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی اور نہ قبول فرما اس سے فرض اور نہ نقل۔ علامہ طبرانی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند مضبوط ہے۔ امام نسائی اور طبرانی نے یہی حدیث شریف حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی ہے (الترغیب والترہیب ۲ ص ۲۳۲) اور طبرانی کی ایک روایت میں الفاظ ہیں وغضب علیہ یعنی اسے اللہ اس شخص پر اپنا غضب نازل فرما (الترغیب والترہیب ۲ ص ۲۳۲) علامہ متذری نے علامہ طبرانی کی ایک اور روایت نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں قال من آذى اهل المدينة آذاه الله وعليه لعنة الله الخ - یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اہل مدینہ کو ڈرائے گا

اللہ تعالیٰ اسے ڈرائے گا اور اس پر اللہ کی لعنت ہو اور تمام کائنات کی لعنت ہو (الترغیب والترہیب ۲ ص ۲۳۲) اس حدیث کے تحت شارح بخاری علامہ شمس الدین محمد ابن یوسف کرمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں -

من اراد المکر بہم لا یمہلہ اللہ ولم یکن لہ کما انقضی شان من حاربہا یا م بنی امیۃ مثل مسلم بن عقبۃ فانہ ہلک فی منصرفہ عنہا ثم ہلک مرسلہ الیہ یزید ابن معاویۃ علی اثر ذلک وغیرہما ممن صنع صنیعہما وقیل المراد وکادہا اغتیا لا وعلی عقلة من اہلہا لا یتقد لہ امرہ -

(الکوکب الداری شرح بخاری) علامہ نووی شارح مسلم اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ ویكون ذلک لمن ارادها في الدنيا فلا یمہلہ اللہ ولا یمکن لہ سلطان بل یدہبہ عن قرب کما انقضی شان من حاربہا یا م بنی امیۃ مثل مسلم بن عقبۃ فانہ ہلک فی منصرفہ عنہا ثم ہلک یزید بن معاویۃ مرسلہ علی اثر ذلک وغیرہما فمن صنع صنیعہما قیل قد یمکن المراد من کادہا اغتیا لا وطلبا لغرتها في عقلة فلا یتقد لہ امرہ بخلاف من اتى ذلک جہا داً کامراء استباحوها (حاشیہ مسلم نووی ص ۲۳۲)

اس سے مراد وہ شخص ہے جو اہل مدینہ کے ساتھ دنیا میں برائی کا ارادہ کرے پس اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بالکل مہلت نہیں دیتے اور نہ اس کی حکومت باقی رہتی ہے بلکہ اس کی حکومت جلد ہی ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ بنی امیہ کے ان لوگوں کے ساتھ ہوا جو اہل مدینہ کے ساتھ لڑے۔ مثل مسلم بن عتبہ کے۔ پس وہ اس جنگ سے واپسی پر ہی ہلاک ہو گیا پھر اس کے جلد ہی بعد اس کو اس مہم پر بھیجنے والا یزید

ہوا تھا مسلم بن عقبہ بھی جلد ہی ہلاک ہو گیا اور اسی طرح اسے مدینہ منورہ پر شکر کشتی کے لیے بھیجنے والا یزید بھی جلد ہی اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا۔ اسی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں قال تو ریشتی رحمہ اللہ ہی من الحرۃ التي كانت بها الوقعة زمن يزيد والا مير علي تلك الجيوش العاتية مسلم بن عقبه المرى المستبصر بحرم رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان نزوله بعسكره في الحرۃ القريبية من المدينة فاستباح حرمتها وقتل رجالها وعاث فيها ثلاثة ايام وقيل خمسة فلاحر من انه ائماع كما ينماع الملمح في الباء وله يلبث ان ادركه الموت وهو بين الحرمين وخسر هنالك المبطلون (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۱۲۷)

ترجمہ :- علامہ توریشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ واقعہ حرہ میں ہوا جو کہ یزید غنیمہ کے زمانہ میں ہوا اور ان لشکروں پر مسلم بن عقبہ امیر تھا اس نے حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مباح کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ مقام حرہ میں اُترا جو کہ جانب غرب مدینہ ہے پس حرم محترم کی بے حرمتی کی اور اس کے مکینوں کو قتل کیا اور مدینہ منورہ میں تین دن تک خونریزی کی اور کہا گیا ہے کہ پانچ دن پس اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ گھل گیا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور وہ خدا کی گرفت سے بچ نہ سکا اور تنہا ہی مدینہ سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں ہلاک ہو گیا اور وہ بے دین اسی جگہ واصل جہنم ہوا۔

شارح مشکوٰۃ محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں چنانچہ ظاہر شدہ از حال یزید شقی کہ بعد از واقعہ حرہ در اندک فرصت ہلاک شد و بقیاب الہی والم دق وسل بگذاخت وفانی شد (اشۃ الہیات ص ۳۹۵)

ترجمہ :- چنانچہ یزید شقی کے حال سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ واقعہ حرہ کے بعد عمومی مدت میں ہی ہلاک ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آیا اور سل اور دق کے مرض میں گھلتا ہوا ختم ہو گیا۔ شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں یزید پلید کا ایسا ہی حال ہوا کہ چند روز بعد واقعہ حرہ کے بیماری دق اور سل کی سے ہلاک ہو گیا (مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ص ۳۳) شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اسی حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے انما کے تحت لکھا ہے ای ذاب و هلك (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۱۲۷) یعنی گھل جانا اور ہلاک ہو جانا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یزید عنید سل اور دق (طبی) کی موذی اور ذلیل مرض میں گرفتار ہوا اور غضب الہی میں جل جل کر اپنے انجام کو پہنچا و هلك یزید جو ارین من ارض دمشق - یعنی یزید دمشق میں حوارین کے مقام پر مر گیا۔ ایک شاعر نے اس کی قبر کو دیکھ کر ایک شعر کہا۔

یا ایہا القبر جوارینا - ضمت شر الناس اجمعینا
(مردوج الذهب ص ۲۷)

یعنی اے وہ قبر جو حوارین میں ہے تو تمام انسانوں سے برے آدمی کو چھپائے ہوئے ہے۔

دُھانپا کفن نے میرا عیوب برہنگی | میں در نہ ہر لباس میں ننگ وجود تھا
۱۲۹ھ میں عباسیوں کے داعی ابو مسلم خراسانی نے جب اقتدار پر قبضہ کیا اور اموی خاندان کا خاتمہ کیا تو اہل بیت کے انتقام میں اس نے تمام اموی خلفائے بمع یزید و ابوشناء حضرت عمر بن عبدالعزیز کی قبریں تلاش کر کے انہیں قبروں سے نکالا اور ۸۰-۸۰ کوڑے مردائے اور سولی پر لٹکایا۔ بعد ازیں ان کو جلا دیا۔
سیرۃ النعمان از شبلی ص ۵۸ - (امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۱۶۹)

حدیث ۵۰۰ عن عائشة قالت
قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ستة لعنتهم و
لعنهم الله و كل نبی یستجاب
الذائب في كتاب
الله - والمكذب
بقدر الله - والمتسلط
بالجبروت ليعز من
اذله الله ويزل من
اعزه الله - والمستحل
لحرم الله والمستحل
من عترتي ما حرم
الله - والتارك لسنتي

رواه البيهقي -

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۰)

ترجمہ ۱۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا چھ آدمی ایسے بد بخت ہیں
کہ ان پر میں نے بھی لعنت کی ہے اور اللہ
تعالیٰ نے بھی ان پر لعنت کی ہے اور تمام
مستجاب الدعوات نبیوں کی بھی ان پر لعنت
ہو۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو جھٹلانے والا،
اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا اور عظیم
کے ساتھ حکومت کرنی والا تاکہ ان لوگوں کو عزت
دے جنکو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے اور ان
لوگوں کو ذلیل کرے جنکو اللہ تعالیٰ نے عزت
بخشی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے
کو حلال جاننے والا اور میری اہل بیت کو کلمہ
منقلب جو معاملہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے
حلال جاننے والا اور میری سنت کو ترک کر نیوالا

اس حدیث کی شرح میں شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں
(الذائب فی کتاب اللہ ای القرآن و سائر کتبہ بان یدخل فیہ ما لیس
فیہ او یؤملہ بما یأ بالہ اللفظ و یخالف الحکم و تأویلہ
بما یخالف الكتاب والسنة فی شمله اللعن لفسقه بل
کفرہ) (والمکذب بقدر الله)

(والمستسلط بالجبروت) ای الانسان المستولی المتقوی

العالم او الحاکم بالتکبر والعظمة الناشئ عن الشوکه والولاية
والجبروت قیل وانما یطلق ذالک فی صفة الانسان علی
من یجبر نفیصته بادعاء منزلة من التعالی ولا یتحققها او
تولیة المنصب من لا یتحققها و منعها من یتحققها
العز من اذله الله و یزل من اعزه الله ای من اذله الله
لفسقه او لکفره یدفع مرتبته علی المسلمین او یحکمہ فیہم
..... و یزل من اعزه الله بان یخفض مراتب العلماء والصلحاء
او یخوهم (والمستحل لحرم الله) ید حریم مکة بان یفعل
فیہ مالا یحل فیہ (والمستحل من عترتي ما حرم الله) ای من
اہل ائہم و ترک تعظیمہم والعترۃ الاقارب القربیۃ و ہم اولاد فاطمہ و زرارہم
و تخصیص ذکر الحرم والعترۃ و کل مستحل محرم ملعون لشرعہا قال الطیبی
و یجمل ان تكون بیانیۃ بان یکون المستحل من عترۃ رسول الله صلی الله علیہ وسلم
فقیہ تعظیم الحرم الصادر عنہم (والتارك لسنتي) ای المعرض عنہا بالکلیۃ او بعضها
استخفافا و قلة مبالاة کافرو ملعون (مرتقا شرح مشکوٰۃ ص ۱۰)

ترجمہ ۲۔ (اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا) یعنی قرآن اور باقی الہامی
کتب ہیں۔ اس طریقہ سے کہ اس میں ایسی چیز داخل کرے جو اس میں سے نہیں
ہے یا اس کی ایسی تاویل کرے جس کا اللہ کی کتاب کے الفاظ انکار کرتے ہوں۔
اور اس کے حکم کے خلاف ہو اور اس کی ایسی تاویل کرنی جو کتاب و سنت کے خلاف
ہو پس ایسے شخص کو اس کے فتق کی وجہ سے بلکہ کفر کی وجہ سے لعنت شامل
ہوگی (اللہ اور عظیم کے ساتھ حاکم بننے والا) یعنی وہ انسان جو جبر و استبداد سے
اقتدار پر قابض ہو جائے۔ یا وہ حاکم جو تکبر اور حکومت و اقتدار کے زور سے

زبردستی لوگوں پر حکومت کرے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس لفظ کا اطلاق ایسے آدمی پر بھی ہوتا ہے جو بلند درجوں کے دعووں کے ساتھ اپنے عجیب چھپا ہو حالانکہ وہ اس بات کا مستحق نہ ہو۔ یا نااہل لوگوں کو بڑے عہدوں پر فائز کرتا ہو اور اہل لوگوں کو ان عہدوں سے محروم رکھتا ہو (تاکہ عزت دے ان لوگوں کو جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے) یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس کے فضیلت اور کفر کی وجہ سے ذلیل کیا ہو یہ اس کے مرتبے کو مسلمانوں پر بلند کرتا ہو اور مسلمانوں پر ایسے شخص کو حاکم بناتا ہو (اور تاکہ ذلیل کرے ان لوگوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہے) اس طریقہ سے کہ وہ علماء اور صلحاء کو ان کے مرتبے سے گراتا ہو (اللہ کی تقدیر کا انکار کرنے والا) (۱) اور اللہ تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے کو حلال جاننے والا) اس سے مراد حرم کعبہ ہے۔ یعنی حرم کعبہ میں وہ کام کرے جو از روئے شریعت وہاں کرنے حلال نہیں ہیں (۲) اور میری اہل بیت کے متعلق وہ بات حلال جاننے والا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے) یعنی ان کو ایذا دینی اور ان کی تعظیم ترک کرنی اور عترت سے مراد آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں اور وہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہے اور پھر آگے ان کی اولاد۔ اگرچہ ہر حرام کو حلال سمجھنے والا ملعون ہے لیکن حرم اور عترت کے ذکر کی تفصیل ان کی شرافت کی وجہ سے کی گئی ہے۔ طیبی نے کہا ہے کہ احتمال ہے کہ یہ بیانیہ ہو اس طریقے سے کہ مستقل عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہو اور اس میں ان سے صادر ہونے والے جرم کی بڑائی بیان کی گئی ہو (تیسری صدی کے محدث علامہ سید مومن شلبی رحمہ اللہ نے ایک حدیث نقل کی ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حرمت الجنة علی من ظلم اهل بیتی و آذانی

لی عترتی (تور الابصار ص ۱۲۳ طبع مصری) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری اہل بیت کرام پر ظلم کرے اور مجھے اہل بیت کے بارہ میں ایذا دے اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دے گا (تور الابصار ص ۱۲۳)۔ (۳) اور میری سنت کو چھوڑنے والا) یعنی سنت کو ہلکا سمجھتے ہوئے اور اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کلی طور پر یا جزوی طور پر اس سے اعراض کرنے والا کافرو ملعون ہے۔ اسی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین غانا صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں "لعنت کی ان کو اللہ نے گویا کسی نے پوچھا کہ آپ کیوں لعنت کرتے ہیں تو فرمایا کہ لعنت کی اللہ نے اور جملہ "کل نبی يستجاب" کا جملہ معترضہ ہے یعنی کلام علیہ واسطے تاکید لعنت کے اور زیادہ کرنا بیچ کتاب اللہ کے۔ یہ کہ لفظ بڑھاوے یا اس طرح سے بیان کرے کہ معنی اس کے مخالفت ہوں اللہ کے حکم کے۔ اور مراد مستط سے بادشاہ اور حاکم ظالم ہیں کہ ساتھ خواہشی نفسانی اور غلبہ حکومت اپنے کے کافروں اور فاسقوں اور جاہلوں کو عزیز رکھتے ہیں اور مسلمانوں اور صالحوں اور عالموں کو ذلیل کرتے ہیں۔ اور حلال کرے بیچ حرام اللہ کے۔ یعنی مکہ میں جن کاموں کو منع فرمایا ہے مانند شکار کرنے کے اور کاٹنے درخت کے اور داخل ہونے کے بغیر احرام کے یہ کام اس جگہ کرنے لگے اور حلال جانے اولاد میری سے اس چیز کو کہ حرام کیا اللہ تعالیٰ نے یعنی ایذا دینی اولاد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کو اور تعظیم نہ کرنی ان کی کو حلال جانے۔ اس پر بھی لعنت ہے یا مراد اس سے تنبیہ ہے واسطے سیدوں کے کہ حضرت کی اولاد ہو کر خدا کے گناہ نہ کریں۔ اور چھوڑ دیا سنت میری کو جو ازراہ کسالت کے سنت کو چھوڑ دے تو وہ گناہ گار ہے اور جو کوئی ہلکا جان کر سنت کو چھوڑ دے تو وہ کافر ہے اور لعنت میں دونوں گئے جاتے ہیں لیکن اول ذہراً اور شدتاً اور دوسرا حقیقتاً اور اگر احیاناً

سنت ترک ہو تو گناہ گار نہیں ہوتا مگر یہ بھی برا ہے کہ اذکر القاری والشیخ
اور سنا میں نے مولانا اسحق سے کہ یہ وعید بیچ ترک کرنے سن حدی یعنی سنت
مؤکدہ کے ہے (مطالعہ حق ص ۷۷)

قارئین کرام اس حدیث شریف کو بار بار پڑھیں اور اس پر شارحین حدیث کی
شرح بھی نہایت غور سے پڑھیں اور پھر یزید کے کردار کو بنظر عمیق مشاہدہ کریں
جو کہ کافی حد تک اس کتاب میں بھی درج ہے پھر فیصلہ فرمائیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ اسباب لعنت میں سے وہ کون سی بات ہے جو
یزید بے نصیب میں موجود نہیں تھی اور جب ان چھ اسباب میں سے ایک سبب
والا بھی زبان مصطفوی کے مطابق لائق لعنت ہے تو پھر یزید بد بخت جس میں
یہ چھ کے چھ اسباب لعنت بدرجہ اتم موجود ہیں کیوں لائق لعن نہ ہوگا بلکہ چھ اسباب
کے لحاظ سے ایک مرتبہ نہیں پورا چھ دفعہ مستحق شب و شتم و لائق لعن و ملعن ہوگا
مثلاً استحقاق لعنت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ باتوں میں
سے پہلی بات ہے "اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنا" یعنی کتاب اللہ میں کوئی نئی
چیز داخل کرنے والا اور اس کے احکام کی ایسی تاویل کرنے والا جو مطالب قرآن
اور مفہوم قرآن اور کتاب و سنت کے خلاف ہو" اس بات کے تحت یزید کے
کافی اقراؤں میں سے بطور نمونہ اور بوجہ اختصار اس کا ایک شعر پیش کرتا ہوں آپ
پڑھیں اور فیصلہ فرمائیں کہ کیا یزید اس لعنت کی زد میں آتا ہے یا نہیں؟ یزید کا
ایک شعر ہے۔ ماقال ربک وید للذی شرربوا ببل قال ربک وید للمصلین
(تاریخ کامل ابن اثیر ص ۶۷) تیرے رب نے یہ تو کہیں نہیں کہا
کہ شراب پینے والے کی بربادی ہو یا ہلاکت ہو۔ ہاں البتہ تیرے رب نے یہ کہا
ہے کہ نماز پڑھنے والوں کی بربادی ہو استغفر اللہ العظیم یزید پلید

واللہ تستحقی فاصنع ما شئت کا مصداق بن کر کس دیدہ دلیری سے قرآن
کی آیت اور اسلام کے ایک اہم رکن کا مذاق اڑا رہا ہے نعوذ باللہ من
الذلت ویزید کا یہ شعر پڑھ کر ضرور آپ کی زبان پر بھی استغفار و لاجل جاری ہوا
ہوگا اور ضرور بالفور آپ کے ہاتھ بھی خود بخود کانوں تک پہنچے ہوں گے تو کیا
یہ تاویل مکمل طور پر نفس قرآن اور روح اسلام کے سراسر خلاف نہیں ہے۔ اللہ
تعالیٰ نے کسی جگہ نمازیوں کے متعلق کسی وعید کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ
تو جا بجا ارشاد فرماتے ہیں کہ سچا مومن وہی ہے جو نماز کو قائم کرتا ہے۔ اس آیت
میں اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے والوں کی نہیں بلکہ نماز سے غفلت کرنے والوں
پر عقتہ کا اظہار فرمایا ہے جو کہ الفاظ قرآنی الذین هم عن صلواتہم ساهون
سے مکمل و اکمل طور پر ظاہر ہو رہا ہے تو کیا یزید بے نصیب نے اس آیت کی من
بھاتی تاویل کر کے قرآن کریم پر زیادتی نہیں کی؟ ضرور کی ہے اور جب اس نے
قرآن کریم میں زیادتی کی ہے تو بمطابق فیصلہ مصطفوی وہ ضرور ملعون ہے۔ و ان
اسباب لعنت میں سے دوسرا سبب بیان کیا گیا ہے "علم و جبر سے حاکم بننا"
اس بات کے تحت بھی ذرا کردار یزید پر نظر ثانی فرمائیں تو آپ کو علم و جبر و
استبداد کے دھبوں سے یزید کا دامن و اذکار ہی نہیں بلکہ مکمل سیاہ نظر آئے گا
یزید کی بیعت پر جو انتشار و خلفشار اٹھا وہ بھی سب جانتے ہیں اور اس کی بیعت
سے انکار پر جو کچھ اس نے کیا وہ بھی ڈھکا چھپا نہیں ہے سب کچھ چھوڑ کر حرف
واقعہ کر بلا اور واقعہ حرہ ہی کو دیکھ لیں اس کی کچھ تفصیل اس کتاب میں بھی کئی
جگہ آپ مختلف عنوانات کے تحت پڑھ چکے ہوں گے۔ ان تمام واقعات کو بنظر
رکھتے ہوئے انصاف کا دامن ہاتھ میں پکڑ کر فیصلہ فرمائیں کہ کیا یزید اپنے اس
علم و فساد کے سبب حضور کے بیان فرمودہ اس سبب لعنت کی زد میں آتا ہے

یا نہیں؟ آتا ہے اور ضرور بالضرور آتا ہے۔ رہی یہ بات کہ یزید ان واقعات کا ذمہ دار ہے یا نہیں تو اس کا مکمل و مدلل اور انشاء اللہ مسکت جواب آگے اسی عنوان کے تحت آ رہا ہے تو اس طرح صحابہ و تابعین، مہاجرین و انصار، خیبر تابعین اور حبشہ گنا عوام پر مظالم ڈھاکر یزید بمطابق فیصلہ مصطفوی ضرور بالضرور ملعون ہے اور اس بات کی جو مختصر مگر جامع وضاحت حضور نے فرمائی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ عزت دے ان لوگوں کو جن کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے۔ اس موضوع پر تو کچھ وضاحت کی ضرورت ہی نہیں ہے مثلاً مسلم بن عقبہ جیسے ذلیل اور فاسق و فاجر شخص کو پورے لشکر کا سپہ سالار بنادیا حالانکہ اس ذلیل کا ایک قول ہے۔

انی لہ اعمل عملاً قط بعد شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان
محمد رسول اللہ احب الی من قتل اهل المدینۃ (البداۃ والنہایہ ص ۲۵)
یعنی میرے نزدیک کلمہ پڑھنے کے بعد جو میرا سب سے پیارا اور پسندیدہ
کام ہے وہ جنگ حرہ میں مدینہ والوں کا قتل ہے۔ استغفر اللہ۔ اور یزیدی فوج
کے ایک افسر عبداللہ بن نمیر کا قتل کر بلا کے متعلق نظریہ دیکھیں اور لاجول پڑھیں
یہ ذلیل کہا کرتا تھا۔ والی لا رجوا ان یکون جہادی مع ابن بنت رسول اللہ
ہو لاء افضل من جہاد المشرکین و ایسر ثوابا عند اللہ (البداۃ
والنہایہ ص ۱۸) یعنی میرے خیال (امید) کے مطابق میرا امام حسین
(رضی اللہ عنہ) سے لڑنا کا فروں اور مشرکوں کے ساتھ لڑنے سے زیادہ بہتر اور
زیادہ کار ثواب ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک صرف یہ ہی نہیں بلکہ اس طرح
کے سینکڑوں خرافات کتابوں میں موجود ہیں جو کہ ان لوگوں کے خبیث باطن کی
واضح دلیل ہیں اور ان کے ذلیل و بے دین ہونے کا بین ثبوت۔ جن کو یزید
عنید مہدوں سے نوازتا رہا۔ اسی طرح ابن زیاد، شمر، خولی ابن معد اور مروان

لعنہم اللہ علیہم اجمعین جیسے لوگوں پر کیسے کیسے نوازشات و انعامات کرتا
رہا۔ مروان کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ "مروان
علیہ اللعنة کو برا کہنا چاہیے اور اس کی عداوت اہل بیت کے خیال سے اس
شیطان سے دل نہایت بیزار رکھنا چاہیے (فتاویٰ عزیزی ص ۲۵ ص ۳۸) تو اب آپ
فرمود فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسے ایسے ذلیل لوگوں کو بڑے بڑے عہدے دے کر
یزید عنید نے ان کی عزت افزائی نہیں کی اور کیا اس طرح وہ اس فرمود مصطفوی
کے مطابق مستحق لعنت قرار نہیں پاتا؟ ضرور پاتا ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے
ظالم حاکم کے ظلم کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی ہے اس کا دوسرا حصہ
ہے۔ "اور تاکہ ذلیل کرے ان لوگوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہے" یزید
بے دید کی حکمرانی کی زندگی کو دیکھا جائے تو ایک دو یا دس بیس واقعات نہیں بلکہ
اس کی حکمرانی کی زندگی کا ہر دن ہر رات بلکہ اُس کی اس محدود زندگی کا ہر لمحہ صعب
عزت و شرف و صاحب حسب و نسب حضرات کی بے ادبیوں اور گستاخوں میں گزرا
ہے۔ ان میں خاندان نبوت کے افراد اور گلشن رسالت کے ان کھلے اور نیم کھلے
شعخے، چمنستان اسلام کے اشجار طیبہ، یعنی صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، تابعین کرام اور
عام مسلمان سب ہی یزید کے ظلم و تشدد کا نشانہ بنے اور یہ ہستیاں جو دیدہ اسلام میں
عزت و توقیر کا درجہ رکھتی ہیں یزید نے تاحد مقدور ان نفوس قدسیہ کو ذلیل کرنے
کی پوری پوری کوشش کی۔ وہ علیحدہ بات ہے کہ چاند پر تھوکنے سے چاند گندا
نہیں ہو جاتا بلکہ وہ تھوک اٹٹ کر واپس اس کے اپنے منہ پر ہی پڑتی ہے اور
چاند پر تھوکنے والے کا اپنا ہی منہ قلیظ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی وہی ہوا
بن کو اس نے ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت میں
ایسے چار چاند لگائے کہ جبین عالم آج تک ان کے سامنے سرنگوں ہے اور رہتی

دنیا تک ان کا نام منہ کو مشک و گلاب سے دھو دھو کر لیا جائے گا اور ان کے ذکرِ غیر کو باعثِ ثواب بلکہ عینِ عبادت سمجھ کر تاقیام قیامت جاری و ساری رکھا جائے گا لیکن اس کے برعکس یزید و ابن زیاد، شمر و غوی، ابن سعد و مردان، مسلم بن عقبہ اور نصیب بن میمون وغیرہ کا نام مسلمانوں میں ایک گالی بن کر رہ گیا ہے۔ اللہ والوں کے ساتھ بغض و عداوت کا یہی ثمرہ ہوتا ہے۔ اس وضاحت مصطفوی کے مطابق بھی یزید منید مستحقِ صلہ لعن ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مستحقِ لعنت ہونے کے اسباب بیان فرمائے ہیں ان میں سے تیسرا سبب ہے۔ "اللہ کی تقدیر کو بھٹلانا" اس عنوان کو پیش نظر رکھ کر یزید کے کردار کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یزید بے نصیب اس تیرہ بجتی کا مجروح باقروح نظر آتا ہے۔

اس عنوان کے تحت یزید بے دید کا صرف ایک شعر ہی پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں اُمید ہے یہ شعر پڑھنے کے بعد کسی اور وضاحت کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوگی۔ وہ شعر یہ ہے۔ لعبت ہاشم بالملک فلا + خبر حباء ولا وحی نزل (تذکرۃ الخواص ص ۱۶) ترجمہ: بنی ہاشم نے حکومت کے لیے ایک کھیل کھیلا ہے ورنہ ان کی طرف نہ کوئی خبر آئی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی "استغفر اللہ، معاذ اللہ، یعنی معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف لوگوں پر حکومت کرنے کے لیے نبوت کا ایک ڈھونگ رچایا تھا ورنہ نقل کفر، کفر نباشد) آپ کو نبیؐ نہیں نہیں ہیں" یہ ایک مسئلہ حقیقت ہے کہ نبوت کوئی کسبھی چیز نہیں ہے بلکہ تقدیر الہی کے مطابق عطائے خداوندی سے ان نفوسِ فذسیہ کے مقدر میں یہ شرف ازل سے لکھا جا چکا ہے، تو جو شخص کسی نبی کی نبوت کا انکار کرتا ہے وہ صرف ایک نبی کا انکار نہیں کر رہا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ حکم الہی اور تقدیر الہی کا بھی انکار کر رہا ہے۔ اس طرح یزید بے دید نے حضور کی نبوت، حکم خداوندی اور

تقدیر الہی کا منکر ہو کر اپنے لیے لعنت کا یہ طوق بھی خرید لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو استحقاقِ لعنت کا چوتھا سبب بیان فرمایا ہے وہ ہے "اللہ تعالیٰ نے جو چیز حرام کی ہے اُسے حلال جانا" اب ذرا اس عنوان کو ذہن نشین رکھ کر یزید کے کردار کا مطالعہ کریں تو آپ پر روز روشن کی طرح یہ واضح ہو جائے گا کہ یہ اتنی بڑی برائی جو کہ انسان کو لعنت کا مستحق بنا دیتی ہے یزید کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی بلکہ اس کے شب و روز ہی اس برائی میں گزرتے تھے مثلاً اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کیا ہے لیکن یزید پابند شراب کو حلال جانتا تھا، اس کے کافی ایمان سوز اشعار میں سے ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔ اذا ما نظرنا فی امور قدیمۃ وجدنا حلالا لشرہا متوالیا ترجمہ: "جب ہم پرانے امور میں نظر ڈالتے ہیں تو شراب کا متواتر پینا حلال پاتے ہیں" (تذکرۃ الخواص ص ۱۹) اس بات کی تفصیل کے لیے درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں دجن میں سے اکثر حوالہ جات اپنے اپنے مقام پر اس کتاب میں موجود ہیں (تفسیر مظہری ص ۲۵، تفسیر مظہری ص ۵۵، تفسیر مظہری ص ۵۵، تاریخ یعقوبی ص ۲۲، صواعق محرقہ ص ۳۲، تذکرۃ الخواص ص ۲۸، ما ثبت من السنۃ ص ۴، تاریخ الخلفاء ص ۱، جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۹، البدایہ والنہایہ ص ۲۱۶، تاریخ طبری ص ۵، تاریخ کامل ص ۳۱۲، سرالشہادۃ ص ۳۶، اخبار المطوال ص ۳۶، امام حسین اور یزید ص ۲۸، ازقاری محمد طیب صاحب دیوبندی، مستدرک ص ۵۳، حیاۃ الجیوان ص ۱۴، شرح فضائل اکبر ص ۱۸، شرح عقائد سننی ص ۱۱، تفسیر روح المعانی ص ۲۶، فتاویٰ عبدالحی ص ۴۹، وغیرہم۔ اسی طرح وہ عورات دائرہ کو بھی حلال جانتا تھا۔ تفصیل کے لیے چند حوالہ جات پیش کرنا ہوں۔ تحقیق دوست حضرات ملاحظہ فرمائیں (تکمیل ایمان ص ۱۴، مدارج النبوة

۱۲ ص ۱۳، مستدرک ۲ ص ۵۳۲، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۳ ص ۲۶۹، تاریخ اسلام علامہ ذہبی ۲ ص ۳۵۶، فتاویٰ عبدالحی ۵۹، تذکرۃ خواص الامہ ۲۸۹، تاریخ الخلفاء ص ۱۵۱، صواعق محرقة ص ۲۳، بیابیع المودۃ ص ۳۲۶، طبقات کبریٰ ۲ ص ۲۸۳، ابن عساکر ۵ ص ۲۴۵، اوجز المناسک، شرح مؤطا امام مالک ص ۴۲۵، از مولوی زکریا صاحب دیوبندی، حذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۹، ما ثبت من السنۃ ص ۴۴، تاریخ طبری ۲ ص ۲۲۹، حیاۃ النبیون ۲ ص ۱۴۵، اخبار الطوال ص ۲۶۶ وغیرہ۔

انسان کے دل و دماغ کو حلال و حرام کی تمیز سے مادر پدر آزاد کرانے میں سب سے زیادہ کردار شراب با عتاب ادا کرتی ہے جیسا کہ جناب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے۔ المتولدۃ عن شرب الخمر من ترک الصلوٰۃ ومن قتل النفس التي حرم الله ومن دقوع المحارم۔
رسالتی شریف ۳۲۹ ص ۳۲۹ یعنی شراب پینے سے انسان میں ترک الصلوٰۃ قتل وغارتگری اور محارم کو حلال سمجھ لینا جیسی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے مذہب مہذب اسلام بانام نے اس ام الحباثت کو حرام قرار دے دیا ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں فان هذا شراب من لا یؤمن باللہ والیوم الآخر رسالتی شریف ۳۲۹ ص ۳۲۹ یعنی شراب وہی شخص پیئے گا جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر یقین نہیں رکھتا۔ جہاں تک قیامت پر یقین رکھنے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں یزید بے دید کا ایک شعر پیش خدمت ہے۔ شر پڑھیں اور یزید کے ایمان کا درجہ متعین فرمائیں۔ فان الذی حدثت عن یوم یعثنا۔
احادیث طسم تجعل القلب ساھیا یعنی مرکز دوبارہ اُٹھنے کی جو باتیں کی جاتی ہیں وہ دل کو دنیا سے مایوس کر دینے والی غلط کہانیاں ہیں (تذکرہ خواص الامہ ص ۲۹) اللہ تعالیٰ نے جہاں بھی صاحب ایمان لوگوں کا تذکرہ فرمایا ہے تو ان کی علامات

میں سے ایک علامت ”وہ قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں“ بھی بیان فرمائی ہے اور اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کافروں، منافقوں اور فاسقوں ناجروں کے تذکرہ میں یہ بات بھی بیان فرماتے ہیں کہ ”وہ قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتے“ اور یزید کے اس شعر سے بالکل واضح ہو رہا ہے کہ وہ قیامت کے دن پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ اب قارئین کرام عقل و خرد اور عدل و انصاف کے مطابق خود فیصلہ فرمائیں کہ یزید بے دید کتنا پکا اور سچا مسلمان تھا۔ (صلائے عام ہے یارانِ نکتہ واں کیلئے) اور اگر ملا علی قاری رحمہ اللہ کی وضاحت ”حرم مکہ میں وہ کام کرنا جو ازروئے شریعت وہاں کرنا ناجائز ہو“ کو لیا جائے تو پھر بھی یزید اس حکم میں داخل ہوتا ہے کیونکہ اس نے پورا لشکر بھیج کر مکہ مکرمہ پر حملہ کرایا، اس کے حکم سے کعبہ اللہ پر پتھر برسائے گئے، کعبہ کا چھت اور پردہ جل گیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مذبح میں جنت سے آنے والے مینڈھے کے سینک کعبہ کے اندر آویزاں تھے وہ بھی جل گئے، کعبہ شریف میں پناہ لینے والوں کو بھی نہایت بے دردی سے قتل کر دیا گیا وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ تمام کام یزید کے حکم اور اس کی مرضی کے مطابق کیئے گئے تھے لہذا اس طور پر دیکھا جائے تو پھر بھی یزید پلید لعنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فصاحت نشان نے استحقاق لعنت کا پانچواں سبب بیان فرمایا ہے ”اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ بات حلال جاننا جو اللہ نے حرام کی ہے“ اس وجہ سے بھی یزید لعنت کی دلدل میں کانوں تک دعنا نظر آتا ہے کیونکہ اگر اہل بیت میں سے ازواجِ مطہرات کا تذکرہ کیا جائے تو زوجۃ الرسول اور حکم قرآنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق یزید بے دید کا نکاح کا ارادہ کرنا اسکے مستحق لعنت ہونے پر کافی مجاری دلیل ہے اور اگر مطلب سے کا رخ من اولادِ فاطمہ

کے مطابق آل اہلبدر کی طرف کیا جائے تو پھر بھی یزید کا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دلوانا، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی بیعت کے لیے تنگ کرنا اور انکار بیعت پر آپ کے قتل کا حکم دینا حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حکم دے کر ابن زیاد کو کوفہ بھیجنا، تمام سانحہ کربلا، مخدرات عصمت کا بے پردہ اپنے دربار میں پیش کرنا، و تو عہ کر بلا پر یوم فوج منانا، اس لٹے پٹے قافلے کو دیکھ کر غریب اشعار کہنا، سر امام عالی مقام کو پھڑکی مارنا، بطور نشان فوج تا زندگی سر امام اپنے خزانہ میں رکھنا وغیرہ، ایسے واضح افعال نتیجہ ہیں جن سے یزید کی اہل بیت کرام سے بغض و عداوت اظہار من الشمس واضح ہو رہی ہے۔ ان تمام افعال شنیعہ کا یزید کے ہاتھ اور زبان سے واقع ہونا ایسی متواتر چیز ہے کہ جس کا نہ تو انکار کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی ان ملاہی کے مرتکب کو طوق لعنت سے آزاد کرایا جاسکتا ہے لہذا اس لحاظ سے بھی یزید بے نصیب لعنت کا مستحق قرار پاتا ہے۔

۷۔ چھٹی چیز جو حضور نے اسباب لعنت میں سے بیان کی ہے وہ "سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترک کرنا" ہے۔ تو جناب یہاں تو فرض میں صاحب بھی یزید بے دید کی چہرہ دستیوں سے نالاں ہیں۔ سنت کی یہاں کیا اہمیت ہے اور پھر جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کو ہی معاذ اللہ فراد قرار دے رہا ہے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع یا اس کی عزت و پاسداری کی توقع کرنا ہی سراسر بے جا ہے بلکہ یوں کہہ لو کہ یزید کے ورق حیات میں سنت نام کی کوئی چیز موجود ہی نہیں تھی، جو شخص نماز جیسے اہم فریضہ کا مذاق اڑا سکتا ہے اس کی نظر میں سنت کی کیا کچھ وقعت ہو گی۔ آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں۔ لہذا یزید اس ضمن میں بھی مڑو ہاضمو مستحق لعنت قرار پائے گا۔ قدر میں کرام اختصار رسالہ کے پیش نظر ان عنوانات کے تحت

یزید کے کردار کا کچھ نمونہ دکھایا ہے امید ہے کہ آپ کے لیے یہ چند الفاظ فیصلہ کرنے میں کافی مدد و معاون ہوں گے۔

یہ قصہ لطیف ابھی ناتمام ہے جو کچھ بیان ہوا وہ آغازِ باب تھا

حدیث ۳۔ عن ام الفضل بنت الحارث انھا دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ انی رأیت حلما منکرا للیلۃ قال وما هو قالت رأیت کان قطعہ من جسدک قطعتم ووضعت فی حجری فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را بیت خیرا تلد فاطمة ان شاء اللہ غلاما یکون فی حجرک فولدت فاطمة الحسین فکان فی حجری کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخلت یوما علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضعتہ فی حجری لثمد کانت منی التفاتۃ فاذا بعینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھریقان ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک بہت بُرا خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا خواب ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا کٹ کر میری جھولی میں آگرا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر تو آپ کا خواب بہت اچھا ہے آپ نے فرمایا چچی جان آپ کے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ میری شہزادی فاطمہ کو اللہ تعالیٰ ایک شہزادہ عایت فرمائے گا۔ اور وہ آپ کی جھولی میں کھیل کرے گا۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں چنانچہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہاں جناب حسین متولد ہوئے

الدعوة قالت فقلت يا ابي الله
يا ابي انت وامی مالک قال اتانی جبریل
علیه السلام فاخبرنی ان امتی ستقتل
ابنی هذا (رواه البیهقی)

(دلائل النبوة ۱/ مشکوٰۃ شریف ص ۵۶)

(ما ثبت من السنہ ۳۲۱، مستدرک ص ۳۷۷)

طبقات ابن سعد ص ۱۲۵، نور الابصار ص ۱۳۹

خصائص کبریٰ ص ۳۲۲، الاستیعاب ص ۲۸۵

اصناف الراغبین بر حاشیہ، نور الابصار ص ۲۰۹

مسند امام احمد ص ۲۷۸، مرالشہادتین ص ۸۵

مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۵۸

ایضاً علوم امام غزالی ص ۳۹۱، تہذیب التہذیب ص ۲۵۵

الاصابة ص ۳۵۳، العیال والبنیاء ص ۳۵۳، مواقیف ص ۳۵۳

علامہ نہائی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔

قالت ام سلمة واذا بنا بترربة

فشمها ثم قال ریح کرب و بلا و قال یا ام سلمة ان هذا من ترربة الارض التي

یقتل فیہا... اذا غولت هذه التربة و ما فاعلمی ان ابنی قد قتل فجعلتها فی

فارورة... و كنت اقول ان یوما یتحول فیہ دما لیوم عظیم فاستشهد

الحسین کما قال علیہ السلام بکر بلاء من ارض العراق - و اخرج

الطبرانی عن عائشة رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال اخبرنی جبریل ان ابنی الحسین یقتل بعدی بارض الطفت و حیاء فی

یہذه التربة و اخبرنی ان فیہا مضجعة -

رحمة الله على العالمين ص ۴۷۷ طبع مصری

یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں حضرت جبریل امین
علیہ السلام بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کا یہ پیارا نواسہ حسین آپ کے کائنات سے پردہ فرمانے کے بعد طفت کی
زمین میں شہید کر دیا جائے گا اور آپ نے وہاں کی سرخ مٹی بھی لاکر دی اور
فرمایا اس زمین میں جناب امام کی آخری آرام گاہ ہوگی۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ
رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ نے اس مٹی کو سونگھا اور فرمایا اس سے کربلا کی
خوشبو آرہی ہے اور آپ نے وہ مٹی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کو دے دی
اور فرمایا اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ میرا پیارا حسین
شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں میں نے وہ مٹی ایک شیشی میں محفوظ کر لی
آخر وہ سخت دن بھی آگیا جب وہ مٹی خون بن گئی اور اس دن جناب امام
حسین رضی اللہ عنہ سرزمین عراق کے میدان کربلا میں شہید ہو گئے جیسا کہ جناب
محضر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا تھا۔

دولت دیدار باپنی پاک جانیں بیچ کر!

کربلا میں خوب ہی چمکی دوکان اہل بیت

اسی طرح ترمذی شریف کی ایک روایت ہے۔ حدیثی سلمیٰ قالت

دخلت علی ام سلمة و هی تبکی فقلت ما یبکیک قالت رأیت رسول

الله صلی اللہ علیہ وسلم تغنی فی المنام و علی رأسه و لحیته التراب -

فقلت مالک یا رسول الله قال شهدت قتل الحسین آنفا -

(ترمذی شریف ص ۳۱۵، مشکوٰۃ شریف ص ۵۶) معجم کبیر طبرانی ص ۳۷۷

طبع بغداد، دلائل النبوة بہیقی طبع بیروت ص ۳۷۷، ما ثبت من السنہ ص ۳۳۷،

تاریخ الخلفاء ص ۱۳۵، ترجمہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

میں ایک دفعہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئی تو آپ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں تو آپ نے فرمایا میں نے ابھی ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ کے سر مبارک اور وارثی مبارک پر دھول پڑی ہوئی تھی، حضرت ام سلمیٰ فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا بات ہے آپ اتنے پریشان ہیں اور آپ کا سر مبارک اور ریش مبارک غبار آلود ہیں آپ نے فرمایا میرا پیارا نواسہ حسین شہید ہو گیا ہے اور میں مقتل حسین میں گی ہوا تھا۔ یعنی آپ میدان کربلا میں موجود تھے (اور راضی برضا ہو کر دعا فرما رہے ہوں گے اللہم اعط الحسین صبرا و اجبرا اور وہیں سے غبار اڑا کر آپ کے سر مبارک اور ریش مبارک پر پڑا۔ اب آپ ہی سوچیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان پر ہر طرح کے ظلم و ستم دیکھ دیکھ کر یزیدوں کیلئے کیا فرما رہے ہوں گے۔

نوح لوں بال تیرے کھینچ لوں جلد تیری دل یہ چاہتا ہے زندہ ہی جلا دوں تجھ کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کے بدلہ میں ان ظالموں کو قیامت میں کیا کیا قہر و غضب بھینا پڑے گا۔ نعوذ باللہ من ذلک اسی طرح کی ایک حدیث مسند امام احمد اور دلائل النبوة بیہقی میں بھی موجود ہے۔ عن ابن عباس انہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یری الناس ذات یوم بنصف النهار اشعث اغبر بیدہ قارورة فیہا دم فقلت بالی انت و امی ما هذا قال هذا دم الحسین و اصحابہ و لم ازل اتقطه منذ الیوم فاحصی ذلک الوقت فاحد قتل ذلک الوقت۔

(دلائل النبوة بیہقی ص ۲۴۷ مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۷)

ترجمہ :- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پر لیشان حال ہیں اور آپ کا چہرہ مبارک غبار آلود ہے اور آپ کے ہاتھ مبارک میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شیشی میں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ حسین اور اس کے ساتھیوں (شہداء کربلا) کا خون ہے جسے میں اب تک اکٹھا کر رہا ہوں، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں نے وہ وقت نوٹ کر لیا ممتی کہ جب شہادت امام عالی مقام کی خبر مدینہ منورہ میں پہنچی تو میں نے دیکھا آپ کی شہادت کا بالکل وہی وقت تھا جب مجھے حضور کی زیارت ہوئی تھی۔

بن کر دند خوش رسمے بجاک و خون غطین خدا رحمت کنذایں مشتاقان پاک طینت را
تاریخ بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں

رواہ البغوی وابن السکون وغیرہما من هذا الوجه وصتنہ
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ابی هذا یعنی

الحسین یقتل بارض یقال لہا کربلاء فمن شہد ذلک منکم فلینصر
الاصابة فی تمییز الصحابة ص ۶۵ ترجمہ :- علامہ بغوی اور

ابن سکون وغیرہما نے روایت کی ہے کہ حضرت انس بن حراث فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے ارشاد فرمایا یہ میرا پیارا بیٹا حسین ایک ایسی زمین میں قتل کیا جائے گا جسے کربلا کہا جائے گا۔ پس تم میں سے جو کوئی وہاں موجود ہو تو چاہیے کہ وہ پیارے حسین کی مدد کرے۔

رزم کا میدان بنا ہے جلوہ گاہ حسن و عشق کربلا میں ہو رہا ہے امتحان اہل بیت

علامہ شبلخی مصری نقل کرتے ہیں۔ قصورنا بارض کربلا فقتال علی ہمدنا
مناخرکاء بھو و موضع رحالھم و صھراق و ماٹھم فقتل من امة محمد
صلی اللہ علیہ وسلم یقتلون فی ہذہ العرصۃ تبکی علیہم السماء
والارض نور الابصار ضا طبع مصری یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
میدان کربلا سے گزرے اور فرمایا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ذوی القربی
گروہ یہاں شہید ہو گا۔ یہ میدان اُن کے پڑاؤ کی جگہ ہے یہاں ان کا بے دریغ
ناحق خون بہایا جائے گا اور ان کی شہادت پر زمین و آسمان رونیں گے۔ نیز
ما شق رسول مولانا جاعی رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ
کا علم تھا اور آپ نے اس میدان سے گزرتے ہوئے مقتل حسین کی نشاندہی فرمائی
اور اس میدان کو ”میدان کرب و بلا“ کہہ کر پکارا (شواہد النبوة ص ۳۸۶)۔ السبایہ و
النبایہ ص ۲۵۵، مستدرک ص ۱۵۱، سر الشہادین ص ۵۵، سوانح کربلا ص ۱۲۷ تہذیب
النبیہ ص ۲۴۲) رنگ جب لائے گی محشر میں تو اڑ جائے گا رنگ (نور البصار ص ۱۸)
یوں نہ کہیے سرخی خون شہیداں کچھ نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غمگین و مغموم کہ آپ کے آنسو تک جاری ہو
گئے۔ دیکھ کر شاید یہ حدیث شریف پڑھتے ہوئے آپ کی پکیں بھی بھیگ گئی ہوں اور
اگر ایسا ہے تو الحمد للہ، اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ سب اہل بیت میں آپ کی آنکھوں
کی یہ معمولی سی تراوٹ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کو بہت ساری آگ کو ٹھنڈا کرنے
کے لیے کافی و وافی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل بیت کی محبت و عقیدت اور
اطاعت نصیب فرمائے اور اسی نعمت عظمیٰ پر ہمارا خاتمہ فرمائے آمین بجاہید المسلمین۔

دامن کو لئے ہاتھ میں کہتے تھے یہ قاتل

کب تک اسے دھویا کروں لالی نہیں جاتی

قائمین کرام آپ نے حدیث شریف پڑھی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور سمجھ بھی لی
گی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شہادت امام عالی مقام کا تذکرہ
فرمایا تو آپ کو ایسے ہی سخت صدمہ پہنچا جیسے ایک شفیق و رحیم باپ کو اپنی اولاد
کا دکھ اور تکلیف دیکھ کر پاسن کر پہنچتا ہے اور حضور کی رحمت تو اتنی لا محدود ہے
کہ خود پروردگار عالم نے و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین کے الفاظ با ثواب
فرما کر آپ کی رحمت لا منتہا کو تمام عالمین پر ممتاز فرما دیا ہے۔ ذرا آپ غور فرمائیں
بس عظیم ہستی کو خالق کائنات حریص علیکم بالمؤمنین رؤوف الرحیم کے الفاظ
با ثواب کے ساتھ خراج تحسین پیش فرما رہا ہو، گامیاں دینے والوں کو دعا میں دینا
جن کا وطیرہ ہو، دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو فائیں بخشنا جن کا طریقہ ہو، جن کا
دل بہرنی کو پا باز نچر اور اونٹ کو بھوکا اور کمزور دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہو وہ رؤوف
و رحیم نانا جان اپنے اس پیارے نواسے کی مصیبت دیکھ کر کیوں غمگین نہ ہوں گے
جن کی محبت میں آپ نے اپنے سگے بیٹے حضرت ابراہیم کو ان پر تصدق فرمادیا
تھا (نور المصابیہ ص ۱۸) اس حدیث سے یہ بات صاف نظر آ رہی ہے کہ حضور
کو اس المناک واقعہ کو سن کر اتنا رنج ہوا، اتنا دکھ پہنچا، اتنی تکلیف ہوئی، اتنی
اذیت پہنچی کہ آپ کے آنسو بہنے لگے۔ اب ذرا آپ یہ سوچیں کہ وہ کون نصیب
ہے جس نے اللہ کے رسول کو رولایا ہے؟ جس واقعہ فاجعہ کو یاد کر کے آپ کو
اذیت پہنچی اور آپا روئے، اس واقعہ کا ذمہ دار کون ہے؟ یہ کربناک وقوع کس
ظالم کے حکم پر ہوا؟ اور خبر صادق علیہ السلام نے کس فاسق و فاجر کے نام کی قبل
از وقت نشاندہی فرمائی تھی؟ ضرور اور بالضرور آپ کے منہ سے ایک ہی نام نکلے
گا؟ یزید عنید۔ ثنابت ہوا کہ اس ظلم کے ذریعہ سے یزید بے دیر نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والے

کے لیے خداوند ذوالجلال کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔ ان الدین یزدون اللہ و
رسوله لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا ۲۲ احزاب ۵۷
(اس آیت کا کچھ بیان آیات کے باب میں گزر چکا ہے) ترجمہ: جسے شک جو لوگ
ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت
میں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ یقیناً
تو فیصلہ بہت آسان ہو گیا ہے کہ یزید بد بخت نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کو ایذا دی اور آپ کو زلایا لہذا اس پر اللہ کی لعنت ہے جس شخص پر اللہ تعالیٰ لعنت
فرما رہا ہے اس پر لعنت کرنے میں ہمیں کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے۔

حدیث ۱۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عز۔۔۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا میری امت کی ہلاکت قریش کے
ہلکۃ امتی علی بد غلبۃ من قریش۔ نوجوانوں کے ہاتھ سے ہوگی۔
(بخاری شریف ۲ ص ۱۴۵، مشکوٰۃ شریف ص ۴۵)

اس حدیث کے تحت شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔
وفی روایۃ ابن ابی شیبۃ ان ابی ہریرۃ کان یمشی فی
السوق ویقول اللہم لا تدرکنی سنۃ ستین وامارۃ الصبیان
وفی هذا اشارۃ الی ان اول الاعیلمۃ کان فی سنۃ ستین وھو کذلک
فان یزید بن معاویۃ استخلف فیہا۔۔۔۔۔ ان اولہم یزید کما دل
علیہ قول ابی ہریرۃ رأس الستین وامارۃ الصبیان فان یزید کان
غالباً ینتزع الشیوخ من امارۃ البلد ان الکبار ویولیہا الا صاغر
من اقاربہ۔

(فتح الباری شرح بخاری ص ۱۳۷)
ترجمہ: مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں تشریف

لے جا رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے اے میرے اللہ مجھے سن اور لوگوں
کی حکومت تک زندہ نہ رکھنا۔ اس میں اشارتاً بیان کیا گیا ہے کہ پہلا حاکم لوگوں کے
میں تخت نشین ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا یزید اس سن میں حاکم بنا۔ ان ہلک حاکم
لوگوں میں سے پہلا یزید ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول میں ساتھ
ہجری اور لوگوں کی حکومت کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں اور یزید بڑے بڑے
شہروں سے تجربہ کار بزرگ حاکموں کو معزول کر کے ان کی جگہ اپنے رشتہ دار لوگوں
کو حاکم بنا دیتا تھا۔ شارح بخاری علامہ بد الدین عینی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں
واولہم یزید علیہ ما ینتق وکان غالباً ینزع الشیوخ من

امارۃ البلدان ویولیہا الا صاغر من اقاربہ وعدۃ القاری شرح بخاری ص ۱۴۵
ترجمہ: ۱۔ امت محمدیہ کو ہلاک کرنے والے حاکم لوگوں میں سے پہلا حاکم یزید ہے۔
اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے اور وہ بڑے بڑے شہروں سے تجربہ کار بزرگ
حاکموں کو معزول کر کے ان کی جگہ اپنے رشتہ دار لوگوں کو حاکم بنا دیتا تھا۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغ مصطفوی سے شرابو پھی
ایک نکتہ! اس عبارت میں یزید کے متعلق علیہ ما ینتق کے الفاظ علامہ
عینی کے یزید کے متعلق خیالات کو کافی واضح کر رہے ہیں۔ ملت اسلامیہ کا ہمیشہ
سے یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ ہمارے ملجا و مادی جناب محمد مصطفیٰ کے نام نامی اکرم کرامی
کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا اور بولا جاتا ہے دیگر انبیائے کرام کے اسما و مقدسہ
کے ساتھ علیہ السلام کے الفاظ لکھے اور بولے جاتے ہیں اسی طرح امت محمدیہ
میں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے لیے رضی اللہ عنہ اور دیگر مومنین کا ملین اولیاء
مقام کے لیے رحمہ اللہ کے الفاظ معمول و مقبول ہیں لیکن علامہ عینی رحمہ اللہ نے
یزید کے متعلق ان الفاظ میں سے کوئی لفظ بھی تحریر نہیں فرمایا اس سے صاف

معلوم ہو رہا ہے کہ آپ یزید بے دید کو رحمت خداوندی کا مستحق نہیں سمجھتے نیز
خاموشی ویسے بھی نیم رہا ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ آپ یزید کے لیے رحمت
خداوندی کا استحقاق نہ مان کر رحمت کے مقابلہ میں علیہ مایستحق کہہ کر اس کے لیے
خاموش زبان سے مستحق لعنت ہونے کا اقرار کر رہے ہیں۔ اور شارح بخاری علامہ
یعنی نے یہ طریقہ بھی حدیث بخاری سے لیا ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ
بن عمر، حضرت انس بن مالک اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم
سے تین طریقوں سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذ سلم
علیکم الیہود فقولوا علیکم بخاری شریف (علاء) یعنی جب یہودی تمہیں سلام
کہیں تو صرف اتنا ہی کہا کرو "وعلیکم" یعنی یہودیوں کو یہ تو کہا نہیں جاسکتا کہ
تم پر سلامتی ہو یعنی یوں کہہ لیا کرو "تم پر وہ ہو جس کے تم مستحق ہو" یعنی لعنت
و عذاب کے۔ تقریباً وہی الفاظ علامہ یعنی نے اور انداز میں بیان فرمائے ہیں۔
یزید کا نام لیا تو فرمایا "علیہ مایستحق" اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے
یعنی اس کے مقابلہ میں مومنوں کے لیے علیہ الرحمة کے الفاظ
بوسے اور لکھے جاتے ہیں۔ فرق صاف ظاہر ہے۔ یاد رکھیں۔
شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

وعند احمد والنسائی من رواية سمك عن ابی ظالم عن ابی
هريرة رضي الله عنه ان فسادا منی علی ید ی غلمة سفهاء من
قريش و بزيادة سفهاء تقع المطالبة بين الحديث والترجمة
وعند ابن ابی شيبه من وجه آخر عن ابی هريرة رفعه اعدوا بالله
من اماراة الصيبان قال فان اطعموهم هلكتم اي في دينكم
وان عصيتموهم اهلكوكم اي في دنياكم باذهاق

انفس او باذهاق المال او بهما وعند ابن ابی شيبه ان ابی
هريرة كان يمشي في السوق ويقول اللهم لا تدركني سنة
ستين والامارة الصيبان وقد
استجاب الله دعاء ابی هريرة فمات قبلها بسنة قال في الفتح وفي هذا اشارة
الى ان اول الاغيلة كان في سنة ستين وهو كذا لك فان يذيد بن معاوية
استخلف فيها ارشاد الساري شرح بخاری عن ص

یعنی مسند امام احمد اور نسائی شریف میں حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا فساد قریش کے کچھ بے وقوف کم عمروں
کے ہاتھوں ہو گا۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع
روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دوکوں کی حکومت سے اللہ کی
پناہ مانگتا ہوں نیز آپ نے فرمایا کہ اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو تمہارا دین تباہ
کر دیں گے اور اگر ان کی نافرمانی کرو گے تو تمہاری دنیا برباد کر دیں گے یعنی تمہیں
ہلاک کر دیں گے یا تمہارا مال پھینکیں گے یا پھر دونوں چیزیں ہی یعنی تمہاری جان
اور مال تباہ کر دیں گے۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ مجھے ستہ اور نو عمروں کی حکومت
تک زندہ نہ رکھتا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول
فرمائی اور وہ ستہ اور نو عمروں کی حکومت سے ایک سال قبل ہی انتقال فرما گئے
اور اس دعا میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ نو عمروں کی حکومت کی ابتداء ستہ میں
ہوئی چنانچہ یزید بن معاویہ اس سن میں حکمران بنا۔ ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے بن نو عمر بے وقوف فسادی حکمرانوں سے اور ان کی حکومت سے اللہ کی
پناہ مانگی تھی ان میں پہلا نو عمر بے وقوف اور فسادی حاکم یزید بے دید ہے ...

نیر سوانح کربلا ص ۶۳۔

گندم از گندم بر وید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو

اس حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

لعلہ اربید بہم الذین کانوا بعد الخلفاء الراشدین مثل یزید
وعبد الملک بن مروان وغیرہما و مرقاة شرح مشکوٰۃ غاصۃ غالباً آپ کی مراد
ان حاکم روکوں سے خلفاء راشدین کے بعد کے خلفاء ہیں مثل یزید اور عبد الملک بن
مروان وغیرہما کے " شارح مشکوٰۃ محدث بالاتفاق جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی
رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔ مراد باں غلمہ کشندگان عثمان و علی و حسن
وحسین اند رضی اللہ عنہم و مراد یزید بن معاویہ و عبد اللہ بن زیاد و مانند ایشان
انداز اصدائش و نو سالان بنی امیہ خزلمہ اللہ و تحقیق صادر شد از ایشان از قتل اہل
بیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و بند کردن ایشان و کشتن بنیاء ہاجرین و انفار آنچہ
شد (اشعۃ المصابی شرح مشکوٰۃ ص ۱۵۵) اسی حدیث کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ
قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں (جو کہ تقریباً اوپر کی عبارت کا ترجمہ ہے)
اور مراد ان روکوں سے حضرت عثمان و حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ
عنہم اجمعین کے قاتلین ہیں اور اس سے مراد یزید بن معاویہ اور عبد اللہ بن زیاد اور
ماندان کے ہیں اللہ انہیں ذلیل کرے اور ان سے قتل اہل بیت پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم صادر ہوا اور انہیں قید کیا اور ہاجرین و انفار کے بزرگوں کو قتل کیا، مظاہر
حق ص ۳۳) شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس حدیث کے لفظ
" غلمہ " اور اغیلۃ کے متعلق وضاحت فرماتے ہیں وقد یطلق الصبی
والغلیبہ بالتصغیر علی الضعیف العقل والتدبیر والذین ولو کان
مختلماً وہو المراد ہذا فان الخلفاء من بنی امیہ - (فتح الباری

شرح بخاری ص ۱۳۷ طبع مصری، اور اس لفظ کا اطلاق ہر ایسے شخص پر ہوتا ہے جو
کم عقل غیر مدبر اور کمزور ایمان والا ہو اگرچہ وہ ظاہری طور پر بالغ ہی کیوں نہ ہو
اور ان بے عقل کمزور ایمان والے غیر مدبر ظالم نوعمر حاکموں سے مراد بنو امیہ کے
حکمران ہیں (یزید بے وید اور مروان و غیرہ) شیخ عبد الرحمن مالکی رحمہ اللہ بخاری اور
مسلم کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہلاک کریگی
لوگوں کو یہ قریش کی قوم ابو ہریرہ نے کہا کہ میں چاہوں تو ان کے نام بھی بتا دوں
وفا کے خفر سے نام نہیں لیا، اس حدیث میں حکومت بنی امیہ کے فسادوں
کی خبر ہے چنانچہ امام حسین کی شہادت اور اس کے بعد سینکڑوں اصحاب مدینہ
میں یزید کے لشکر کے ہاتھوں شہید ہوئے (مشارق الانوار ص ۲۸۴)

علامہ شیخ محمد صدیق نجیب آبادی دیوبندی ابوداؤد کی شرح میں حدیث
شریف عن حدیفة - قال قلت یا رسول اللہ ہل بعد ہذا الخیر
شر قال فتنة عمیاء صماء علیہا دعا علی ابواب النار -

(ابوداؤد شریف ص ۵۳) کے تحت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی، مولانا
انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی، مولانا غیل احمد صاحب سہارنپوری اور مولانا
شبیر احمد صاحب دیوبندی کی تقاریر سے استفادہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لا یبعد ان یحمل ہذا علی ما وقع فی ایام یزید بن معاویۃ من
قتل الحسین بن علی رضی اللہ عنہما و جماعۃ -

راؤد احمد شرح ابوداؤد ص ۲۴) یعنی یہ بات بعید از احتمال نہیں ہے کہ اس
اندھے اور بہرے فتنے سے مراد وہ فتنہ ہو جو یزید بے وید کے دور حکومت
میں واقع ہوا یعنی امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت کا قتل

مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وما اخبر به
الرسول صلى الله عليه وسلم من فساد الدين على ايدي
اغليمة من سفهاء قريش وقد كان البهريرة رضى الله عنه
يقول لو شئت ان اسميهم باسمائهم لفلعت والمراد
الاحاديث التي فيها تعيين اسماء امراء الجور وحوالهم
وذكرهم وقد كان رضى الله عنه يكتفي عن بعض ذلك ولا يصرح
خوفا على نفسه منهم بقوله اعوذ بالله سبحانه من رأس
السنين وامارة الصبيان يشير الى خلافة يزيد الطريد لعنه الله
نقائى على رغنم انف اولياؤه لانها كانت سنة ستين من الهجرة
واستجاب الله نقائى دعا ابى هريرة رضى الله عنه فمات قبلها
بسنة (روح المعاني ۱۹۲ ص ۱۹۲ طبع بيروت)

ترجمہ: اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے بے وقوف کم عمر
حاکموں کے ہاتھوں سے دین کے فساد کی خبر دی ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
عنه نے فرمایا اگر میں چاہوں تو ان کے نام بتا سکتا ہوں یا وہ احادیث مبارکہ مراد
ہیں جن میں ظالم حاکموں کے نام انکے حالات اور انکی برائی بیان کی گئی ہے۔
اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی جان کے خوف سے صاف صاف کسی کا
نام نہیں لیتے تھے البتہ اشارے کنائے سے بعض کا ذکر کرتے تھے اور آپ فرمایا
کرتے تھے میں اللہ پاک کی پناہ مانگتا ہوں سنتھ کے سرے سے اور نوعمروں کی حکومت
سے اور آپ کا اشارہ بیزید مردود کی خلافت کی طرف تھا اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر
اور خدا اس کے ساتھیوں کو بھی ذلیل کرے بیزید سنتھ میں حکمران بنا اور حضرت ابوہریرہ کی
دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور وہ بیزیدی حکومت سے ایک سال قبل ۶۵ھ میں وفات
پا گئے تھے۔

جب سر مشر وہ پوچھیں گے بکاء کے سامنے
کیا جواب بزم دو گے تم خدا کے سامنے

حدیث ۱۷ عن زید بن ارقم - ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال لعلى وقاطمة والحسين
رضى الله عنهم انا احرب لمن
حاربهم وسلم لمن
سالمهم -

ترمذی شریف ۵۲۷۲

مشکوٰۃ شریف ۵۲۷۲

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ
کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ سلام
اللہ علیہا، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا
جو ان سے لڑے گا اس سے میں خود لڑوں گا
اور جو ان سے صلح و آشتی کا معاملہ کرے گا
میں اس کی سلامتی کا طالب ہوں گا۔
یعنی جو شخص ان نفوس قدسیہ سے لڑے گا وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ اور قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
لڑنے والے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ انما جزاء الذین
یحاربون الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا ان يقتلوا
او يصلبوا او تقطع ايديهم وارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض ذلك
لهم جزا في الدنيا ولهم في الآخرة عذاب عظيم ۵۷ سائدہ بیت ۳۳
یعنی جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے پھرتے
ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا
ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا ملک بدر
کر دیے جائیں۔ یہ ان کے لیے دنیا کی ذلت ہے اور ان کے لیے آخرت میں
بہت بڑا عذاب ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خولی بن یزید گرفتار کر کے مختار کے پاس

لایا گیا۔ مختار نے پہلے اس کے ہاتھ پر کٹولے پھر سولی چڑھایا پھر آگ میں بھونک دیا اسی طرح چھ ہزار (۶۰۰۰) کو فیوں کو جو کہ قتلِ امام میں شریک تھے مختار نے طرح طرح کے عذاب دے کر ہلاک کیا۔ (سوانح کر بلا از مولانا نعیم الدین مراد آبادی ص ۱۱) دوسرے مقام پر ارشادِ خداوندی ہے ان الذین یجادون اللہ و رسولہ کبئنا آیتاً سیخاً لہم یعنی جو لوگ مخالف ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کر دیا۔ ایک اور مقام پر ارشادِ خداوندی ہے۔

ان الذین یجادون اللہ و رسولہ اولئک فی الازلین ۲۸ سجۃ لہ ۲۰ یعنی بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ سب سے زیادہ ذلیل ہیں۔ نیز فرمانِ الہی ہے الم یعلموا انہ من یجادد اللہ و رسولہ فان لم نارجھہ فخالداً فیہا ذلک العزى العظیم ایت ۶۳ یعنی کیا وہ نہیں جانتے کہ جو مخالفت کرے اللہ اور اس کے رسول کی پس واسطے اس کے آگ ہے دوزخ کی، ہمیشہ رہے گا وہ اس میں۔ یہ بہت بڑی ذلت ہے ان کے لیے۔ قارئین کرام آپ نے فرمانِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھ لیا اور فرامینِ خداوندی بھی ملاحظہ فرمائیے اب آپ خود فیصلہ فرمائیے کہ جو شخص اذیتِ مصطفوی کا سبب بنا ہو جس کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو برستے رہے جس کے ظلم و فساد پر سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا روضہ رسول پر بیٹھ کر روئیں جس کے جبر و استبداد کو جناب حیدر کرار نے دوزخ کی آگ فرمایا جس نے دھوکے کے ساتھ جناب امام حسن کو زہر دلو کر شہید کر دیا جس نے امام حسین علیہ السلام اور ان کے خاندان اور رفقاء کو شہید کرنے کے لیے احکامات جاری کیئے اور بعد از سانحہ شہداء کے سروں کو دیکھ کر خوش ہوا اور جشنِ فتح منایا اور محمدانہ شعر کہے۔ مدینہ طیبہ کو غارت کیا۔

بیت اللہ پر پتھر برسائے جس سے آگ لگ کر کعبہ شریف کا پردہ اور چھت جل گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ قارئین کرام کیا یزید پلید نے یہ تمام افعال اور دیگر افعالِ قبیحہ کا ارتکاب کر کے اللہ اور رسول سے مخالفت اور جنگ نہیں کی؟ ضرور کی ہے اور اللہ اور رسول سے مخالفت کر کے وہ ذلت و نیوی و اخروی اور عذابِ نار کا مستحق قرار پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

ان الرسول لنور یستضاء بہ

مہند من سیوف اللہ مسلول

حدیث ۴۰۰ عن جعفر ضمری و عبد اللہ بن عدی۔ فایتنا وحشی بن احرب تحدثنا قال۔ اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتحدثت شہادۃ الحق فقال یا وحشی غیب وجہک عنی فانی لا أحب من قتل الاحیة۔

رمحجم اوسط طبرانی ص ۲۰۲

(اوسط ص ۲۰۲)

فقہ ذکر انہیشی غوۃ فی جمعر

الذ وائد کتاب المغازی والسیور۔

غزوہ احد باب مقتل حمزہ و قال رواہ

الطبرانی واسنادہ حسن (حاشیہ عجم)

سوانحی محرقہ ص ۱۹۰ تذکرہ خواص الامم ص ۲۰۰ البدایہ والنہایہ ص ۱۵۰ حیات الصحابہ از

ترجمہ حضرت جعفر بن عمر بن امیہ ضمری اور حضرت عبداللہ بن عدی بن خیبار رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت وحشی نے بیان کیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور میں کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے وحشی میرے سامنے نہ بیٹھا کرو کیونکہ جو میرے پیاروں کو قتل کرے میں اس کی طرف دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ علامہ ہیشمی نے بھی مجمع الزوائد کی کتاب المغازی میں غزوہ احد کے تحت باب مقتل حمزہ رضی اللہ عنہ میں اسی طرح بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد حسن ہیں۔

حیات الصحابہ از

مولوی یوسف صاحب کاندھلوی دیوبندی ۱۳۵۹ھ

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ایک چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ دیکھنے سے بھی نفرت فرما رہے ہیں تو یزید عنید جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام گلستان اُجاڑ دیا۔ حتیٰ کہ پورے خاندان میں سے صرف ایک بچہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ باقی بچے جن سے آگے نسل سادات چلی۔ اگر معاذ اللہ آپ بھی تیغِ ظلم سے شہید ہو جاتے تو آج ہستی کائنات میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کی نسل پاک کا ایک فرد بھی موجود نہ ہوتا۔ خود یزید عنید نے بھی سانحہ کربلا کے بعد ایک شعر میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے۔ ظالم کہتا ہے۔

قد قتلنا القرن من ساداتهم + وعد لنا میل بدر فاعتدل
۱ اخبار الطوال ص ۲۶۹، تذکرۃ الخواص ص ۲۶۱، صواعق محرقة ص ۲۲، مینابیح المودۃ ص ۳۲۵

البدایہ والنہایہ ص ۲۲، نزل الامبار ص ۱۰ یعنی ہم نے آلِ محمد کے سرداروں کی ایک نسل کو قتل کر دیا ہے اور بدر کا بدلہ لے لیا ہے، اب حساب برابر ہو گیا ہے..... یزید وہ ظالم شخص ہے جس کے دورِ حکومت سے حضور اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے اور مسلمانوں کو بھی اس زمانہ سے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم فرمایا کرتے تھے نیز یزید وہ بد بخت شخص ہے جس کی پیدائش سے بھی تقریباً ۲۰ برس پہلے اس کا نام لے کر اس کا فاسق و فاجر ہونا بیان فرما دیا تھا، چنانچہ تمام محدثین مہلک امتِ نوجوان بے وقوف حاکموں میں سے پہلا ظالم اور بے وقوف نو عمر حاکم یزید بے نصیب کو قرار دیتے ہیں اس ظالم کی چہرہ و سنیاں اس کتاب میں جانچی کبھری پڑی ہیں اور زمانہ انہیں جانتا ہے تو جناب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان جو کہ آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی کو فرمایا تھا۔ وہ بیان

مصطفوی بدر نظر رکھ کر ذرا مفصلہ فرمائیں کہ جب خاندانِ نبوت کے ایک فرد کو قتل کرنے والے سے حضور اتنی نفرت فرما رہے ہیں کہ اس کا چہرہ دیکھنا بھی گوارا نہیں فرما رہے تو تمام اہل بیت اطہار کو تیغِ ظلم سے فرج کرنے والے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی نفرت ہوگی۔ اور کیا شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم روزِ محشر اس ظالم کو اپنے نزدیک پھٹکنے دیں گے اور کیا اس رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتِ لامنتہا سے اس ظالم کو کچھ حصہ مل سکے گا۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن کی رحمت کاسد کے بغیر انسان کو چارہ نہیں جن کے وسیدہ جلیلہ کے بغیر رحمتِ خداوندی بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیا وہ وسیدہ رحمتِ خداوندی قیامت کے دن جب انبیاء بھی اذہبوا لی عنیدی فرما رہے ہوں گے اس یزید پلید کا چہرہ دیکھنا گوارا نہیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جب آپ خاندانِ نبوت کے ایک قاتل کے صحیح مسلمان ہو جانے کے بعد بھی اس کا چہرہ دیکھنے کے روادار نہیں ہیں تو تمام خاندان کے قاتل کا چہرہ دیکھنا آپ کیسے گوارا کر لیں گے اور جو بد بخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے محروم رہا وہ اللہ بختِ دونوں جہانوں میں ذلیل و خوار ہوا اور عذابِ الہی میں گرفتار ہوا۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا
اللہ تعالیٰ ہم سب کو رحمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حظ وافر عطا فرمائے اور غضبِ مصطفیٰ اور قہرِ الہی سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین یا رب العالمین
بجاء سید المرسلین - اللھم ارزقنا حیات وحب حبیبک وحب من یحبک
وحب عمل یقرربنا الیک واحفظنا من غضب رسولک - آمین ثم آمین

حدیث مثلاً - عن ابی ذر انہ
قال وهو آخذ بباب الکعبۃ
ترجمہ - حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ
نے باب کعبہ کو پکڑ کر فرمایا میں نے

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ان مثل اهل بیتی
فیکم مثل سفینة نوح من
رکبها نجا ومن تخلف عنها
هلك رواه احمد -

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
سنا آپ نے فرمایا بے شک تم میں میری
اہل بیت حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی
کی مانند ہے جو اس میں سوار ہوگی نجات
پاگی اور اس کشتی سے جس نے تخلف کیا
وہ ہلاک ہوگی۔ اس حدیث شریف کو حضرت
امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت اطہار کو حضرت نوح علیہ السلام
کی کشتی کی مانند امت محمدیہ کے لیے باعث نجات قرار دیا۔ جیسا کہ جو بھی حضرت
نوح کی کشتی میں بیٹھنے سے رہ گیا وہ ضرور ہلاک ہو گیا چاہے وہ آپ کا سگا بیٹا
ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح جس شخص نے اہل بیت کرام کی موذت و اطاعت
کا دامن ہاتھ سے چھوڑا وہ بھی ضرور بالفور تباہ و برباد ہو گیا چاہے وہ کون
بھی ہو۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے فاجیناہ واصحاب السفینۃ لا عنکبوت
یعنی ہم نے نجات دی نوح علیہ السلام کو اور آپ کے تمام کشتی والے ساتھیوں کو۔
تارمین کرام کردار یزید کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ فرمائیں کہ کیا یزید بے دید سفینہ اہل
بیت میں سوار ہوا ہے؟ ضرور آپ کے ہوش و خرد سے آواز بلند ہوگی "نہیں
ہرگز نہیں" بلکہ اس ظالم نے تو سفینہ اہل بیت کو تادمہ مقدور پاش پاش کرنے
میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ خاندان نبوت کے ساتھ اس بے دید نے کیا کچھ نہیں کیا
حتیٰ کہ ماریف حقانی امام ربانی حضرت جناب مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ
فرماتے ہیں "در بد بختی او کرا سخن است کارے کہ آں بد بخت کردہ بیچ کافر و
فرنگ نکند (مکتوبات شریف ص ۳۳) یعنی یزید بد نصیب کی بد بختی میں کیا شک

ہے جو کام اس بد بخت نے کئے کوئی کافر و فرنگ بھی نہیں کر سکتا۔ محقق بالاتفاق
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ بھی امام ربانی کے ہم نوا ہیں آپ فرماتے ہیں
"ہماری رائے کے مطابق یزید مبغوض ترین انسان ہے اس بد بخت نے جو
کارہائے بد سرا انجام دیئے ہیں کسی سے نہیں ہو سکے۔ شہادت حسین اور اہانت
اہل بیت (تکمیل الایمان ص ۸۷) غیر مقدمہ حضرات کے مایہ ناز محدث
علامہ وحید الزمان رقمطراز ہیں "خلیفہ ہونے کے بعد اس نے وہ گن پیٹ سے
دکالے کہ معاذ اللہ امام حسین کو قتل کرایا۔ اہل بیت کی اہانت کی۔ جب سر مبارک
امام کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے (تیسیر الباری ص ۹۷)
مشہور دیوبندی محدث، مفسر اور فقیہ مولانا سید امیر علی لکھتے ہیں "یزید مردود اور
اس کے ساتھیوں کی ذات سے اہل بیت کے حق میں شہید کرنے اور تعظیم نہ
کرنے کی بد ذاتی سرزد ہوئی (تفسیر مواہب الرحمن سورہ حشر) متقدمین و متاخرین
تو جو کچھ فرما چکے ہیں وہ کچھ آپ پڑھ چکے اور کچھ آگے پڑھ لیں گے۔ ان کے
فرامین سے صرف نظر بھی کر لیا جائے تو پھر بھی یزید بے دید کے اپنے اشعار
ہی اس کی ہر برائی کی گواہی دینے کے لیے کافی و وافی ہیں۔ اہل بیت اطہار
میں سے اس وقت سفینہ اہل بیت کے سربراہ حضرت امام عالی مقام امام حسین
رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کے متعلق ذرا یزید عنید کا نظریہ دیکھیں اور فیصلہ فرمائیں
کہ یزید بے دید کے متعلق جو جو الفاظ اس کے عقیدت مند حضرات کی طرف سے
بولے جاتے ہیں کیا وہ ان بزرگوں اور عظمتوں کا مستحق ہے؟ شعر ملاحظہ ہو!

قاتل الخارجی اعنی حسینا + ومبیدا الاعذاء والحساد
یعنی ابن زیاد میرا وہ دوست ہے جس نے (معاذ اللہ) خارجی حسین کو قتل کیا
اور یہ میرے دشمنوں اور حاسدوں کو نیست و نابود کرنے والا ہے (تذکرۃ الخوارج ص ۲۹)

یعنی معاذ اللہ یزید عنید، سبط خیر الامام، علامت اسلام، روح ایمان حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کو خارجی کہہ رہا ہے۔ یاد رہے کہ یہ وہ حسین ہیں جن کے متعلق غیر صادق علیہ السلام صرف جنتی ہی نہیں بلکہ جنتی جوانوں کے سردار ہونے کا اعلان فرما چکے ہیں۔ اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ ”خارجی“ کا لفظ آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید بے نصیب میں سے کس نام کے ساتھ لگانا پسند فرمائیں گے۔ یقیناً آپ اس غلط لفظ کی نسبت امام پاک کی طرف کرنے کا گمان بھی نہیں کر سکیں گے بلکہ ہر صاحب ایمان کا یہی ایمان ہے کہ جن نفوس قدسیہ کی طہارت و نزہت زبان و ما ینطق عن الہوی سے ادا ہو چکی ہے ان کے متعلق کسی ناپاکی و نجاست کا خیال بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں البتہ یہ ممکن ہے کہ اکابرین اسلاف نے جو الفاظ یزید عنید کے حق میں استعمال فرمائے ہیں۔ ان میں ایک اس لفظ کا بھی اضافہ کر دیا جائے اور یوں کہا جائے۔ یزید خارجی، مروان خارجی، شمر خارجی، ابن زیاد خارجی، خولی خارجی مسلم بن عتبہ خارجی، حسین بن نیر خارجی وغیرہ وغیرہ۔ بقولے شخصے!

کارے پا کاں راقیاس از خود مکیہ
گرچہ مانند در نوشتن شیر و شیر

باب ۳ حدیث قسطنطنیہ کا تحقیقی جائزہ کیا یزید جنتی ہے؟

چونکہ اس سے قبل یزید عنید کی مذمت سے متعلق اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے دس (۱۰) احادیث مبارکہ پیش کی گئی ہیں لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ ہی جو حدیث یزید دوست حضرات یزید کی نجات و مغفرت کے بارے میں پیش کرتے ہیں اس کا بھی تحقیقی جائزہ مفصل و مدلل پیش کر دیا جائے تاکہ صاحب عقل و دانش حضرات اس مسئلہ میں مکمل طور پر مطمئن ہو جائیں اور حق نکل کر سامنے آجائے اور ویسے بھی یزید دوست حضرات کے بوسیدہ ترکش میں یہی ایک تیر ہے جس کے بل بوتے پر ان حضرات نے ایک عالم سر پر اٹھایا ہوا ہے۔ انشاء اللہ ہماری اس تحقیقی وضاحت کے بعد کوئی صاحب فہم و ذکا، شخص اس مسئلہ میں متذہب نہیں رہے گا نیز انشاء اللہ تعالیٰ اس مکمل و اکمل تحقیق کو تعصب و ہٹ دھرمی کی میٹک اتار کر پڑھ لینے کے بعد کوئی سلیم الفطرت شخص آئندہ یزید کو جنتی ثابت کرنے کے لیے یہ حدیث پیش بھی نہیں کرے گا۔ البتہ جس شخص نے ”میں نہ مانوں“ کی گردان پورے مسیخوں کے ساتھ یاد کر رکھی ہے اس کے لیے دفتر تاپیدا کن رہی ہے کار ہے۔ بقولے اقبال:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد نادان پر کلام نرم و نازک بے اثر!

و ما ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو حق واضح ہو جانے کے بعد اس پر ایمان لاتے ہیں
عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہر کلمہ گو کو ضد و عناد اور بغض و تعصب
کی لعنت سے بچائے۔ آمین

تو جناب جو ایک حدیث یزید دوست حضرات اس کے جنتی ہونے کے ثبوت میں پیش
کرتے ہیں وہ بخاری شریف جلد ۱ ص ۴۴ پر اس طرح مذکور ہے۔

حدثنا اسحاق بن یزید دمشقی حدثنا عیسیٰ بن حمزہ قال
حدثني ثور بن يزيد عن خالد بن معدان ان عمير ابن
الاسود الغنصي حدثه انه اتى عبادة ابن الصامت وهو نازل
في ساحل حمص وهو في بناء له ومعه امر حرام قال عمير
فحدثتنا امر حرام انها سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول
اول جيش من امتي يغزون البحر قد اوجبوا قلت امر حرام
قلت يا رسول الله انا فيهم قال انت فيهم ثم قال النبي صلى الله
عليه وسلم اول جيش من امتي يغزون مدينة تبصر مغفور لهم
فقلت انا فيهم يا رسول الله قال لا۔

ترجمہ: حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپ نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو دریا پر جنگ کرے گا اس کے
لیے جنت واجب ہو گئی۔ حضرت ام حرام فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ
میں اس لشکر میں شامل ہوں، آپ نے فرمایا ہاں تو بھی ان میں سے ہے۔ پھر
آپ نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر روم کے دار الخلافہ پر حملہ کرے گا
اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔ حضرت ام حرام فرماتی ہیں میں نے پھر عرض کی
یا رسول اللہ میں اس لشکر میں شامل ہوں، آپ نے فرمایا نہیں یہ ہے وہ روایت

اس سے غلط استدلال کر کے ایک دشمن اہل بیت، شراپی، زانی بلکہ اللہ اور
اس کے رسول کے دشمن کو زبردستی جنتی قرار دیا جاتا ہے۔ آئیے اب ذرا اس روایت
کا روایت کے لحاظ سے تحقیقی جائزہ لیں۔ یہ روایت مضطرب ہے۔ ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶،

ہو کر جنگ کر رہا ہے۔" تو ثابت ہوا کہ آپ نے دوسری مرتبہ بھی پہلے ہی کی طرح کسی دوسرے دریا پر سوار ہو کر جنگ کرنے والے لشکر کو ملاحظہ فرمایا تھا اور اس پر بھی آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا تھا۔ اب آپ فرق خود ملاحظہ فرمائیں کہ ان دونوں روایات میں نہ تو دو طرح کے یعنی بری اور بحری لشکروں کا ذکر ہے اور نہ ہی کسی لشکر کے لئے کسی مخصوص بشارت کا ذکر ہے۔ اسی طرح یہی حضرت ام حرام کی دو غزوات والی روایت مسلم شریف ۲ ص ۱۴۲ پر بھی چار مختلف طریقوں سے مروی ہے۔ ان روایات میں آپ کے دوسری مرتبہ مسکرانے کا سبب پوچھنے پر جوابی ارشاد کے متعلق الفاظ ہیں۔ کما قال فی الاولی اور فقال مثل مقالته۔ یعنی آپ نے دوسری مرتبہ بھی وہی بات دہرائی جو کہ آپ پہلے ارشاد فرما چکے تھے، تو پہلی مرتبہ تو آپ نے ایک بحری جنگ کا تذکرہ فرمایا تھا ثابت ہوا کہ دوسری مرتبہ بھی آپ نے کسی اور بحری جنگ کا ہی تذکرہ فرمایا تھا ۱۰، ۹، ۸۔ اسی طرح یہی حضرت ام حرام کی دو غزوات والی روایت ابو داؤد شریف ۲ ص ۳۲۴ پر تین مختلف طریقوں سے مروی ہے وہاں بھی بخاری اور مسلم کی مذکورہ بالا روایات کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری مرتبہ کے مسکرانے کے سبب کے جوابی ارشاد کے متعلق الفاظ ہیں فقال مثل مقالته، یعنی حضور نے دوسری مرتبہ بھی پہلے لشکر ہی کی طرح ایک اور بحری غزوے کی پیشین گوئی فرمائی ۱۲، ۱۱۔ اسی طرح یہی حضرت ام حرام کی دو غزوات کی پیشین گوئی والی روایت سنائی شریف ۲ ص ۵۵ پر بھی دو مختلف طریقوں سے مروی ہے۔ وہاں بھی بخاری مسلم اور ابو داؤد کی مذکورہ بالا روایات کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری مرتبہ بیدار ہو کر مسکرانا اور حضرت ام حرام کے مسکراہٹ کا سبب پوچھنے پر جوابی ارشاد کے متعلق الفاظ ہیں۔ کما قال فی الاولی اور فقال مثل مقالته۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ بھی پہلے ہی کی طرح ایک بحری لشکر کا تذکرہ فرمایا ۱۳۔ اسی طرح حضرت ام حرام کی یہی دو غزوات کے تذکرے والی روایت ترمذی شریف ۱ ص ۱۹۸ پر بھی موجود ہے اور وہاں بھی بخاری، مسلم، ابو داؤد اور سنائی کی مذکورہ بالا روایات کی طرح حضرت ام حرام کے دوسری مرتبہ کی مسکراہٹ کا سبب پوچھنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جوابی ارشاد ہے۔ قال ناس من امتی عرضوا علی غزاة فی سبیل اللہ نحو ما قال فی الاول۔

یعنی آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کئے گئے وہ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے اسی طرح جیسے کہ آپ نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا "اب آپ یقیناً بغیر سوچے یہ جواب دے سکیں گے کہ پہلی مرتبہ کا بیان فرمودہ لشکر کس طرح جنگ کر رہا تھا۔ اس حدیث میں پہلے لشکر کی حالت یوں بیان کی گئی ہے۔

یدکبون ثبیح هذا البحر ملوکا علی الاسرة یعنی وہ پانی کے درمیان میں پانی پر اس طرح سوار تھے جس طرح بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ دوسری مرتبہ دکھلایا جانے والا لشکر بھی بحری ہی تھا جو کہ پانی پر سوار ہو کر جنگ کر رہے تھے ۱۴۔ اسی طرح ابن ماجہ شریف ۱ ص ۱۹۹ پر بھی حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کی یہی دو غزوات کی پیشین گوئی والی روایت موجود ہے اور وہاں بھی بخاری، مسلم، ترمذی سنائی اور ابو داؤد کی روایات بالا کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری مرتبہ کے بیدار ہو کر مسکرانے پر حضرت ام حرام کے استفسار پر جوابی ارشاد کے متعلق روایت کے الفاظ ہیں فاجابها مثل جوابها الاول، یعنی حضور نے حضرت ام حرام کو پھر بعینہ ہی جواب ارشاد فرمایا جو پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ اس روایت کے پہلی مرتبہ کے الفاظ ہیں ناس من امتی عرضوا علی یدکبون ظہر هذا البحر کالمملوک علی الاسرة۔ یعنی میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو دریا کی

پشت پر اس طرح سوار تھے جس طرح بادشاہ تخت پر بیٹھے ہیں۔ ثابت ہوا کہ آپ جب دوسری مرتبہ بیدار ہو کر مسکرائے تو پھر بھی آپ نے پہلے ہی کی طرح کسی اور بحری جنگ کے متعلق پیشین گوئی فرمائی تھی

قارئین کرام حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کی یہ دو غزوات والی روایت صرف صحاح ستہ تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اکثر کتب احادیث اور تقریباً تمام تواریخ اسلام میں بھی موجود ہے۔ مشہور دیوبندی مصنف مولوی محمد یوسف صاحب کا یہ بھی نے اپنی کتاب حیاۃ الصحابہ ۱/۶۴ اور مولوی زکریا صاحب دیوبندی نے تبلیغ جماعت کے نصاب میں حکایات صحابہ کے باب میں ص ۱۳۹ پر بھی یہی روایت نقل کی ہے، لیکن میں فی الحال اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف صحاح ستہ پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ امید ہے حدیث کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے (برغم غوغا اہل حدیث) حضرات ان احادیث کو بھی ضرور مانیں گے۔ شاید کسی کور ذہن کے خیال میں یہ بات اُنے کہ آپ نے فقال مثل مقاتلہ، کما قال فی الادلی، فاحیا بها مثل جواہر الادول، نحو ما قال فی الادلی اور فقال لہما مثل ذالک۔ وغیرہ کے الفاظ سے بحری جنگ مراد لے لی ہے کیا ان الفاظ سے کسی اور نے بھی یہ مراد لی ہے؟ تو آئیے جناب میں صحاح ستہ ہی کی ایک حدیث شریفہ سے ان الفاظ کی وضاحت کرتا ہوں۔ صاحب عقل و دانش حضرات غور فرمائیں اور اگر توفیق الہی شامل حال ہو تو ایمان بھی لائیں۔

فلما قدامت السریة سلموا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقام احد الاربعة فقال یا رسول اللہ انا تالی علی بن
ابی طالب صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ثم قام الثانی فقال مثل مقاتلہ فاعرض عنہ ثم

ثم قام الثالث فقال مثل مقاتلہ فاعرض عنہ ثم قام الرابع
فقال مثل ما قالوا فاقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والغضب
بعث فی وجهہ فقال ما تریدون من علی ما تریدون من
علی ما تریدون من علی ان علیا منی وانا منهم وهو ولی کل
من من من بعدی۔ (ترمذی شریف ۲ ص ۲۱۳)

یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک لشکر اسلام میں شامل ہوئے اور
مح کے بعد واپسی پر آپ نے مال غنیمت میں سے بطور خمس (قبل اس سے کہ تمام
مال غنیمت حضور کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا اور پھر آپ تقسیم فرماتے) وہیں پر ایک
لوہی لے لی۔ اس پر لوگوں نے اعتراض کیا چنانچہ جب یہ لشکر والے حضور کی بارگاہ
میں حاضر ہوئے تو چار آدمیوں نے اس بات کی حضور کے سامنے شکایت کی۔ ایک
کھڑا ہوا اور اس نے تمام واقعہ بیان کیا لیکن حضور نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر دوسرا
کھڑا ہوا تو (فقال مثل مقاتلہ) اس نے بھی ویسا ہی بیان کیا لیکن آپ نے
کوئی جواب نہ دیا۔ پھر تیسرا کھڑا ہوا تو (فقال مثل مقاتلہ) اس نے بھی ویسا
ہی بیان کیا لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر چوتھا کھڑا ہوا اور اس نے بھی
انہی کی طرح بیان کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے
چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار نظر آرہے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا تم علی کے بارے
میں کیا چاہتے ہو، تم علی کے بارے میں کیا چاہتے ہو، تم علی کے بارے میں کیا
چاہتے ہو۔ بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر
مومن کے ولی ہیں۔“

ناظرین کرام! اس حدیث کو بار بار پڑھیں اور غور فرمائیں کہ اس میں ”فقال
مثل مقاتلہ“ کے وہی الفاظ ہیں جو روایت ام حرام میں مذکور ہیں۔ تو جناب

جب ایک آدمی نے حضور کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر حضرت علی کی شکایت کی تھی اور اس کے بعد دوسرا آدمی کھڑا ہوا "فقال مثل مقالته" یعنی اس نے بھی حضرت علی کے بارے میں بارگاہ نبوی میں وہی شکایت کی جو پہلا کر چکا تھا۔ پھر تیسرا آدمی کھڑا ہوا "فقال مثل مقالته" اس نے بھی وہی کچھ کہا جو اس سے پہلا کر چکا تھا۔ اب آپ غور فرمائیں کہ وہ چاروں شخص باری باری اُٹھ کر ایک ہی واقعہ بیان کر رہے تھے یا ہر کوئی کسی دوسرے آدمی کے متعلق کوئی اور واقعہ بیان کر رہا تھا۔

ظاہر بات ہے کہ چاروں باری باری اُٹھے اور ایک ہی طرح کا واقعہ بیان فرمایا اور اس کے علاوہ کوئی اور صورت تو ممکن ہی نہیں ہے۔ تو جناب! جب اس حدیث میں راوی کے "فقال مثل مقالته" کے الفاظ ایک ہی طرح کے واقعہ پر دلالت کر رہے ہیں تو حضرت ام حرام کی روایت میں یہی الفاظ دونوں مرتبہ کے ایک ہی طرح کے واقعے ہونے پر کیوں دلالت نہ کریں گے۔

لہذا یہ بات اس دلیل قاہرہ سے ثابت ہو گئی کہ حضرت ام حرام کی روایت میں حضور کے بیان فرمودہ دونوں لشکر بحری ہی تھے کیونکہ وہاں بھی دوسری مرتبہ کے متعلق یہی "فقال مثل مقالته" کے الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔ نیز جناب! جس بخاری کی روایت سے آپ اپنے غلط عقیدے کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش فرما رہے ہیں اگر اسی بخاری سے میں اپنا صحیح مدعا ثابت کر دوں تو پھر تو شاید آپ کو یہ وضاحت ملنے سے کوئی انکار نہ ہوگا۔ ویسے فرمانِ خداوندی فطبع علی قلوبہم فہم لا یفقہون کے تحت اس بات کی اُمید بہت کم ہے الا ماشاء اللہ تو آئیے جناب آپ کی پیش کردہ تباہ اور مضطرب روایت کی نوک پیک متواتر مرفوع اور صحیح حدیث سے سنو اتے ہیں۔ پڑھیں اور اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ایمان بھی لائیں۔ فنام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم استیقظ یفصو

قالت فقلت ما یضحکک یا رسول اللہ؟ فقال ناس من امتی عرضوا علی غزاة فی سبیل اللہ یرکبون شجر ہذا البحر ملوکا علی الاسرة او قال مثل الملوک علی الاسرة قلت ادع اللہ ان یجعلنی منہم قد عاثم وضع راسہ فنام ثم استیقظ یضحک فقلت ما یضحکک یا رسول اللہ قال ناس من امتی عرضوا علی غزاة فی سبیل اللہ یرکبون شجر ہذا البحر ملوکا علی الاسرة او مثل الملوک علی الاسرة فقلت ادع اللہ ان یجعلنی منہم قال امت من الاولین (بخاری شریف ۲ ص ۹۲۹)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے کھڑا کر رہے ہیں پھر آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوتے ہیں حضرت ام حرام مسکرنے کا سبب دریافت کرتی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں میری اُمت کے کچھ لوگ مجھے دکھائے گئے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں وہ دریا پر اس طرح سوار ہیں جس طرح بادشاہ تخت پر بیٹھتے ہیں۔ حضرت ام حرام عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ نے دعا فرمائی پھر آپ نے سر رکھا اور سو گئے پھر آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت ام حرام نے پھر مسکرنے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا اب میرے سامنے میری اُمت کے کچھ لوگ پیش کیئے گئے ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے اور دریا کے درمیان (کشتیوں پر) اس طرح سوار تھے جیسے بادشاہ تختوں پر بیٹھتے ہیں۔ حضرت ام حرام نے پھر عرض کی! یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے آپ نے فرمایا نہیں تم پہلوں میں سے ہو۔

یقیناً اس حدیث شریف کی اتنی کھلی وضاحت کے بعد ہر وہ قلب و دماغ

جس کا حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پختہ ایمان ہے ضرور بالضرور مکمل و اکمل طور پر مطمئن ہو گیا ہو گا۔ یہ ایک مسلم اصول ہے کہ حدیث شریف کے الفاظ میں اگر کوئی ایہام پیدا ہو جائے تو اس میں سب سے زیادہ معتبر اور قابل قبول وہ مل جاتا ہے جو بزبان مخبر صادق علیہ السلام ادا ہو۔ پہلی تمام روایات اور بخاری کی اس روایت میں کوئی فرق نہیں۔ سب کا بیان و کلام ایک ہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مذکورہ بالا روایات میں راوی نے حضور کا ایک مرتبہ کا فرمان نقل کر دیا اور دوسری مرتبہ صرف اتنا ہی کہہ دیا کہ آپ نے دوسری مرتبہ بھی پہلے ہی کی طرح ارشاد فرمایا۔ لیکن اس روایت میں راوی نے بجائے انقصار سے کام لینے کے دوسری مرتبہ بھی آپ کے ارشاد فرمودہ الفاظ پورے کے پورے نقل کر دیے ہیں اور بالکل صاف صاف بیان کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں مرتبہ دو مختلف بڑی شکریں کا ذکر کیا ہے ایک میں حضرت ام حرام کی شمولیت ہو سکے گی اور دوسرے میں نہیں۔ الحمد للہ رب العالمین و بمنہ ہمارا مدعا بخاری شریف کی صحیح حدیث سے بالکل صاف ثابت ہو گیا ہے اور ہم نے اپنی کسی لمبی چوڑی تقریر کے زور سے کوئی کمزور استدلال نہیں کیا۔ اب تو یقیناً کسی کو کوئی انکار نہ ہو گا۔

البتہ: آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے

اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا!

آئیے اب ذرا دیکھیں کہ اس حدیث پر شامین محدثین نے اس کی کیا شرح فرمائی ہے تاکہ یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ ہم اکیسے نہیں بلکہ کوئی اور بھی ہمارا ہم خیال ہے۔

یہ روایت شاذ ہے، شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ثم وضع رأسه فنام۔ ثم قام ثانية فقاتلت مثل قولها

فاجابها مثلها۔ وكل ذلك شاذ والمحموظ من طريق انس ما اتفقت عليه روايات الجمهور۔ قلت وظاهر قوله فقال مثلها ان الفرقة الثانية يركبون البحر ايضا وقال القرطبي الاول في اول من غزا البحر من الصحابة والثانية في اول من غزا البحر من التابعين۔

(فتح الباری شرح بخاری ج ۱ ص ۶ طبع بیروت)

یعنی اس واقعہ سے متعلق جتنی بھی روایتیں مذکور ہیں ان میں سے جو روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نقل کی گئی ہے وہ بالکل محفوظ ہے اور جمهور (محدثین) کی روایات بھی اس سے اتفاق کرتی ہیں (الحمد للہ ہم نے اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کے لیے صحاح ستہ کی جتنی بھی حدیثیں نقل کی ہیں سب کی سب حضرت انس بن مالک سے روایت ہیں) علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں فقال لها مثلها کے الفاظ سے تو یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ دوسرا لشکر بھی پہلے لشکر کی طرح بھری ہی تھا۔ اور علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلا بحری لشکر معاہد کرام کے زمانہ میں گیا تھا اور دوسرا بحری لشکر تابعین کے زمانہ میں گیا تھا۔ نیز علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کے علاوہ جو بھی روایت ہے وہ شاذ ہے۔

شاذ کی تعریف۔ ان الشاذ ما رواه المقبول مخالفا لمن هو اولیٰ منه

(نخبة الفکر ص ۵) الشاذ هو الحديث الذي يتفرد به ثقة من الثقات وليس

له اصل متابع له الا ان الثقة فلم يعتبر الخالفة۔ نزہة النظر ص ۵

یعنی شاذ روایت وہ ہے جو کوئی مقبول راوی اپنے سے

اولیٰ راوی کے خلاف نقل کرے، شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

شاذ وہ حدیث ہوتی ہے جس میں ثقہ راویوں میں سے کوئی راوی ایسا منقرض ہو کہ اس کی متابعت کی کوئی اصل نہ ملے پس اس کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

یاد رہے جو روایت بخاری صحاح والی یزید دوست حضرات پیش کرتے ہیں وہ حضرت انس سے مروی نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ عسقلانی کی تحقیق کے مطابق وہ روایت شاذ ہوئی اور ظاہر بات ہے کہ متواتر اور محفوظ روایت کے مقابلہ میں ایک شاذ روایت کس طرح قابل قبول ہو سکتی ہے

یہ روایت منکر ہے، نیز فرماتے ہیں ولكن قیدہ بالثقة۔ یعنی یہ بات ضروری ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہوں کیونکہ ان الشاذ والمنکر کلاهما ضعیف لکن الشاذ رواية قد يكون مقبولا والمنکر رواية الضعیف یعنی شاذ اور منکر ہوتی تو دونوں ہی ضعیف ہیں لیکن شاذ کا راوی مقبول ہوتا ہے اور منکر کا راوی بھی ضعیف ہوتا ہے۔ ویفترقان فی ان راوی الشاذ مقبول و راوی المنکر ضعیف۔ اور شاذ اور منکر روایت میں صرف یہی ایک فرق ہوتا ہے کہ شاذ کا راوی مقبول ہوتا ہے اور منکر کا راوی بھی ضعیف ہوتا ہے۔

چند غور طلب امور ۱۔

۱۔ اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت انس کو اسی طرح روایت پہنچی تھی تو غور طلب بات یہ ہے کہ اولاً تو حضرت انس بلا واسطہ خود اپنی سگی خالہ حضرت ام حرام سے روایت کر رہے ہیں اور پھر آپ ۲۔ حضرت ام حرام کے سامنے تمام زندگی اسی طرح روایت کرتے رہے لیکن حضرت ام حرام نے نہ انہیں ٹوکا اور نہ ہی کسی بری اور بکری دو طرح کے شکروں کے متعلق یقین فرمائی۔ یاد رہے کہ حضرت ام حرام کا انتقال حضرت عمر فاروق کے دور حکومت میں ۳۰ھ میں ہوا تھا۔

۳۔ اگر بالفرض والمحال حضرت ام حرام نے حضرت انس کو وہ مختلف واقعات،

۱۔ اور مضطرب روایت نہیں، بتائی تو جب آپ مدینہ شریف میں بیٹھ کر تمام زندگی دونوں دفعہ کے لشکر بحری بیان فرماتے رہے تو آپ کے خالو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس اختلاف واقعہ سے کیوں باخبر نہ کر دیا

۲۔ دونوں دفعہ کے لشکر بحری ہونے والی روایت حضور کے ایک صحابی حضرت انس بن مالک اپنی سگی خالہ صحابہ حضرت ام حرام سے روایت کر رہے ہیں اور مدینہ شریف میں تمام صحابہ کے سامنے اسی طرح روایت کرتے رہے لیکن بری اور بکری جنگ والی روایت محض کا رہنے والا ایک آدمی بیان کر رہا ہے اور آگے شامیوں سے ہی وہ روایت بیان کرتا رہا۔ کسی صحابی کے سامنے کبھی یہ روایت بیان نہیں کی گئی۔ ۳۔ اگر بالفرض والمحال حضرت عبادہ بن صامت محض میں جا کر یہ روایت اس طرح سنا آئے تھے تو تمام زندگی مدینہ شریف میں آپ نے وہ روایت کسی کے سامنے کیوں بیان نہ فرمائی۔

۴۔ ان دونوں روایتوں میں واقعات والفاظ کا اتنا فرق ہے کہ کسی طرح ان دونوں مختلف واقعات روایتوں کی تطبیق نہیں ہو سکتی۔ مثلاً.....!

محض والی روایت صحاح ستہ کی دیگر روایتیں

۱۔ اس روایت میں ویسے ہی کہیں بیٹھے دیگر تمام روایات میں حضور کا آرام فرمانا ہوئے حضور کا ایک واقعہ بیان فرمایا بیان اور ہر دو مرتبہ بیدار ہو کر ایک ایک لشکر کیا گیا ہے۔ کی خبر دینا بیان کیا گیا ہے۔

۲۔ اس روایت میں ہر دو شکروں کیلئے جیش اولیٰ کی قید ہے۔ دیگر روایات میں یہ قید کہیں مذکور نہیں ہے۔

۳۔ اس میں جیش اولیٰ کے لیے وجوب دیگر روایات میں اس لشکر کے لیے کسی خصوصی بشارت کا تذکرہ نہیں کیا گیا جنت کی بشارت مذکور ہے۔

۴ اس روایت میں مذکور جیش ثانی مدینہ
قیصر پر حملہ آور ہوگا

۵ اس روایت میں مذکور دوسرے
شکر کیلئے مغفرت کی بشارت مذکور ہے۔

۶ اس روایت کے الفاظ و واقعات
کی ۱۲۴۰۰ صحابہ یا تابعین میں سے
کوئی بھی تائید نہیں کرتا اور نہ ہی یہ

روایت ان شامیوں کے علاوہ کسی
اور سند سے بیان کی گئی ہے۔

۷ اکابر اسلاف میں سے کسی محدث،
مفسر یا مورخ نے اس روایت کی تائید
کرتے ہوئے دیگر روایات پر
اعتراف نہیں کیا۔

تفرد بہ البخاری دون اصحاب الکتب الستہ (البدایہ والنہایہ ۷/۲۲۲) یعنی
بخاری اس روایت میں صحاح ستہ کے اصحاب میں بالکل اکیسے ہیں۔

یعنی دو طرح کی بکری اور بری جنگ اور پھر پہلے شکر کے لیے وجہ جنت
اور دوسرے شکر کے لیے مغفرت کی بشارت والی روایت میں بخاری تمام محدثین
صحاح ستہ میں بالکل اکیسے ہیں اور کسی کتاب و روایت سے ان کی اس انفرادیت
کی تائید نہیں ہوتی۔

۸ اور تو اور خود بخاری بھی اسی اپنی صحیح میں اس روایت بشارت سے چند
صفحے قبل دیگر محدثین کرام کی طرح حضرت انس والی روایت تین مختلف طریقوں سے

۴۰، ۴۱، ۴۲ پر بیان کی ہے جس میں دونوں شکر ایک ہی طرح کے بیان
ہیں اور کسی شکر کے لیے کوئی خصوصی بشارت بیان نہیں کی گئی بلکہ
بخاری نے (۲/۹۲۹ پر) یہی حضرت انس والی روایت بیان کرتے
ہوئے کسی اشارے کنائے کے بالکل صاف صاف لکھ دیا اور تسلیم کر لیا ہے کہ
یہ روایت دفع حضور کے بیان فرمودہ شکر بکری ہی تھے اور آپ نے ان کیلئے
ایک سو بشارت بھی بیان نہیں فرمائی۔ باقی تمام محدثین تو ایک طرف، خود بخاری

اپنی اس روایت میں اضطراب پیدا کر دیا۔
تو آپ پڑھ ہی چکے ہیں کہ صاحب فتح الباری شرح بخاری علامہ عسقلانی حضرت
روایت کو محفوظ اور اس کے علاوہ دیگر (شامی سند والی) روایت کو شاذ
چکے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

۵ سرورایت مدرج ہے۔ اس وضاحت کو بغور پڑھنے کے بعد یہ بات
محسوس ہو جاتی ہے کہ ایک ہی راوی سے الفاظ و واقعات کا جو اتنا فرق
ہو گیا ہے، وہ اختلاف اور بشارت و مغفرت کے الفاظ مذکورہ راوی کی طرف
سے بلکہ بعد کے کسی راوی کی طرف سے روایت میں اضافہ کیا گیا ہے۔

۶ یہ منفرد اور شاذ روایت مدرج المتن کے حکم میں آ جاتی ہے نیز بہ النظر
۷ انکسر علامہ عسقلانی شارح بخاری مقدمہ ترمذی ص ۲۱ پر علامہ جرجانی رحمہ اللہ

۸ ۱۱۱۱۔ ہو ما ادرج فی الحدیث من کلام بعض الرواة فیظن
۹ الحدیث یعنی راوی کی طرف سے حدیث میں کوئی فقرہ لگا دینا

۱۰ یہ ہو کہ یہ فقرہ بھی حدیث کا ہے۔ اور ظاہر ہے حضور مخرصادق علیہ السلام کے
۱۱ نئے ہوئے الفاظ و واقعات کے مقابلہ میں اہل اسلام کسی راوی کے
۱۲ صدر الفاظ کو کب قابل قبول سمجھ سکتے ہیں اور شرعی نقطہ نظر سے بھی

ان کی کوئی وقعت و اہمیت نہیں ہوگی۔

منظور ہے گزارش احوال واقعی اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے
حدیث قسطنطنیہ کے راوی

قارئین کرام! الفاظ حدیث پر محقق مگر جامع و مدلل بحث کرنے کے بعد اب
ذرا اس روایت کی سند پر بحث کرتے ہیں اور اس روایت کے راویوں کی تحقیق
کرتے ہوئے روایت کے صحت و سقم کا تجزیہ کرتے ہیں۔ اس حدیث کے راوی یہ
ہیں ۱۔ اسحاق بن یزید دمشقی ۲۔ یحییٰ بن حمزہ دمشقی ۳۔ ثور بن یزید حمصی ۴۔ خالد
بن معدان حمصی ۵۔ عمیر بن اسود عسنی۔

اولاً تو صاحب بصیرت حضرات کے سمجھنے کے لیے یہ بات ہی کافی ہے کہ
اس مفرد شاذ اور مدرج روایت جس سے یزید دوست حضرات یزید عنید کی مغفرت
پر استدلال بے اعتدال کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، کے تمام راوی شامی ہیں
جیسا کہ شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں والاسناد کلہ شامیون
(فتح الباری شرح بخاری ملا ص ۷ طبع بیروت) اور شامیوں کے دل میں اہل بیت
کرام کی جو کچھ عظمت و محبت ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ بخاری شریف
کے صفحہ ۳۵ اور ص ۸۸ پر اور دیگر کتب صحاح ستہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما کی ایک روایت ہے۔ سألہ رجل عن دم البعوض فقال ممن انت
نقال من اهل العراق قال انظر والی هذا یسأ لنی عن دم البعوض
وقد قتلتوا ابن بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال ابنی صلی
الله علیه وسلم هما ریحاننا من الدنیا۔

ترجمہ: کہ آپ سے ایک آدمی نے مچھر کے خون کے بارے
میں (احرام کی حالت میں مچھر مارنا) مسلمہ پوچھا۔ آپ نے پوچھا تو کہاں کا رہنے والا

ہے اُس نے کہا عراق کا۔ آپ نے فرمایا لوگو اس عراقی کو دیکھو، یہ مجھ سے مچھر کے
خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے حالانکہ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے اس پیارے نواسے کو شہید کیا ہے جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا تھا یہ دونوں شہزادے (حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین
رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے پھول ہیں۔ ان شامیوں کی زبان بے لگام
سے خاندان بنو امیہ کی تعریف کوئی تعجب والی بات نہیں ہے بلکہ وہ تو بنو امیہ
کی محبت میں اتنے سخت ہیں کہ انہوں نے صاحب سنن نسائی کو خاندان بنو امیہ
کی تعریف نہ کرنے پر مار مار کر ہلاک کر دیا تھا (بستان المحدثین ص ۱۱) لہذا کسی
شامی راوی سے یہ بات بالکل بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے محبوب خلیفہ یزید کے
کی شان کو چار چاند لگانے کے لیے کسی روایت میں کچھ الفاظ کا اضافہ کرے
البتہ اس اضافے کی شرعی طور پر کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔ اب ذرا ان راویوں
کا تحقیقی جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ روایت کا ضعف بالکل واضح ہو جائے۔ مذکورہ
روایت کا پہلا راوی ہے اسحاق بن یزید دمشقی۔ اس کا اصل نام اسحاق بن
ابراہیم بن یزید ہے اور یہ اپنے والد کی بجائے دادا کی نسبت سے معروف ہے
(تقریب التہذیب ص ۲) اس کے متعلق شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ
نقل فرماتے ہیں۔ قال ابن ابی حاتم سمعت ابازرعة یقول ادرکنا
ولم نکتب عنه دروی له الا زدی فی الضعفاء.....

قال ابن عدی دھذا غیر محفوظ (تہذیب التہذیب ص ۱۱)
یعنی حضرت ابوزرعم فرمایا کرتے تھے اسحاق بن یزید ہمارا ہم عصر تھا لیکن ہم اس کے
نامعتبر ہونے کی وجہ سے اس کی روایت نہیں لکھا کرتے تھے اور ازدی نے
اسے ضعیف (نامعتبر) راویوں میں شمار کیا ہے اور ابن عدی نے اس کی بیس

روایتیں نقل کی ہیں اور لکھا ہے کہ اس کی روایت کردہ یہ تمام روایتیں غیر محفوظ ہیں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ابن عدی کا یہ بیان نقل کر کے اس کی ان بیس حدیثوں کو غیر محفوظ لکھا ہے (میزان الاعتدال ۱/۱۷۷) اس روایت کا دوسرا راوی ہے یحییٰ بن حمزہ دمشقی، اس کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

وکان یرمی بالقدر... عن ابن معین کان قدس یا (تہذیب التہذیب ۱/۲۷۱ ص ۲۷۱) یعنی یحییٰ بن حمزہ صحیح العقیدہ مسلمان نہیں تھا بلکہ وہ قدری تھا۔ حضرت ابن معین بھی یہی فرماتے ہیں۔ نیز شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رُمی بالقدر یعنی یہ قدری تھا (تقریب التہذیب ۲/۲۷۱) علامہ ذہبی رحمہ اللہ بھی ان کے ہموا ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کان یرمی بالقدر یعنی وہ قدری تھا (میزان الاعتدال ۱/۱۷۷ ص ۱۷۷) اس روایت کا تیسرا راوی ہے ثور بن یزید حمصی، اس کے متعلق شارح بخاری علامہ

ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ثبت الا انه یرمی القدر۔ یعنی یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ثور بن یزید قدری تھا (تقریب التہذیب ۲/۲۷۱) علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں قال ابن معین ما رأیت احدا يشك انه قدری قال احمد بن حنبل کان ثور یرمی القدر وکان اهل حمص نفوة واخرجوه۔ وقال ابو مسهر عن عبد الله بن سالم قال اد رکت اهل حمص وقد اخرجوا ثورا وحرقوا داره بکلامه القدر۔ کان الاوزاعی سیئ القول فی ثور عن ابی رواد انه کان اذا اتاه من یرید الشام قال ان بها ثورا فاحذرا لا یطعنک بقرنیہ۔

(تہذیب التہذیب ۲/۲۷۱ ص ۲۷۱) میزان الاعتدال ۱/۱۷۷ ص ۱۷۷

(مقدمہ فتح الباری ۱/۲۷۱ ص ۲۷۱) یعنی ابن معین فرماتے ہیں میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو اس کے قدری ہونے میں شک کرتا ہو۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

عنہ فرماتے ہیں ثور قدری تھا اور اس کے شہر والوں نے اسے اپنے شہر سے قدری ہونے کی وجہ سے نکال دیا تھا۔ نیز حضرت عبداللہ بن سالم فرماتے ہیں، میں نے دیکھا اہل حمص نے ثور کو قدری ہونے کی وجہ سے شہر بدر کر دیا تھا اور اس کے گھر کو جلا دیا تھا۔ علامہ اوزاعی اس کو غلط بات کرنے والا کہا کرتے تھے۔ ابن رواد فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم میں سے کوئی ملک شام کو جائے تو خیال رکھے کہ وہاں ایک بیل رہتا ہے (ثور عربی میں بیل کو کہتے ہیں) اس سے بچ کے رہنا کہیں وہ اپنے سینگوں سے تجھے کچل نہ ڈالے۔ شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ بھی دیگر ائمہ رجال کے ہموا ہیں۔ آپ لکھتے ہیں انه کان قدریا۔ یعنی بے شک ثور بن یزید قدری تھا (تہذیب التہذیب ۲/۲۷۱) نیز فرماتے ہیں کان الاوزاعی یتکلم فیہ ویجوعہ وقال عبد الله بن احمد عن ابیه ثور بن یزید کان یرمی القدر۔ فتھی مالک عن عیالستہ ولبیس لہالک عنہ رواۃ۔ اوزاعی اس میں کلام کرتے تھے اور اس کی برائی بیان کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میرے والد فرمایا کرتے تھے کہ ثور قدری تھا، امام مالک اس کے پاس بیٹھنے سے بھی منع فرمایا کرتے تھے اور امام مالک اس کی روایت نہیں لیا کرتے تھے۔ چونکہ اس حدیث کے دو راوی یحییٰ بن حمزہ اور ثور بن یزید قدری ہیں لہذا ہم زبان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدریوں کے متعلق کیا ہوا فیصلہ بدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

قدریوں کے متعلق فیصلہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم صفات

من امتی لیس لہما فی الاسلام نصیب المریئة والقدریة۔

(ترمذی شریف ۲/۲۷۱) (ازالة الخلفاء مترجم از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ص ۲۷۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں دو گروہ ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے ان میں سے ایک مرتد ہیں اور دوسرے قدری۔

قدریہ کا معنی کفر یہ! القدریۃ هم المنکرون للقدرة والقانون بان افعال العباد مخلوقة بقدرتهم لا بقدرۃ الله وارادته۔
 حاشیہ ترمذی شریف قدری فرقہ اللہ کی قدرت (تقدیر) کا منکر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لوگوں کے کام ان کی اپنی قدرت (طاقت) کا نتیجہ ہوتے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور ارادے کا کچھ عمل دخل نہیں ہے۔ (استغفر اللہ)

۲: عن ابن عمر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم القدريۃ مجوس هذه الامۃ ان مرضوا فلا تعود وهم وان ماتوا فلا تستشهدهم رواه احمد وابو داود۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱)

ازالۃ الخلفاء مترجم ص ۲۵۳، حیاۃ الصحابہ ص ۳۸، خصائص کبریٰ ص ۲۷۷۔

ترجمہ: مسند امام احمد بن حنبل، ابو داؤد شریف اور ابن ماجہ شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! قدری اس امت کے مجوسی ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ۔ ان دو روایات سے صاف صاف ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے تھے کیونکہ مسلمانوں کے متعلق بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

حق المسلم على المسلم خمس رد السلام وعبادة المریض واتباع الجنائز (مشکوٰۃ ص ۱۳۵) یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں ۱۔ سلام کا جواب دینا ۲۔ اگر وہ بیمار ہو جائے

تو اس کی عیادت کرنا ۳۔ اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ پر جانا ۴۔ الخ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم قدیوں کے متعلق ان تمام باتوں سے منع فرما رہے ہیں علامہ ملا علی قاری راویوں کی جرح پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں واما الکفر فهو خارج عن المسبحث لان السلام في الراوى الاسلام وشرح نخبۃ الفکر ص ۱۳۲ یعنی جس راوی کا کفر ظاہر ہو جائے اس کے متعلق تو پھر کسی بحث کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ نیز اسی اثر بن یزید کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اذا ذکر علیا قال لا احب رجلا فقد جدی۔

یعنی جب اس کے سامنے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ذکر مبارک کیا جاتا تھا تو وہ کہا کرتا تھا میں اس شخص کو بالکل پسند نہیں کرتا کیونکہ اس نے میرے دادا کو قتل کیا تھا (تہذیب التہذیب ص ۳۳) اس کا دادا جنگ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ کے مقابلہ میں لڑتا ہوا مارا گیا تھا۔ یہ حضرت شیر خدا سے اتنا بغض رکھتا تھا کہ آپ کا نام تک سنا گوارہ نہیں کرتا تھا۔ اختصار کا دامن تھامے ہوئے ضمایم بھی عرض کرتا جاؤں کہ حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی محبت یا دعاۃ اللہ عداوت کے متعلق مخبر صادق علیہ السلام کا کیا فرمان ہے یا اس کے متعلق نجوم ہدایت صحابہ کرام کا کیا عقیدہ تھا۔ ص ۲۰۱۔ مسلم شریف ص ۲۰۱ اور ترمذی شریف ص ۲۵۵ پر خود جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ یا علی لا یحبک الا مؤمن ولا یبغضک الا منافق۔

یعنی اے علی جو مومن ہو گا وہ تم سے منور محبت کرے گا اور جو منافق ہو گا وہ تم سے بغض رکھے گا۔ ص ۳۔ نیز ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من احب علیا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب الله ومن ابغض علیا فقد ابغضنی ومن ابغضنی

فقد ابغض الله رسول الله صلى الله عليه وسلم نے ارشاد فرمایا جو علی سے محبت رکھے گا گویا اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس کی محبت مجھ سے ہوگی گویا اس کی محبت خدا سے ہے اور جو علی سے بغض رکھے گا گویا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا گویا اس نے خدا سے بغض رکھا۔ "یا مختصر الفاظ میں یوں کہہ لو۔ علی کی محبت خدا کی محبت علی کی دشمنی خدا کی دشمنی۔

۵۔ مشہور صحابی رسول حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کنا نعرف المناقبين ببغضهم عليا ۶ ترمذی شریف ۲۱۳۳ مشکوٰۃ شریف ۵۵۹ ہم گروہ صحابہ منافقوں کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بغض سے پہچان لیا کرتے تھے۔ "یعنی صحابہ کرام اس شخص کو منافق سمجھتے تھے جو حضرت علی سے بغض رکھتا ہو۔ ۷۔ نیز بزرگوار پاک و ہند میں حدیث کے مسلم اُستاد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے معاملہ بالکل ہی صاف فرمادیا۔ آپ فرماتے ہیں۔ نزد اہل سنت بغض اہل بیت و امیر المؤمنین از قواعد صحت روایت است (تحفہ اثنا عشریہ ص ۶) یعنی ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک اہل بیت کرام اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بغض و عناد رکھنے والے شخص کی روایت نامعتبر ہے۔ "قارئین کرام! ان احادیث مبارکہ آثار صحابہ اور اقوال اسلاف کی روشنی میں اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ جو شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اتنی عداوت رکھتا ہے کہ آپ کا نام سُنا بھی گوارا نہیں کرتا اس کی بیان کردہ روایت کی اہل سنت و جماعت کے نزدیک کیا اہمیت و وقعت ہوگی بلکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق تو کسی بھی "ما انا علیہ و صحابی" پر ایمان رکھنے والے مسلمان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ حضرت علی کے کسی

دشمن کی روایت کو قبول کرے۔ اللہ ہمارے قناحب محمد آلہ و اصحابہ و احفظنا عن بغضہم اس روایت کا چوتھا راوی ہے خالد بن معدان حمصی۔ اس کے متعلق شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کان یورسل کشیر (تقریب التہذیب ص ۹) یعنی خالد بن معدان اکثر مرسل روایتیں بیان کیا کرتا تھا اور مرسل کی تفریف ہے یقول التابعی قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا او فعل كذا ۱ - (مقدمہ ترمذی ص ۳، نخبۃ الفکر ص ۶۳) یعنی تابعی اپنے اوپر والا صحابی راوی بیان نہ کرے اور تابعی براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے۔ یعنی تابعی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا، یا یوں کی۔ مرسل روایت کے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی رقمطراز ہیں۔ لم يقبل المرسل ولا ارسله العدل (نخبۃ الفکر ص ۶۳) شرح نخبہ علی قاری ص ۱۵۱ (یعنی احکام اور محتاج میں) مرسل روایت قبول نہیں کی جائے گی اگرچہ اسے ارسال کرنیوالا عادل ہی کیوں نہ ہو۔ "اس روایت کا پانچواں راوی ہے عمیر بن اسود عسسی اسکے متعلق شارح بخاری علامہ عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فلیس له لبخاری سوی هذا الحديث (فتح الباری شرح بخاری ص ۵۷) یعنی بخاری کے نزدیک یہ راوی اتنا با اعتماد ہے کہ پوری بخاری میں اس ایک روایت کے علاوہ صاحب بخاری نے اس عمیر بن اسود عسسی کی کوئی روایت نہیں لی۔ نیز اسود عسسی نے حضور کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ لہذا یہ ہیں اس حدیث قطعیہ کے راوی۔ اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کیا ایسے بدعتیہ دشمن اہل بیت، مجروح اور ضعیف راویوں کی روایت ہمارے لیے محبت ہو سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ رواۃ کے مجروح، مطعون اور ضعیف ثابت ہو جانے کے علاوہ یہ روایت مضطرب، مدرج اور شاذ ہی نہیں بلکہ منکر اور شاذ مردود بھی ثابت ہو چکی ہے، چنانچہ امام شافعی فرماتے ہیں

قال الشافعي رحمه الله الشاذ ما رواه الثقة مخالفاً لما رواه
 الناس قال ابن الصلاح فما خالف مفردة أحفظ منه واضبط مشاذ مردوداً۔
 امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شاذ وہ ہے جو ثقہ راوی روایت کریں لیکن ان
 روایات کے مخالف ہو جو باقی محدثین بیان کریں اور اگر شاذ روایت کے راوی بھی غیر
 ثقہ ہوں تو پھر یہ روایت شاذ مردود اور منکر ہوگی یہ ابن الصلاح اور ملا علی قاری کی
 وضاحت ہے۔ نیز علامہ نووی شارح مسلم فرماتے ہیں فان الأئمة لا يردون عن
 الضعفاء شيئاً يحتجون به على الأفراد في الأحكام۔ (مقدمہ مسلم ص ۱۶۲)
 نووی شرح مسلم بر حاشیہ ارشاد الساری ص ۱۶۲ طبع مصری) یعنی احکام میں ضعیف روایت
 حجت نہیں ہوتی۔ تو کیا ایک منکر روایت کو عقیدہ کے مسئلہ میں دلیل اور حجت قرار دیا
 جاسکتا ہے۔ لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

خشت اول چوں نہد معمار کج

تاثریامی رود دیوار کج !

جس مذہب کی بنیاد ایسی مضطرب، شاذ بلکہ منکر اور مدرج روایات پر استوار
 کی جائے گی اس مذہب کا پھر خدا ہی حافظ ہوگا۔ لہذا یزید دوست حضرات سے
 ہمدردانہ عرض ہے کہ ”شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر نہ پھینکیے۔“

بشارت اور یزید

اگرچہ تمام راویوں کے نام معتبر ثابت ہو جانے کے بعد کسی وضاحت کی ضرورت
 تو باقی نہیں رہتی لیکن مسئلہ کی مزید وضاحت کی خاطر اب ہم حدیث کے الفاظ پر
 بحث کرتے ہیں۔ اول تو گزشتہ وضاحت سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو چکی ہے
 کہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ کی روایتوں میں حضرت ام حرام

رضی اللہ عنہا کے سکے بھانجے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے یہ بات بالکل
 وضاحت کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ انحضرت
 فرمانے کے بعد بیدار ہو کر جن دو لشکروں کے متعلق پیشین گوئی فرمائی تھی وہ دونوں
 لشکر بحری ہیں (اور یزید کسی بحری لشکر میں شامل نہیں ہوا) اور پھر صحاح ستہ کی ان
 تمام احادیث مبارکہ میں کسی لشکر کے لیے کسی مخصوص بشارت کا کوئی تذکرہ نہیں ہے
 لہذا ایک طرح کے واقعہ کو دو مرتبہ کے وقوع سے دو الگ الگ بحری اور بری
 لشکر مراد لینا اور ان کے لیے دو الگ الگ بشارتیں بیان کرنا یہ محض ایک ڈرامہ
 ہے جو بغض اہل بیت میں یار لوگوں نے کھیلا ہے لیکن اگر تمام حقائق کو نظر انداز
 بھی کر دیا جائے تو پھر بھی دروغ گور حافظہ نباشد والی بات سامنے آتی ہے کہ
 بشارت بھی گھڑی تو وہ جو بیچارے ڈوبتے یزید کو تنکے کا سہارا بھی نہ دے سکی
 اور جملہ محدثین اس روایت بشارت کی موجودگی میں بھی یزید عنید کو جنتی ماننے
 سے انکار کر رہے ہیں یا پھر شاید حدیث کا جو مفہوم آج یار لوگوں نے سمجھا ہے
 وہ متقدمین محدثین اور مفسرین کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا۔ بلکہ تارٹنے والے بھی
 قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ چنانچہ شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے جب
 بعض من پسندوں کا یہ استدلال سنا تو آپ نے صاف فرما دیا کہ !
 احبیب بان هذا حصار علی طریق الحمیة لبني امیة۔ (ارشاد الساری
 شرح بخاری ص ۱۶۲) یعنی یہ استدلال بے اعتدال بنو امیہ کی محبت میں سرشار
 لوگوں نے ان کی حمایت کے لیے گھڑا ہے بہر حال مذکورہ روایت کے متن پر غور
 کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیان کردہ بشارت بھی عام نہیں ہے بلکہ اس بشارت
 کو بھی اول حبش کے الفاظ قسطنطنیہ پر سب سے پہلے حملہ آور ہونے والے لشکر
 کے ساتھ مخصوص کر رہے ہیں۔ لہذا یہ بشارت قیامت تک قسطنطنیہ پر حملہ آور

ہونے والے شکروں کو شامل نہیں ہو سکتی۔ اب اگر بشارت کا رخ فتح قسطنطنیہ کی طرف کیا جائے پھر تو فیصلہ ایسا نکھر کر سامنے آتا ہے کہ ہر کوئی تسلیم کے بغیر چارہ نہیں پاتا جیسا کہ علامہ شبلی اور سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ "مسلمان خلفاء اور سلاطین میں سے ہر باہمت نے اس کے پورا کرنے کے لیے قیمت آزمائی کی مگر ازل سے یہ سعادت سلطان محمد فاتح کی قیمت میں آچکی تھی (سیرۃ النبی ص ۶۹۹) اس بیان سے تو یہ ہی ثابت ہو رہا ہے کہ اس بشارت کا تعلق قسطنطنیہ کی فتح کے ساتھ تھا اور ہر باہمت اس کو پورا کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن یہ سعادت سلطان محمد فاتح کی قیمت میں آئی اور اس فتح کے بعد اس نے سچوۃ شکر ادا کیا تھا اور کہا تھا یا اللہ تیرا شکر ہے کہ جس لشکر کی بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ الحمد للہ میرے ہاتھوں پوری ہوئی۔ اگر علامہ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کی اس تحقیق کو مان لیا جائے تو پھر ہر قسطنطنیہ پر حملہ آور لشکر کے دل میں اس آرزو کا ہونا بھی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ البتہ مذکورہ بشارت کا مستحق سلطان محمد فاتح کا لشکر بنتا ہے۔ پس بھگڑا ختم ہوا۔ سلطان محمد فاتح علماء و فضلاء، عابدوں اور زاہدوں اور اپنے پیرومرشد کو دعا کے لیے عرض کر کے ۲۰ مئی ۱۴۵۳ھ کو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا اور اس کے پیرومرشد نے اس وقت تک سجدے سے سر نہیں اٹھایا تھا جب تک شہر فتح نہ ہوا۔ اسی لیے یہ مشہور ہے کہ قسطنطنیہ دعاؤں سے فتح ہوا تھا۔ سلطان نے ایشیائے کوچک کے پانچ ہزار (۵۰۰۰) مسلمانوں کو یہاں آباد کیا اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کے متصل ایک مسجد بنوا دی۔ اس طرح سلطان محمد فاتح ثانی، سلطان فاتح کے لقب سے مشہور ہوا۔ (تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی ص ۵۲۸) اور اگر بشارت کو صرف حمد کرنے تک محدود رکھا جائے تو پھر بھی یزید بے دید اس ضمن میں نہیں آسکتا کیونکہ تاریخ کی

درق گردانی کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ پر سب سے پہلا حملہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ کی زیر سرپرستی کیا گیا تھا چنانچہ مورخ ابی یعقوب رقمراز ہیں۔ واغزی عثمان جیشا امیر ہم معاویہ علی الصلۃ سنة اثنتین وتلاثین فبلغوا الی مضیق القسطنطنیہ وفتحوا فتوحا کثیرة (تاریخ یعقوبی۔ طبع بیرون) مورخ ابن اثیر لکھتے ہیں۔ فی سنة ۳۲ھ غزا معاویہ مضیق القسطنطنیہ ومعہ زوجته عاتکہ زارتہ کا مل ص ۳۲) مورخ اسلام مفسر قرآن علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں۔ غزا معاویہ بلاد الروم حتی بلغ المضیق القسطنطنیہ (البدایہ والنہایہ ص ۱۵۰) مورخ اسلام علامہ ابن خلدون ایک اور لشکر کا تذکرہ کرتے ہیں و دخل المسلمون سنة اثنتین واربعمین الی بلاد الروم فہزموہم وقتلوا جماعۃ من البطارقہ واثخنوا فیہا ثم دخل بسرین ارطاطا ورضہم سنة ثلاث واربعمین ومشی بہا وبلغ القسطنطنیہ (تاریخ ابن خلدون ص ۱۹) عمر حاضر کے مورخ شاہ معین الدین ندوی تقریباً "تواریخ مذکورہ بالا کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں بلکہ تقریباً ان کا ترجمہ ہے۔ لکھتے ہیں "ان اہم معرکوں میں اور فتوحات کے علاوہ عہد عثمانی میں اور پھوٹی پھوٹی لڑائیاں اور فتحیں بھی حاصل ہوئیں۔ نیز ۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا" (تاریخ اسلام ندوی ص ۲۵۴) قارئین کرام! آپ نے پانچ مختلف اور مستند تواریخ کے حوالہ جات سے دیکھ لیا کہ جس سلسلہ والی جنگ میں یزید عنید بادل ناخواستہ مجبور و مبنغوض ہو کر گیا تھا وہ جیش اولی نہیں تھا بلکہ اس سے بہت پہلے ۳۲ھ اور ۳۳ھ میں قسطنطنیہ پر لشکر حملہ آور ہو چکے تھے۔ جب یزید والا لشکر جیش اولی نہیں ہے تو پھر اس روایت میں بیان کردہ

بشارت کا مستحق بھی نہیں ہے کیونکہ بشارت اول جمیع کے الفاظ کے ساتھ صرف جمیع اول کے ساتھ مختص ہے۔ ایسے منکر رجل رشید اور جمیع اول بالاتفاق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت امیر معاویہ کے زیر کمان ۳۲ھ میں پیدا ہوا تھا لیکن یزید کی پیدائش بالاتفاق ۳۵ھ یا ۳۶ھ کی ہے، جیسا کہ علامہ دمیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں، انہ لم یکن من الصحابة لانه ولد فی ایام عثمان۔

(حیاء المیوان ص ۱۵۵) ترجمہ: یزید بے دید صحابہ میں سے نہیں ہے، کیونکہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا تھا "نیز مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں۔

ولد یزید فی سنة ست وعشرين۔ (البدایہ والنہایہ ص ۱۴۶) ترجمہ: یزید ص ۳۲ھ میں پیدا ہوا۔ خاتم الحفاظ محدث و مفسر مؤرخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یزید بن معاویۃ ابو خالد الاموی ولد سنة خمس وست وعشرين تاریخ الخلفاء ص ۱۴۳) ترجمہ: ابو خالد یزید بن معاویہ اموی ۳۵ھ یا ۳۶ھ میں پیدا ہوا "نیز محدث بالاتفاق محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ولد یزید الشقی المرید سنة خمس وست وعشرين فی خلافة سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ۔

(ما ثبت من السنہ ص ۴) یعنی یزید بد بخت شقی و سرکش ۳۵ھ یا ۳۶ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا۔

اسی طرح حاشیہ مکتوبات شریف ص ۱۶۴ اور تاریخ ابن خلکان ص ۳۵ پر بھی مذکور ہے۔ بلکہ تاریخ کی تمام کتابوں میں یہی لکھا گیا ہے کہ یزید ۳۵ھ یا ۳۶ھ میں پیدا ہوا تھا، بلکہ علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تو ایک قول ۳۵ھ کا بھی نقل کیا ہے (البدایہ والنہایہ ص ۱۴۶)۔ قارئین کرام! بحوف طوالت صرف سات

حوالہ جات پیش کئے ہیں، ویسے باقی تمام تواریخ بھی انہی کی ہمنوا ہیں کسی نے بھی اس بات سے اختلاف نہیں کیا۔ اس حساب سے یزید بے دید کی عمر ۳۲ھ میں ۳۵ھ کے مطابق سات سال، ۳۶ھ کے مطابق چھ سال اور ۳۷ھ کے مطابق پانچ سال بنتی ہے تو کیا پانچ یا چھ یا سات سال کا بچہ کسی جنگ میں جانے کے قابل بھی ہو سکتا ہے؟ چہ جائیکہ کسی لشکر کا سپہ سالار بنے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اتنے کم عمر بچے کو تو ابھی مکمل طور پر اپنی ہوش بھی نہیں ہوتی، دنیا کا کوئی احمق ترین انسان بھی اس مفروضہ کو ماننے کے لیے تیار نہ ہو گا۔ نیز ۳۵ھ میں حضرت امیر معاویہ نے حضرت سفیان بن عوف کے زیر کمان ایک لشکر بلاد روم کی طرف بھیجا تھا اور یزید کو بھی اس میں شامل ہونے کا حکم فرمایا تھا لیکن یزید جیلے پہلے نہ بنا کر بیٹھ رہا اور لشکر میں نہ گیا چنانچہ علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں۔ سنة خمسین سیر معاویۃ جیشا کشیفا الی بلاد الروم للغزاة وجعل علیہم سفیان بن عوف وامر ابنہ یزید بالغزاة معہم فتناقلوا قتل فامسک عندہ ابوہ۔

(تاریخ کامل ص ۱۸۹) ہاں البتہ یزید صید حضرت امیر معاویہ کے دور حکومت میں ۳۵ھ یا ۳۶ھ میں بادل نا خواستہ بلکہ جبراً و زجراً بھیجا گیا تھا جس کی تفصیل کتب تواریخ میں موجود ہے۔ مثلاً مؤرخ ابی یعقوب لکھتے ہیں۔ واغزی معاویۃ یزید ابنہ الصائفة ومعه سفیان بن عوف فسبقہ بالدخول الی بلاد الروم قتال المسلمین فی بلاد الروم حمی وجدری وکانت امر کلثم بنت عبد اللہ تحت یزید وکان لها عبا قلما بلغہ ما قال الناس من الحمی والجدری فقال۔

ما ان ابالی بما لاقت جموعہم

بالغز قذ ونة من حمی ومن موم

اذ تَكَات على الاما ط في غرت - بدیر صرمان عندی ام کلثوم
قبلف ذالك معاوية فقال اقسام بالله لتد خلن ارض الروم
فليصيبنك ما اصابهم فاردت به ذالك الجيوش فقرابه
حتى بلغ القسطنطينيه -
تاریخ یعقوبی ۲ ص ۲۲۵

مورخ علامہ ابن اثیر بیان کرتے ہیں (جو کہ تقریباً اوپر کی عربی عبارت کا ترجمہ
ہے) ۷۵ھ میں سفیان بن عوف کے زیرِ کمان امیر معاویہ نے ایک لشکرِ جبارِ بلادِ
روم کی طرف روانہ کیا اور اپنے بیٹے یزید کو بھی اس لشکر میں شامل ہونے کا
حکم دیا۔ یزید جیسے بہانے بنا کر بیٹھ رہا امیر معاویہ نے اس کو رخصت دے دی
شوئی نعمت سے اس لشکر میں وبا پڑ گئی جب اس کی اطلاع یزید کو ملی تو اس
نے دو شعر کہے ”مجھے اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ اس لشکر پر بخار اور بلائیں
نازل ہوں ہیں، میں تو اُونکے تحت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوں اور ام کلثوم (یزید
کی محبوبہ یوسی) میری آغوش میں ہے۔“ جب امیر معاویہ کو اس بات کا علم ہوا تو
انہوں نے قسم کھالی کہ اب میں یزید کو سفیان بن عوف کے پاس ضرور بھیجوں گا
تاکہ اس کو بھی ان مصائب کا حصہ ملے جو لشکر والوں کو پہنچی ہیں (تاریخ کامل
ابن اثیر اردو ۲ ص ۱۹۵، تاریخ ابن خلدون اردو ۲ ص ۳۸، مروج الذهب ۲ ص ۳۲
شہید کر بلا اور یزید از قاری محمد طیب صاحب دیوبندی ص ۱۸۵) اور جو معزز صحابہ اسی
جیشِ ثانی میں شامل تھے وہ یزید کے ماتحت نہیں تھے بلکہ وہ حضرت سفیان
بن عوف کے ماتحت تھے جیسا کہ الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۲ ص ۵۷ پر بھی ہے۔ تیر
شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ بہت واضح فیصلہ فرماتے ہیں۔ آپ
فرماتے ہیں الاظہران هو لاء السادات من الصحابة كانوا مع

سفیان بن عوف ولم یکنوا مع یزید بن معاویہ لانہ لم یکن
اهل ان یکن هو لاء السادات فی خدمتہ.... اسی منقبت کا منت
لیذید و حالہ مشہور (عمدة القاری شرح بخاری ص ۱۹۸)
یعنی آپ فرماتے ہیں یہ بہت واضح سی بات ہے کہ جو کبار صحابہ کرام اس لشکر
میں شامل تھے وہ حضرت سفیان بن عوف کے ساتھ تھے اور وہ یزید بن معاویہ
کے ساتھ نہیں تھے کیونکہ وہ اس بات کا اہل ہی نہیں تھا کہ یہ اکابر صحابہ اسکی
ماتحتی میں ہوتے۔ یزید میں ایسی کون سی خوبی تھی درحالیکہ اس کا کردار عام مشہور
ہے۔ اسی طرح ابو داؤد شریف ۲ ص ۳۶ میں قسطنطینہ پر حملہ کی روایت مذکور ہے
اور روایت کے الفاظ ہیں نرید القسطنطنیة وعلى الجماعة عبد الرحمن
بن خالد بن ولید۔ یعنی قسطنطینہ پر حملہ کے وقت لشکرِ اسلام کی ایک جماعت
حضرت خالد بن ولید کے صاحبزادے حضرت عبد الرحمن کے زیرِ کمان تھی“ اور یہ
وہی لشکر ہے جس میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ شریک تھے جیسا کہ
ابو داؤد شریف ۲ ص ۳۶ کی روایت سے صاف ظاہر ہے۔ اور اگر ابتداً حملہ میں
یزید وہاں موجود ہوتا تو ضرور اس کا بھی کہیں ذکر ہوتا لیکن ان دونوں روایتوں
میں یزید بے دید کا کہیں نام و نشان تک نہیں ہے کیونکہ وہ تو بعد میں ہجرا و جزاً
بھیجا گیا تھا اور شرعی اعتبار سے انہما الاعمال بالنیات کے تحت اس طرح کا
بالاکراہ زبردستی دھکیلا ہوا شخص کسی بشارت و معفرت کا مستحق نہیں ہو سکتا چنانچہ
ارشاد خداوندی ہے۔ لن ینال الله لحو مھا ولا دماءھا و لکن ینالہ التقوی
منکھ ۱۲ ص ۱۲ - یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس تمہاری قربانیوں
کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ اس کی بارگاہ میں تو تمہارا تقویٰ (دل کی کیفیت)
دیکھا جاتا ہے۔

مغفور لہم کی تحقیق

برصغیر پاک و ہند میں بالاتفاق علی الاطلاق حدیث کے استاد جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ان الفاظ پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-
تمسک بعض الناس بهذا الحديث في نجات يزيده لانه
كان من جملة هذا الجيش الثاني بل كان رأسهم ورأسهم
على ما يشهد به التواريخ والصحيح انه لا يثبت بهذا الحديث
الا كونه مغفوره ما تقدم من ذنبه على هذه الغزوة لان
الجهاد من الكفارات وشأن الكفارات ازالة الذنوب السابقة
عليها لا الواقعة بعد ها لو كان مع هذا الكلام انه مغفوره الى
يوم القيامة يدل على نجاته واذا ليس فليس بل امره مفوض
الى الله تعالى فيما ارتكبه من القبائح بعد هذه الغزوة من
قتل الحسين عليه السلام وتخريب المدينة والاصرار على
شرب الخمر ان شاء عفاه وان شاء عذبه كما هو مسطر
في حق سائر العصاة على ان الاحاديث الواردة في شأن من التحف
بالعترة الطاهرة والمحدد في الحرم والميدل للسنة تبقى مخصصات لهذه العموم
لو فرض شموله بجميع الذنوب (شرح تراجم بخاری ص ۲۲)

ترجمہ:- جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”بعض لوگ مغفور
لہم کے الفاظ کو دلیل بنا کر یزید کی نجات پر استدلال کرتے ہیں کیونکہ وہ دوسرے
شکر کا سپہ سالار تھا۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ اتنا
ثابت ہو سکتا ہے کہ اس سے پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے کیونکہ جہاد کفارات

میں سے ہے، کفارات سے پہلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے نہ کہ بعد کے
گناہوں کا بھی۔ ہاں البتہ اگر حضور یوں فرما دیتے کہ اس غزوہ میں شریک ہو گیا
قیامت تک کے لیے بخشا ہوا ہے تو پھر واقعی اس سے استدلال ہو سکتا تھا۔
لیکن چونکہ یہ الفاظ حدیث میں موجود نہیں ہیں لہذا مذکورہ الفاظ سے یزید کی نجات
بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ نیز اس غزوے کے بعد اس نے جن برائیوں کا ارتکاب
کیا ہے مثلاً حضرت ام حسین رضی اللہ عنہ کا قتل، مدینہ منورہ میں قتل و فساد اور
شراب نوشی وغیرہ۔ تو پھر جیسا کہ تمام گناہ گاروں کے متعلق حکم ہے ایسے ہی اسکے
متعلق کہیں گے کہ اس کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے جو چاہے کرے یعنی
اگر چاہے تو معاف کر دے، اور اگر چاہے تو اسے عذاب دے، اور اگر اسکی
شمولیت ان تمام (گناہ) گناہوں میں مان کر فیصلہ کیا جائے تو پھر اس کے لیے
وہ عموم بھی باقی نہیں رہتا بلکہ پھر اس کے لیے وہ حدیثیں مذاہب کو ثابت کر دیں
گی جن میں اہل بیت کرام کی توہین کرنے والوں، حرم محترم کی توہین کرنے والوں
اور سنت مصطفویٰ کو تبدیل کرنے والوں کے لیے وعید مذکور ہے ”نیز ملاحظہ فرمائیے
سراج المنیر ص ۱۱۱ اور شہید کربلا اور یزید از قاری محمد طیب صاحب دیوبندی ص ۱۱۱
تیران برائیوں پر کچھ بحث احادیث مبارکہ کے باب میں حدیث ام المؤمنین حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ستہ لعنہم ولعنہم اللہ کے تحت لکھی جا چکی ہے
وہاں سے دوبارہ مطالعہ فرمائیے تاکہ مسئلہ ہذا مزید واضح ہو جائے۔

اور سنت کو تبدیل کرنے کے متعلق تو خود مخبر صادق علیہ السلام نے یزید
سے دید کا نام لے کر اس کی برائی بیان فرمائی تھی جیسا کہ مسند فردوس ص ۹۲
طبع بیروت، صواعق محرقة ص ۳۱ طبع مصری، تلہیر الجنان ص ۶ طبع مصری، البدایہ والنہایہ
ص ۲۳ طبع بیروت، تاریخ الخلفاء ص ۱۴۵ طبع دہلی، اسعاف الراغبین بر حاشیہ نوال الاحصاء

۱۴ طبع مصری اور ثابت من السنہ ۳۴ وغیرہ پر مذکور ہے (احادیث مبارکہ کے باب میں حدیث دا کے تحت یہ معنوں مختصر طور پر بیان کیا جا چکا ہے) حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ لا یزال امر امتی قائماً بالقسط حتی یکون اول من یشلمہ رجل من بنی امیہ یقال له یزید۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔ اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیہ یقال له یزید۔ یعنی میری امت کا معاملہ حق و انصاف پر قائم رہے گا حتیٰ کہ سب سے پہلے اس میں رخنہ اندازی اور میری سنت میں تبدیلی بنو امیہ کا ایک شخص کرے گا جس کا نام یزید ہوگا۔ شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ ان "مغفور لہم" کے الفاظ پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ قلت لا یلزم من دخوله فی ذلک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ لا یختلف اهل العلم ان قوله مغفور لہم مشروط بان یکونوا من اهل المغفرة حتی لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلک لم یدخل فی ذلک العموم۔

(عمدة القاری شرح بخاری ۱۴ طبع بیروت) انہی الفاظ پر شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تبصرہ فرماتے ہیں۔ انہ لا یلزم من دخوله فی ذلک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ لا یختلف اهل العلم ان قوله صلى الله عليه وسلم مغفور لہم مشروط بان یکونوا من اهل المغفرة حتی لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلک لم یدخل فی ذلک العموم اتفاقاً قدل ان المراد مغفور لمن وحید شرط المغفرة فیه متہم۔

(فتح الباری شرح بخاری ۱۴ طبع بیروت) ان ہی الفاظ پر شارح بخاری علامہ قسطلانی حاشیہ آرائی فرماتے ہیں۔ ولا یلزم

من دخوله فی ذلک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ لا یختلف اهل العلم ان قوله عليه الصلوة والسلام مغفور لہم مشروط بكونه من اهل المغفرة حتی لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذلک لم یدخل فی ذلک العموم اتفاقاً۔

(اتنے بیان پر تو تقریباً تمام شارحین یک زبان ہیں لیکن علامہ قسطلانی آگے مزید اضافہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں) فیما نقله المولى سعد الدين للعن على یزید لما انه کفر بقتل الحسين و اتفقوا على جواز اللعن على من قتله او امریه او احبازه و رضی به و الحق ان رضا بقتل الحسين و استبشاره بذلک و اهاتة اهل بيته صلى الله عليه وسلم مما تواتر معناه و ان كان تقاصيله احاداً فنحن لا نتوقف فی شأنه بل فی ایمانه لعنة الله عليه وعلى اعوانه و انصاره۔

(ارشاد الساری شرح بخاری ۱۴ طبع مصری)۔ یعنی

اس بشارت میں کسی کے عمومی طور پر (اجتماعی طور پر) داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی خاص دلیل سے اس بشارت سے خارج نہیں ہو سکتا کیونکہ اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ حضور کا فرمان "مغفور لہم" مشروط ہے صرف اس شخص کے لیے جو مغفرت کا مستحق بھی ہو۔ یعنی اگر کوئی آدمی بالفرض اس بشارت والے غزوے میں شامل ہونے کے بعد (معاذ اللہ) مرتد ہو جائے تو بالاتفاق وہ اس شکر میں شامل ہونے کے باوجود بھی بخشش کا مستحق نہیں ہوگا (آگے علامہ قسطلانی کی زائد عبارت کا ترجمہ ہے) اس مسئلہ میں علامہ سعد الدین قسطلانی رحمہ اللہ وضاحت فرماتے ہیں۔ بے شک یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے کفر کیا ہے اور اس بات پر اتفاق کیا گیا ہے کہ وہ شخص ضرور ملعون ہے جس نے آپ کو قتل کیا یا

آپ کے قتل کا حکم دیا یا آپ کے قتل کی اجازت دی اور جو آپ کے قتل پر راضی ہوا اور سچی بات یہ ہے کہ بے شک یزید امام عالی مقام کے قتل پر راضی ہوا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا (اس بات کی تفصیل اگلے باب میں انشاء اللہ مفصل و مدلل آئے گی) اور اہل بیت اطہار کی توہین کی۔ اور یہ بات معنوی لحاظ سے تو اتر کو پہنچ چکی ہے اگرچہ اس کی تفصیل احاد ہیں پس ہم صرف اس کی شان میں توقف نہیں کرتے بلکہ ہم تو اس کے ایمان میں توقف کرتے ہیں۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر اور اس کے تمام مددگاروں پر اور اس کے تمام ساتھیوں پر۔“

غیر مقلد حضرات کے مایہ ناز محدث علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں۔ ”اس حدیث سے بعض نے نکالا کہ یزید کی خلافت صحیح ہے اور وہ جنتی ہے میں کہتا ہوں اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب اس نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا تو امیر معاویہ زندہ تھے ان کی خلافت تھی اور ان کی خلافت بالاتفاق صحیح ہے کیونکہ امام برحق امام حسن رضی اللہ عنہ نے انکو خلافت تفویض کی تھی۔ اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس لشکر کا ہر ہر فرد بخشا جائے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑ رہا تھا لیکن آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے۔ (بات دراصل یہ ہے کہ بہشتی یا دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ یزید نے پہلے تو اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر غلیفہ ہونے کے بعد اس نے وہ گن پید سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین کو قتل کرایا اہل بیت کی اہانت کی، جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا کہ میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی، حرم محترم میں گھوڑے باندھے، مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی۔ ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور کہہ سکتا ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا ہے کہ یزید امام حسین کے

قتل پر خوش ہوا اور اہانت اہل بیت پر خوشی کا اظہار کیا اور یہ امر متواتر ہے اسلئے ہم اس کے بارے میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں بھی ہمیں کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے تمام مددگاروں پر (تیسرا الباری شرح بخاری ج ۱ ص ۹۶)

کاروان دیوبند کے سرخیل بابی مدرسہ دیوبند مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولانا حسین احمد صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔ چنانچہ بر تاریخ واناں و حدیث خواناں پوشیدہ نیست غایت مافی الباب خراہیہائے پہنائی کہ داشت انھوں منافقاں کہ در بیعت رضوان شریک بودند بوجہ نفاق رضوان اللہ تعالیٰ عنہما نشد یزید ہم از فضائل اس بشارت محروم ماند (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۵۳) ترجمہ: چنانچہ تاریخ جانتے والے اور حدیث پڑھنے والے حضرات اس بات سے ابھی طرح واقف ہیں کہ جس طرح اپنے دل میں خرابی رکھنے والے بیعت رضوان میں شریک منافقوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی تھی اسی طرح یزید بھی (اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے) اس بشارت کی فضیلت سے محروم ہے۔ حالانکہ فرمان خداوندی ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَبَايَعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ لَعَلَّ اسْتَفْجِ الْبَيْتِ تَحْقِيقَ رَاضِي هُوَ كَاللَّهِ تَعَالَى ان مومنوں سے جنہوں نے بیعت کی آپ کے ہاتھ پر درخت کے نیچے۔“ اسی وجہ سے اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ جن لوگوں کی بیعت کو خدا تعالیٰ اپنی بیعت قرار دے رہے ہیں اور جن بیعت کرنے والوں کے لیے رضائے خداوندی کا قرآن کریم میں بیان ہو رہا ہے اگر ان میں سے کسی کے دل میں کوئی خرابی ہو تو وہ منافق ان آیات مقدسہ کی موجودگی اور صحت کے باوجود بھی رضائے الہی سے محروم رہے تو ایک شرابی، زانی، قاتل اور ظالم و موہن شخص اگر در دوستی کسی جنگ میں دھکیل بھی دیا جائے تو تمام لشکر اسلام کے

کفارات ذنوب ہو جانے کے باوجود بھی وہ بد بخت ویسے کا ویسا ہی رہ جائے گا اُسے اس کی بد بختی کی وجہ سے ثواب، رضا یا مغفرت کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔ علامہ سبط ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، فان قيل فقد قال النبي صلى الله عليه وسلم اول جيش من امتي مغفور له ويزيد اول غزاهما قلنا فقد قال النبي صلى الله عليه وسلم لعن الله من اخاف اهل المدينة - ان يزيد اخاف اهل المدينة وسبى اهلها نهى بها و ابا حرها وتسمى وقعة الحرة بعد ما قتل الحسين والآخر ينسخ الاول -

(تذکرہ خواص الامہ ص ۲۸۸) ترجمہ :- اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو پہلا لشکر میری امت میں سے جنگ کرے گا وہ بخشا جائے گا تو چونکہ یزید نے اول غزوہ کیا ہے تو ہم کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تو فرمایا تھا کہ اللہ کی لعنت ہو اس شخص پر جو اہل مدینہ کو ڈرائے، بے شک یزید بے دید نے اہل مدینہ کو ڈرایا اور وہاں کے باشندوں کو قیدی بنایا، مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کیا۔ حرم محترم میں ہر ناجائز کام کی اجازت دی، اس وقوم شنیعہ کا نام واقعہ رکھا گیا ہے۔ اور یہ واقعہ شہادت امام عالی مقام کے بعد پیش آیا۔ اور یہ ایک مسلم اصول ہے کہ بعد والا حکم پہلے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے، لہذا مغفرت والا حکم منسوخ ہے اور لعنت جاری و ساری ہے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو پھرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

چوتھا باب

اکابرین اسلام کے نظریات کے بیان میں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جب ایمان والوں کو صراطِ مستقیم کا سوال کرنا طریقہ ارشاد فرمایا تو ساتھ ہی یہ وضاحت بھی فرمادی کہ صراطِ الذین انعمت علیہم یعنی جب مجھ سے صراطِ مستقیم کا سوال کرو تو ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دیا کرو اسے اللہ میں تجھ سے اسی راستے اور طریقے پر چلنے کی توفیق کا سوال کرتا ہوں جو تیرے انعام یافتہ بندوں والا راستہ ہے۔ دوسرے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے فہداهم اقتداً ^۹ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی ان ہدایت یافتہ گروہ (انبیاء سابقین) کی اتباع کریں۔ سورہ لقمان میں ارشاد خداوندی ہے واتبع سبیل من اناب الیٰ پل لقمان ^{۱۵} اور اتباع کر اس کے راستہ کی جس نے میری طرف رجوع کیا "سورہ عنکبوت ^۹ میں ارشاد خداوندی ہے والذین امنوا وعملوا الصالحات لندخلنہم فی الصالحین ^{۱۳} یعنی اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے اور اعمالِ صالحہ کرنے والوں کو بطور انعام نیک لوگوں کی سنگت عنایت فرمانے کا اعلان کیا ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا الذین آمنوا واتبعتہم ذریتہم یا ایمان الحقنا بہم ذریتہم ^{۱۱} جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم نے انکی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیا "بلکہ سورہ توبہ میں تو اللہ تعالیٰ نے سابقین الاولون

کی اتباع پر صاف صاف اپنی رضا اور خوشنودی کا اعلان عام فرما دیا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے والذین اتبعوه هم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنه پل توہد اور ان نفوس قدسیہ کی سنگت اور اتباع پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت کی بشارت بھی دی گئی ہے چنانچہ فرمان خداوندی ہے واعد لهم جنات تجری تحتها الانهار خالدين فیہا ابدا پل کویت نہ اور سورہ فجر میں ارشاد ہوتا ہے کہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی پل فجر ۲۹ تیر ذلک الفوز العظیم پل توہد فرما کر یہ بھی واضح فرما دیا کہ ان نفوس قدسیہ کی اتباع بہت بڑی کامیابی ہے۔ مضمینک یہ تمام مذکورہ بالا آیات اور دوسری سینکڑوں آیات (جو بغرض اختصار ذکر نہیں کی گئیں) اس بات پر بین دلیل ہیں کہ منشاء خداوندی یہی ہے کہ بعد میں آنے والا ہر مسلمان اپنے سے پہلے گزرے ہوئے نیک لوگوں کے طریقہ پر عمل پیرا ہو اس پر اس متبع کو رضائے الہی بھی نصیب ہوگی اور وہ کامیاب و کامران ہو کہ مستحق جنت بھی قرار پائے گا۔ نیز جہاں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر سلف صالحین کی اقتدا و تعلیم کا حکم فرمایا ہے وہاں ان کی مخالفت پر وعید بھی بیان فرمائی ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبیین له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی وفضلہ جہنم و ساءت مصیدا پل نسا ۱۱۵ ترجمہ اور جو خلاف کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے بعد کہ اس پر حق واضح ہو چکا ہو اور وہ اختیار کرے مومنوں کے راستہ سے جدا راستہ ہم اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور بالآخر اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

یعنی جو شخص اجماع امت مسلمہ کے خلاف طریقہ یا عقیدہ رکھے وہ حکم خداوندی دوزخی قرار پاتا ہے۔ نیز متعدد احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ سے بھی اس بات کا

ثبوت ملتا ہے مثلاً حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے قرآن کریم اور سنت مصطفوی کے بعد تیسرے درجہ کی مشعلی راہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ینظر فیہ العابدون من المؤمنین (دارمی شریف ص ۲۸) کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مسئلہ میں صاحب ایمان حضرات میں سے نیک لوگوں کا طریقہ دیکھو۔ نیز آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجے وقت ارشاد فرمایا تھا کہ کوئی بھی فیصلہ کرتے وقت پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرنا پھر میری سنت کو نمونہ سمجھنا اور اس کے بعد فانظر ما اجتمع علیہ الناس فخذ بہ (دارمی شریف ص ۳۵) اجماع امت مسلمہ پر عمل کرنا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں قاضی شریح کو لکھ کر بھیجا کہ جب تمہارے پاس کوئی فیصلہ آئے تو سب سے پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کرنا پھر سنت مصطفوی کو مشعل ہدایت تصور کرنا اور اس کے بعد فانقض بما قضی بہ الصالحون (نسائی شریف ص ۳۰ دارمی شریف ص ۳۳) نیک لوگوں کے لئے ہوئے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرنا۔

اسی طرح مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اے لوگو اگر تمہارے سامنے کوئی مسئلہ پیش کیا جائے تو اولاً کتاب اللہ کے مطابق ثانیاً سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اور ثالثاً فلیقض بما قضی بہ الصالحون (نسائی شریف ص ۳۰ دارمی شریف ص ۳۳) نیک لوگوں کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرنا۔

اسی طرح مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ اے لوگو اگر تمہارے سامنے کوئی مسئلہ پیش کیا جائے تو اولاً کتاب اللہ کے

مطابق ثانیاً سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اور ثبات
 فلیقض بما فقیہ بہ الصالحون (نسائی شریف ۲۳۳۳، دارمی شریف ص ۳۳)
 نیک لوگوں کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرنا۔ ایک اور روایت کے الفاظ ہیں
 فما اجمع علیہ المسلمون (دارمی شریف ص ۳۳) یعنی اجماع امت مسلمہ کے
 مطابق فیصلہ کرو۔

قارئین کرام! ان آیات مقدسہ اور احادیث مبارکہ سے یہ بات روز روشن
 کی طرح واضح ہو گئی کہ مراطِ مستقیم، یعنی سیدھا راستہ اور صحیح عقیدہ صرف اور صرف
 وہی ہے جو سلف صالحین اور اجماع امت مسلمہ کے عقیدہ و نظریہ کے مطابق
 ہو۔ نیز ہدایت یافتہ اور ناجی گروہ صرف اور صرف وہی ہے جو سلف صالحین کا
 صحیح متبع ہے۔ لہذا اب ہم اپنے موقف کی مزید وضاحت کے طور پر مسئلہ ہذا
 کے متعلق چند مشہور و معروف اکابرین اسلام کے فرامین نقل کرتے ہیں تاکہ آپ
 بھی ان اسلاف جیسا عقیدہ قائم کر کے رضائے الہی حاصل کر سکیں اور دیتیم
 غیر سبیل المؤمنین کے تحت غضب الہی اور وعید عذاب کے مستحق قرار نہ پائیں

یزید کے متعلق اسلاف کا عقیدہ

لاؤ تو حکم نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں
 کس کس کی مہر ہے سر مخفر لگی ہوئی

ویسے تو اپنے مقام پر مسئلہ ہذا کے متعلق متعدد آیات مبارکہ اور
 احادیث مقدسہ پیش کی جا چکی ہیں لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس باب کو
 شروع کرنے سے پہلے بھی بطور تبرک ایک آیت مبارکہ اور ایک حدیث شریف
 نقل کر دی جائے۔ اس کے بعد اکابرین اسلام کے وہ فرمودات پیش کئے جائیں گے
 جن سے ان پیشوایان اسلام کا یزید کے متعلق عقیدہ اور نظریہ بالکل واضح ہو
 جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حق بات ماننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق
 عطا فرمائے۔ آمین اللہم یا ربنا۔ بجاء سید المرسلین

فرمان خداوندی | امن کان مومن اکمن کان فاسق لا یستون

اما الذین امنوا و عملوا الصالحات فلهم جنات المأویٰ تدرأون فیہا کما کفوا بعبادتی
 واما الذین فسقوا فمأواؤہم النار الٰہم النار ۱۸-۱۹-۲۰ سجدہ

ترجمہ :- تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو فاسق ہے۔ یہ
 برابر نہیں ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل کئے اچھے، پس واسطے ان کے
 ٹھکانے کے جنتیں ہیں اور ان کے اعمال کی وجہ سے وہاں ان کی جہان نوازی
 ہوگی اور جو فاسق ہیں پس ان کا ٹھکانہ آگ ہے۔

فرمان مصطفوی | عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان شر الناس عند اللہ وفی

روایۃ ابو سعید ان ابغض الناس منزلة يوم القيامة روى
روایۃ ابو سعید - وشدهم عذابا و بعد هم منه مجلسا امام جابر
خرق - مشکوٰۃ شریف ص ۳۱۵، ترمذی شریف ص ۲۷۳ ترجمہ :- حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا ظالم حاکم ہے اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ
کی روایت میں یہ الفاظ ہیں "تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا غضب اور سب
سے زیادہ سخت عذاب اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے دوری ظالم حاکم کے لیے ہے۔"
فرمان ام المؤمنین | حبیبۃ الرسول فقیہہ امت ام المؤمنین حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ لا یرک اللہ فی یزید الطعان اللعان
(ما ثبت من الستہ ص ۳۱) اللہ تعالیٰ یزید طعان و لعان کی عمر خراب میں برکت نہ
دے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
واقعہ کربلا سے پہلے وصال فرما چکی تھیں لہذا آپ کا وقوعہ کربلا کے بیان کرتے
ہوئے یزید کے لیے بد دعا کرنا اس بات کا یقینی ثبوت پیش کرتا ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ کربلا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس واقعہ کا ذمہ دار
نام لے کر یزید بے وید کو بٹھرایا تھا۔ تبھی تو ام المؤمنین یزید پر ناراضگی کا اظہار
فرما رہی ہیں۔ اگر حضور یزید کا نام نہ لیتے تو ام المؤمنین یزید کا نام کیوں لیتیں
جیسا کہ احادیث مبارکہ کے باب میں حدیث ۱۷ کے تحت مسند فردوس کی حدیث
اور دیگر حوالہ جات نقل کئے جا چکے ہیں) نیز جنابہ صدیقہ کی یزید کے حق میں
بد دعا کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ام المؤمنین کو جناب امام عالی مقام
رضی اللہ عنہ سے حد درجہ محبت تھی۔

جناب حیدر کرار کا نظریہ | علامہ سبط ابن جوزی رحمہ اللہ اور مؤرخ

ان اثیر نے جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت نقل کی ہے لکھتے ہیں۔
وقد ظهرت کرامات علی ابن ابی طالب فی ہذا افانہ لقی عمر
بن سعد یوما و هو شاب فقال ویسک یا ابن سعد کیف بک اذا
تمت یوما مقاما تخیر فیہ بین الجنة والنار ففتختار
الناس - (تذکرہ خواص الامہ ص ۲۳۰، تاریخ ابن اثیر ص ۱۸۱ -
یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کرامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ایک
دن عمر بن سعد (ابن سعد - یزیدی فوج کا کربلا میں سپہ سالار) سے ملے جبکہ وہ
ابھی نوجوان تھا تو آپ نے فرمایا تجھ پر امنوس ہے اے ابن سعد (یا تیری
بربادی ہو) اُس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تجھے جنت (معبیت امام) اور
دوزخ (معبیت یزید) میں اختیار دیا جائے گا اور تو دوزخ کو اختیار کریگا۔

تم نے اجاڑا حضرت زہرا کا بوستان
تم خود اُجڑ گئے تمہیں یہ بد دعا ملی

امام حسین کا نظریہ | سید الشہداء امام کرب و بلا جناب امام حسین رضی اللہ
عنہ کے سامنے جب یزید کی بیعت پیش کی گئی تو آپ نے یہ کہہ کر بیعت یزید
سے انکار فرمادیا۔ لانه کان فاسقا مد من الخمر ظالمنا (سراشہا دین
ص ۳۳۰ سوانح کربلا ص ۲۹۰، انوار المحمود شرح البوداؤد از مولوی محمد صدیق صاحب دیوبندی
ص ۲۹۰) یعنی یزید فاسق و فاجر اور ہمیشہ کا شرابی اور ظالم ہے (لہذا میں اس کی
بیعت کیسے کر سکتا ہوں) نیز مولوی عبدالرب صاحب دیوبندی، یزید کی بیعت
کے متعلق جناب امام عالی مقام اور جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک
مختصر مکالمہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں "حضرت امام حسین نے مسجد نبوی میں حضرت
عبداللہ بن عباس کو کہا کہ مجھے ولید (یزید کی طرف سے گورنر مدینہ) نے بلایا ہے

وہ مجھ سے یزید کی بیعت طلب کرے گا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا پھر آپ کا کیا ارادہ ہے۔ حضرت امام حسین نے فرمایا وہ شراب پیتا ہے، زنا کرتا ہے، ایسے کو امام بنانا کب جائز ہے (مرج البحرین ص ۲۸۳)

علامہ ابن خلدون (یزید دوست حضرت کا معتمد مؤرخ) علامہ ابن جریر، مؤرخ ابن اثیر اور مولوی محمد یوسف صاحب کاندھلوی دیوبندی، حضرت امام عالی مقام کا ایک خطبہ نقل کرتے ہیں جو آپ نے اپنے بھائی، بچوں اور عزیزوں کی لاشوں کے درمیان کھڑے ہو کر خود لڑائی شروع فرمانے سے پہلے بطور اظہار حق اور یزید کی بیعت نہ کرنے کا سبب بیان فرماتے ہوئے بیان فرمایا تھا۔ الا ان هؤلاء قد لزموا طاعة الشيطان وتركوا طاعة الرحمن واظهروا الفساد وعطلوا الحدود وسننوا ايا نفی واحلوا حرام الله وحرموا حلاله وانا اخي من تاريخ ابن خلدون اردو ص ۲۹، تاریخ طبری ص ۳۹، تاریخ کامل ص ۲۸، حیات الصحابہ ص ۵۴۹ ترجمہ: اسے لوگوں کاں کھول کر سن لو۔ انہوں (یزیدیوں) نے شیطان کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور رحمن کی اطاعت کو چھوڑ دیا ہے، فساد برپا کر دیا ہے، حدود اسلام کو معطل کر دیا ہے، فی کا مال کھا جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حلال کو حرام اور اس کے حرام کو حلال کر رکھا ہے لہذا مجھ پر لازم ہے کہ میں ایسے ظالم و جابر حاکم کے خلاف علم بغاوت بلند کروں۔

علامہ مومن شبلی صری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جب امام عالی مقام تمام اقرباء و خدام کی شہادت کے بعد خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو بعض عاقبت نا اندیش گستاخی کے ارادے سے عذرات کے خمیوں کی طرف بڑھے تو آپ نے یزیدیوں کو لٹکار کر فرمایا و یحکم یا شیعۃ الشیطان کفوا سفہکم عن الحریح۔ (نور البصار طبع مصری ص ۱۴۴، تنویر الازہار ص ۲۳۱) ترجمہ: اے شیطان کے لشکر۔

ان اپنے بے حیاءوں کو عذرات عصمت کی طرف جانے سے تو روکے رکھو۔

میں شیر ہوں جو گرج رہا ہوں کچھار میں
بلی نہیں کہ گھر میں کروں میاؤں میاؤں

سیدہ زینب کا نظریہ | محنت جگر سیدۃ النساء نور چشم شیر خدا، ہمیشہ

جناب سید الشہداء و حسن محبتی، پروردہ آغوش سیادت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یزید کے سامنے یہ الفاظ بیان فرمائے: "اے یزید ہم غقریب اپنے نانا جان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ان مصائب کو بیان کریں گے جو تیرے بے درد ہاتھوں سے ہمیں پہنچے ہیں" (صحابیت و عارفات ص ۴۳)

امام زین العابدین کا نظریہ | حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جب

بح اسیر ابن خاندان اہل بیت، دربار یزید میں پہنچے تو ایک درباری نے کہا کیفیت اصبحتہ یا علی بن حسین فقال اصبحتنا فی قومنا بمنزلۃ یسعی اسرائیل فی آل فرعون ین یحون ایناءنا ویستحیون نساءنا ویلعنون

سیدنا و شیخنا علی المتاب و یمینونا حقنا (تذکرۃ الخواص ص ۲۲۸) کشف المحجوب فارسی طبع ایران ص ۶۴) اے زین العابدین تمہارا کیا حال ہے، آپ نے فرمایا ہمارا حال اس قوم میں ایسا ہی ہے جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا فرعونوں میں تھا۔ انہوں (یزیدیوں) نے (فرعونوں کی طرح) ہمارے مردوں کو شہید کر دیا ہے اور ہماری گورتوں کو زندہ رکھتے ہیں (قیدی بنا کر) اور ہمارے بزرگوں پر منبروں پر لعنت کی جاتی ہے اور ہمارا حق روکا گیا ہے۔ تمام تواریخ میں یہ بات موجود ہے کہ اموی دور حکومت میں جمعہ کے خطبوں میں علی الاعلان حضرت علی پر سب و شتم کیا جاتا تھا، بلکہ اموی بادشاہوں کے دربار میں کسی کو حضرت علی کا نام تک لینے کی اجازت نہیں تھی۔

قارئین کرام! امام عابد کا یہ چھوٹا سا مگر جامع فقرہ بار بار پڑھیں آپ کی اس

تشبیہ پر غور فرمائیں اور آپ کا نظریہ یزید اور یزیدوں کے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نے خاندانِ نبوت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خاندان سے اور یزید اور یزیدوں کو فرعون اور فرعونوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق

یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

سیدہ سکینہ کا نظریہ | حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا کا ایک فرمانِ علامہ ابن جریر موزع ابن اثیر اور علامہ شیعنی مصری رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ ”سانحہ کربلا کے بعد جب لوگ یزید کے خلاف ہو گئے تو یزید کو اپنی حکومت خطرے میں نظر آنے لگی لہذا اُس نے پھر خدمتِ اہل بیت کا ڈرامہ شروع کیا تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ تو بہت بُرا محبِ اہل بیت ہے اور حادثہ کربلا کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، چنانچہ مخدراتِ صمت کو اپنے محل میں ٹھہرایا اور لگا ہر طرح خدمت کرنے۔ چنانچہ سیدہ سکینہ اس کے اس حال کا ذکر فرماتی ہیں کانت سکینۃ یقول ما رأیت رجلا کافرا باللہ خیر من یزید“ (تاریخ طبری ۵ ص ۳۶، تاریخ کامل ۵ ص ۱۵۷، نور البصار ۵ ص ۱۴، تنویر الازہار ص ۳۷) ”سیدہ سکینہ فرمایا کرتی تھیں میں نے یزید سے اچھا کوئی خدا کا منکر نہیں دیکھا شائد کوئی کور بن شخص ”خیر“ کے لفظ پر بغیس بجانے کا ارادہ کرے لیکن ذرا غور سے اس سے ماقبل کے الفاظ بھی زیرِ نظر رہنا چاہیے تاکہ کسی قسم کا کوئی شبہ نہ آنے پائے۔

ذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی

سلام! اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

عمراد مصطفیٰ کا نظریہ | حیرالامت مفسرِ قرآن حضرت عبد اللہ بن عباس

رضی اللہ عنہا نے حادثہ کربلا کے بعد واقعہ حرہ سے قبل یزید کو اس وقت ایک خط لکھا تھا جب اہل مدینہ نے یزید کے خلاف اس کے منق و منجور کی وجہ سے بغاوت کر دی تھی تو یزید نے جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حمایت حاصل کرنی چاہی اور آپ کو ایک خوشامدی خط لکھا۔ آپ نے اس کے جواب میں ایک طویل خط لکھا۔ اس میں سے چند اقتباسات مطالعہ فرمائیں اور یزید کے متعلق آپ کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں۔ ما اردت حمدک ولا ودک تدانی کنت ناسیا قتلک حسینا..... وکتابک الی ابن مرجانہ تأمرک بقتلہ وانی لا رجو من اللہ ان یاخذک عاجلا حیث قتلت عترۃ نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ورضیت بید الذک..... وانی علی یقین من اللہ ان یعدنکم کما عد ب قوم عاد و ثمود و قوم لوط و اصحاب مدین..... فالویل لک من دیاک یوم الدین..... قواللہ لنظفرن غدا بین ید یدی الحاکم العدل الذی لا یجور فی حکمہ و سوف یاخذک سریعا الینا و یخرجک من الدنیا من موصامد حورا اثیما۔

(تذکرہ خواص الامم ص ۲۷، تاریخ کامل ۵ ص ۱۵۷) ترجمہ: ہر اسے یزید نہ تو مجھے تجھ سے محبت ہے اور نہ ہی میں تیری تعریف کرتا ہوں کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تیرا حسین کو قتل کرنا بھول گیا ہوں..... اور تو نے ابنِ مرجانہ کی طرف حسین کو قتل کرنے کا حکم نامہ لکھ کر بھیجا تھا اور میں بارگاہِ خداوندی سے اس بات کی امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ضرور تجھے جلدی پکڑے گا۔ کیونکہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمرت کو شہید کیا ہے اور تو ان کی شہادت پر راضی تھا، اور مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور تم سب کو قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور اصحابِ مدین کی طرح عذاب کرے گا..... پس اسے یزید قیامت کے دن کا بدلہ تیرے لئے

بربادی اور تباہی ہے..... پس خدا کی قسم ہم کل قیامت کو اس حاکم عادل کے سامنے جس نے کبھی ظلم کا حکم نہیں دیا۔ ضرور غلبہ حاصل کریں گے اور اللہ تعالیٰ تجھ پر عذاب ہی المناک گرفت فرمائے گا اور تو اسی طرح گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تجھے دنیا سے ذلیل و خوار اور راندہ بارگاہ کر کے نکالے گا۔ آپ کا یہ مکتوب گرامی کئی ایک مسائل کو واضح کر رہا ہے مثلاً یہ کہ راجب ابن عباس یزید سے حدود متفرقت تھے مگر آپ قتلِ امام کا ذمہ دار یزید کو قرار دیتے ہیں مگر یزید نے قتلِ حسین کا حکم دیا تھا اس دنیا میں آپ یزید سے اس کے مظالم کا حساب نہیں لے سکتے اور خدا کی بارگاہ سے اس کے مظالم کا حساب نہیں لے سکتے اور خدا کی بارگاہ سے اس کے مظالم کا پورا پورا بدلہ ملنے کے امیدوار ہیں مگر یزید کے ان مظالم کے سبب اس کی طرف سے توبہ کے متعلق بھی ممکن طور پر آپ ناامید ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ بطور عذاب ظاہری یزید کے لیے دنیا کی ذلت اور رسوائی کے خواہاں اور امیدوار ہیں مگر آخرت میں آپ یزید کے مظالم کی بنیاد پر اسے بارگاہِ خداوندی سے قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور اصحابِ مدین کی طرح ذلت ناک اور سخت ترین عذاب کا مستحق سمجھتے ہیں۔

حضرت ابن عمر کا نظریہ | حضرت عمر فاروق کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یزید کی بیعت نہ کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہیں۔ نبایع من یلعب بالقرود والکلاب ویشرب الخمر ویظہر الفسوق ما یجتنا عند اللہ (تاریخ یعقوبی ۲ ص ۲۲۷ طبع بیروت) یعنی آپ نے فرمایا کہ اگر ہم ایک ایسے شخص کی بیعت کر لیں جو بندروں اور کتوں سے کھیلتا ہے اور شراب پیتا ہے اور علی الاعلان برائیاں کرتا ہے تو ہم اللہ تعالیٰ کو کی جواب دیں گے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر کا نظریہ | مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی دیوبندی

لے لیا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی ایک روایت جسے ابو نعیم نے حلیہ میں بیان کیا ہے، میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بہت زیادہ عبادت گزار تھے، اکثر روزہ رکھتے (صائم الدھر) اور تقریباً ساری ساری رات مصلے اور گزار دیتے (قائم اللیل) تھے۔ اور آپ کے اتنا زیادہ مسجد میں رہنے کی وجہ سے آپ کو لوگ مسجد کا کبوتر کہتے تھے۔ (حیۃ الصحابہ ص ۲۵۵)

حضرت سیدنا صدیق اکبر کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جب حضرت امام حسین کی شہادت کی خبر سنی تو آپ نے مختصر خطبہ دیا۔ اسکا ایک فقرہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں، پڑھیں اور یزید کے متعلق آپ کے خیالات کا اندازہ فرمائیں آپ نے فرمایا فرحم اللہ حسینا واخزی قاتلہ ولعن من امر بذا الذکر ورضی بہ (تذکرہ خواص الامم ص ۲۷) ترجمہ یہ۔ پس اللہ تعالیٰ جناب امام حسین پر رحم فرمائیں اور آپ کے قاتل کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے اور جس (یزید) نے آپ کے قتل کا حکم دیا اور آپ کے قتل پر راضی ہوا اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس میں من امر سے مراد یزید ہے جیسے کہ خطبہ کے لگے فقرات سے ظاہر ہے نیز آپ نے فرمایا اما واللہ ما کان یبدل بالقرآن غیا ولا بالیکام من خشیۃ اللہ حدا ولا یاب الصیام شرب الخمر ولا بالمحبالمس فی حق الذکر بکلاب الصید یعرض بیزید فسوف یلقون غیا۔

(تاریخ کامل ص ۲۷) ترجمہ یہ۔ خدا کی قسم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ قرآن کریم کے بجائے گراہی کی طرف بلانے والے نہ تھے اور آپ اللہ تعالیٰ کے خوف سے بے حد گریہ زاری کرنے والے تھے اور آپ روزہ رکھنے کے بجائے شراب نوشی نہیں کیا کرتے تھے اور وہ اپنی مصلحتوں کو اللہ کے ذکر کے بجائے فساد کی کنوٹ کے ذکر سے آلودہ نہیں کیا کرتے تھے اور آپ نے یہ تمام باتیں یزید کے متعلق کہی تھیں۔

نیز آپ نے فرمایا، پس جلد ہی ایسے لوگ (یزید جیسے) جہنم میں ڈالے جائیں گے۔
نیز علامہ محمد بن موسیٰ دیمیری رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔ وعاب یزید
بشرب الخمر واللعب بالکلاب والتهاد بالدين واطهر تلبيح حياة الحيوان (اصلاح)
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی برائیاں بیان کیں۔ آپ نے
فرمایا وہ شراب پیتا ہے اور کنوئں کے ساتھ کھیتا ہے اور دین کی توہین کرتا ہے۔
اسی طرح اس کی اور بھی بہت سی برائیاں بیان کیں۔

واقفہ مرہ سے قبل جب یزید نے اہل مدینہ پر اپنی بیعت پیش کی تو حضرت
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا۔ لاطاعة لمخلوق في معصية
الخالق وقد فسد علينا ديننا (تاریخ یعقوبی ۲ ص ۲۲۸ طبع بیروت) اللہ تعالیٰ
کی نافرمانی کے کام میں کسی آدمی کی اطاعت نہیں ہو سکتی اور (میں یزید کی بیعت
کس طرح کروں حالانکہ) اس نے ہم پر ہمارے دین کو خراب کر دیا ہے۔“ نیز
بسط ابن الزبیر لسانہ فی یزید بن معاویۃ و تنقصہ وقال بلغنی انہ
یصبغ السكران ویسی کد اللک۔ (الاسباب الاثریۃ بلاذری ۲ ص ۲۱۰)
حیاء الحيوان (اصلاح) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی برائیاں بیان کرنا
شروع کیں نیز فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ یزید شام کو سوتا بھی شراب کے نشہ
میں ہے اور صبح کو جاگتے بھی شراب کے نشہ میں ہے۔“

جب شامیوں نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو اچانک یزید کی موت کی خبر
پہنچی تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے پکار کر کہا یا اهل الشام قد اهلك
طا غتیبکم۔ (البدایہ والنہایہ ۲ ص ۲۲۸) اے شامیوں تمہارا گمراہ گروا لایہم کیا ہے۔

آئین جواں مردان حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رو باہی

حضرت ابوہریرہ کا نظریہ | مفسر قرآن علامہ آلوسی، مفسر قرآن علامہ قاضی شاد اللہ
پانی پتی، شارح بخاری علامہ عسقلانی، شارح بخاری علامہ قسطلانی، محدث ابن ابی شیبہ
مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ ابن کثیر۔ شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شارح
مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب، علامہ ابن حجر مکی، مولانا شبلی نعمانی، سید سلیمان
ندوی اور مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہم اللہ علیہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
کی ایک دعا نقل کی ہے ان ایاہدیرۃ یقول اعوذ باللہ سبحانہ من
رأس السیتین وامارۃ الصبیان یشد الی خلافة یزید الطرید لعنہ اللہ
تعالیٰ علی رعدہ انف۔

(تفسیر روح المعانی ۱۲ ص ۱۲۲ طبع بیروت)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے
تھے۔ ”میں ستہ کے اخیر اور رکوں کی حکومت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا
ہوں۔ اور آپ کا اشارہ یزید مردود کی حکومت کی طرف تھا۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت
ہو اس ذلیل پر۔ کیونکہ یزید ستہ میں حکمران بنا تھا۔“ نیز فتح الباری شرح بخاری
۱۲ ص ۱۲۸، تفسیر مظہری ۱۲ ص ۱۲۹، ارشاد الساری شرح بخاری ۱۲ ص ۱۲۸، الاصابہ فی تمیز الصحابہ
۱۲ ص ۲۲۱، مظاہر حق ۱۲ ص ۲۲۲، البدایہ والنہایہ ۲ ص ۲۲۳، جذب القلوب الی دیار
المحبوب فارسی ۱۲ ص ۲۲۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۲ ص ۲۲۵، سیرۃ النبی شبلی نعمانی ۱۲ ص ۲۲۵
سوانح کربلا ۱۲ ص ۲۲۵ وغیرہم پر بھی حضرت ابوہریرہ کی یہ دعا موجود ہے۔

حضرت ابوسعید خدری کا فرمان | عن ایا سعید الخدری۔ یقول
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشد الی خلافة یزید الطرید لعنہ اللہ
سنة اضاعوا الصلوة والتبعوا الشهوات فسوف یلقون غیا۔
البدایہ والنہایہ ۲ ص ۲۲۵، مستدام احمد ۲ ص ۲۲۵، فتح القدیر ۲ ص ۲۲۹، تفسیر ابن
کثیر ۲ ص ۱۲۸، مجمع الزوائد ۲ ص ۲۲۵ وغیرہم) ترجمہ۔ مشہور صحابی رسول حضرت

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ستہ کے بعد ایسے لوگ (حاکم) ہوں گے جو نمازیں متابع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے پس جلد ہی وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ چنانچہ ستہ کے آخر میں یزید حکمران ہوا اور پھر ساٹھ کے بعد اس کے دور حکومت میں ستہ کے ابتدائے میں سانحہ کربلا اور ستہ میں حرہ کا شرمناک واقعہ ہوا۔ اسی واقعہ حرہ میں راوی حدیث ہذا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی یزیدیوں نے بہت توہین کی۔ آپ کا تمام اسباب فائدہ لوٹ لیا اور آپ کی دارِ اُچی مبارک نوچ ڈالی۔ تفصیل کے لیے اخبار الطوال ص ۲۶۹، تلخیص الحقائق ص ۱، جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۱، تاریخ مدینہ ص ۲۴ دیکھیں۔

حضرت معقل بن سنان کا نظریہ | مشہور صحابی رسول حضرت معقل بن سنان

اشجعی رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر معاویہ نے جب زبردستی یزید کی ولیعهدی کی بیعت لینے کے لیے گردنوار کی طرف بھیجا تو وہاں جا کر آپ نے جو بیان دیا آپ بھی پڑھیں ذکر معقل بن یزید بن معاویہ فقال معقل انی خرجت کرھا لبیعة هذا الرجل وقد كان من القدر والقضاء خروجه الى البيه وهو رجل يشرب الخمر ويذني بالحر مثم نال منه وذكر خصالا كانت فيه - (مستدرک ص ۵۲۳، طبقات ابن سعد ص ۲۸۳ طبع بیروت، سوانح کربلا ص ۶۱) ترجمہ: حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس شخص (یزید) کی بیعت لینے کے لیے زبردستی بھیجا گیا ہے اور اس کام کے لیے میرا نکلن میری تقدیر میں لکھا جا چکا ہے (ورنہ میں تو خود بھی یزید کا قائل نہیں ہوں کیونکہ) وہ ایک ایسا آدمی ہے جو شراب پیتا ہے اور محارم (جنکے ساتھ شرعی لحاظ سے نکاح حرام ہے) کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ پھر حضرت معقل نے

اس کی ان دیگر برائیوں کا بھی ذکر کیا جو اس میں تھیں۔

حضرت منذر کا حلفیہ بیان | صحابی رسول حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں انی قد احياني بمائة الف ولا يمنعني ماصنع بي ان اخبركم خبره والله انه يشرب الخمر والله انه يبسك حتى يدع الصلوة - (تفسیر کامل ص ۲۴)

وفاء الوفاء ص ۵۹) ترجمہ: میں مانتا ہوں کہ یزید نے مجھ کو ایک لاکھ درہم دیئے ہیں البتہ اس کا یہ عطیہ مجھے تمہارے سامنے اس کے حالات بیان کرنے سے نہیں روک سکتا۔ خدا کی قسم یزید شراب پیتا ہے اور خدا کی قسم وہ شراب میں اس حد تک مخمور رہتا ہے کہ اسے نماز کا خیال ہی نہیں رہتا۔ نیز انہی حضرت منذر کا مفصل فرمان آیات کے باب میں آیت خدا کے تحت جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۲۹ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے حوالہ سے گزر چکا ہے

ابن عسیل ملائکہ کا حلفیہ بیان | حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما کا

یزید کی بیعت توڑنے کا واقعہ علامہ ابن خلدون اور ابن عساکر شافعی رحمہما اللہ نے اپنی تواریخ میں بیان کیا ہے پڑھیں اور غور فرمائیں۔ عبد اللہ بن حنظلہ - وكان اشياخ من اهل المدينة يتحدثون ان ممن وفد الى يزيد عبد الله بن حنظله ومعه ثمانية بيتين له فاعطاه مائة الف واعطى بنيه كل واحد منهم عشرة آلات سوى كسوتهم وحملاتهم فلما قدم عبد الله المدينة اتاه الناس فقالوا ما وراءك قال اني تتكم من عند رجل والله لو لم اجد الابن هؤلاء لجاهدته بهم قالوا فانه بلغنا انه اكرمك واعطاك قال قد فعل وما قبلت ذالك منه

الا ان اتقوى به عليه وحقق الناس فبايعوه... ان اهل المدينة
لما وثبوا ليالى الحرة فاخرجوا بنى امية عن المدينة واطهر داعية
يزيد بن معاوية دخلا فاجتمعوا على عبد الله بن حنظلة وقال
يا قوم اتقوا الله فوالله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا ان نرى بالحجارة من
السماوات رجلا ينكم الامهات والبنات والاخوات ويشرب الخمر -

تاریخ ابن عساکر ۲ ص ۲۷۰ طبع بیروت، تاریخ ابن خلدون اردو ۲ ص ۱۳۲ نفیس الیڈی
تاریخ کامل ۲ ص ۲۷۰، طبقات ابن سعد ۵ ص ۶۶، تذکرۃ الخواص ۲ ص ۲۷۰، ما ثبت من السنہ
۲ ص ۲۷۰، جذب القلوب الی دیار المحبوب ۲ ص ۲۷۰، سوانح کر بلا ص ۶۶، مستدرک ۲ ص ۲۷۰، مومنا
از خواجہ حسن نظامی ص ۸۶، تاریخ الخلفاء عربی ۱۳ ص ۱۳۲ اردو ص ۲۷۰، انساب الاشراف بلاذری
۲ ص ۲۷۰، حیاة الصحابة ۲ ص ۲۷۰، علامہ ابن حجر عسقلانی نے اتنا زیادہ لکھا ہے۔

ویقتل اولاد آل یاسین ولحم یدارک الله فی عمره - (صواعق غرقہ ص ۳۳)
ترجمہ: حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ کے بزرگوں (سرداروں) میں
سے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپ بھی اس وفد کے ایک رکن تھے جو اہل مدینہ کی
طرف سے (یزید کے حالات معلوم کرنے کے لیے) یزید کے پاس گیا تھا۔ آپ کے
ساتھ آپ کے آٹھ (۸) بیٹے بھی تھے۔ وہاں سے واپسی پر یزید نے آپ کو (بظور
نوشادہ) ایک لاکھ درہم دیئے اور آپ کے بیٹوں میں سے ہر ایک کو دس، دس ہزار
(۱۰۰۰۰) درہم دیئے۔ اس کے علاوہ انہیں سواریاں اور قلعیتیں بھی دیں۔ جب حضرت
عبداللہ مدینہ منورہ پہنچے، لوگ پوچھنے لگے وہاں کی کیا خبر ہے۔ آپ نے فرمایا میں
ایک ایسے شخص کے پاس سے آ رہا ہوں کہ اگر میرے ان بیٹوں کے علاوہ کوئی بھی
میرا ساتھ نہ دے تو پھر بھی میں اُس سے ضرور جنگ کروں گا۔ لوگوں نے کہا ہم نے تو
سنایا ہے کہ اس نے آپ کی عزت کی ہے اور آپ کو کچھ مال بھی دیا ہے۔ آپ نے

فرمایا ہاں یہ تو اس نے کیا ہے۔ اور یہ سب کچھ میں نے اس سے اس لیے قبول
کیا ہے کہ اس کے ساتھ میں اس کے خلاف تقویت حاصل کروں۔ لوگ بھڑکے
اٹھے اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

واقعہ حرہ کے زمانہ میں اہل مدینہ نے بنو امیہ کو مدینہ شریف سے نکال
دیا تھا اور علی الاعلان یزید کی بُرائی بیان کرنے لگے اور سب نے یزید کے
خلاف حضرت عبداللہ بن حنظلہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور آپ نے کہا اس قوم
فدا سے ڈرو۔ پس خدا کی قسم ہم نے اس وقت تک یزید کی بیعت نہیں توڑی تھی کہ
ہمیں خوف ہوا کہ (علم و معصیت کی زیادتی کے سبب) ہم پر کہیں آسمان سے سیڑ
نہ برس پڑیں (برائی یہاں تک عام ہو گئی اور بڑھ گئی ہے) کیونکہ یزید ایک ایسا
شخص تھا جو ماؤں بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ نکاح جائز قرار دیتا تھا اور شراب
بھی پیتا تھا۔ نیز علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یزید وہ ظالم شخص ہے
جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو شہید کیا اللہ تعالیٰ اس کی عمر سے
برکت نہ دے۔

کیوں میری گفتگو سے بگڑتے ہو بے سبب

اظہارِ واقعات ہے کوئی گلہ تو نہیں

حضرت عبداللہ بن ابی عمر کی گواہی | د قال عبد الله ابن عت ۱ بی
عمر بن حفص المخزومی قد خلعت یزید کما خلعت عما ممتی
ونزعها عن رأسه وانی لا قول هذا وقد وصلنی واحسن جائزتی وکن
عدو الله سکیر - (وفاد الوفاء ص ۸۹)

اسی واقعہ کو محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ یوں بیان کرتے فرماتے
ہیں، "عبداللہ بن ابی عمر عامر خود را بر آورد و گفت دے دشمن خدا دائم اسکر اس ۸ ص ۸۹"

من اور از بیعت خود بر آوردم ہم چنانکہ دستار خود را از سر خود بر آوردم (عزب القلوب
الی دیار المحبوب ص ۳۱) یعنی یزید کے چچا زاد بھائی عثمان بن محمد گورنر مدینہ نے مدینہ منورہ
کے معززین کا جو وفد یزید کے پاس بھیجا تھا ان میں حضرت عبداللہ بن ابی عمر خزومی
بھی تھے جب آپ واپس مدینہ منورہ پہنچے تو آپ نے فرمایا اگرچہ یزید نے مجھے انعام و
کرام دیا ہے لیکن چونکہ وہ خدا کا دشمن پکا شرابی ہے لہذا میں اس کی بیعت کو توڑ دیتا
ہوں اور آپ نے اپنا عمامہ (پگڑی) اتار کر پھینک دیا اور فرمایا جس طرح میں
نے اپنی پگڑی اتار دی اسی طرح میں نے اپنے سر سے یزید کی بیعت اتار دی۔
شرفاء مدینہ کا فیصلہ | علامہ بلاذری لکھتے ہیں۔

فكتب یزید الی عثمان بن محمد عامله ان یوجه الیه دعدا یتتمع مقاتلہم
یستمد قلوبہم (انساب الاشراف ص ۲۱) یعنی یزید نے عثمان بن
محمد بن ابوسفیان (یزید کا چچا زاد بھائی) گورنر مدینہ کو حکم بھیجا کہ مدینہ منورہ سے (شرفاء
مدینہ کا) ایک وفد میرے پاس بھیجو تاکہ میں ان کے خیالات سنوں اور (انکی خوشامد
اور مالی خدمت کر کے) ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کروں۔
لیکن علامہ ابن کثیر، علامہ طبری، علامہ ابن اثیر وغیرہم لکھتے ہیں۔

ولما رجع الوفد المدینۃ الیہما اظهروا شتم یزید وعیبه
وقالوا قد منامن عند رجل لیس له دین یشرب الخمر ویضرب الطنا بیدو
یعذب عندہ القبان ویلعب بالکلاب ویسیر عندہ الحرب وھما للمصوص۔
(البدایہ والنہایہ ص ۲۱، تاریخ طبری ص ۲۱، تاریخ کامل ص ۲۱، خلاصۃ الوقایہ
ص ۲۱، وقاد الوقایہ ص ۲۱، عزب القلوب الی دیار المحبوب ص ۳۱) ترجمہ یہ جب وہ
وفد مدینہ منورہ واپس پہنچا تو علی الاعلان یزید پر سب و شتم کرنے لگا اور اس کے
عیب (جو وہاں دیکھ کر آئے تھے) بیان کرنے لگے۔ انہوں نے کہا ہم ایک ایسے

فصل کے پاس سے آ رہے ہیں جس کے پاس دین نہیں ہے، وہ شراب پیتا ہے
ظہور سے نہ جاتا ہے اور لونڈیاں اس کے پاس گایا کرتی تھیں، کتوں کے ساتھ کھیلا کرتا
تھا اور رات گئے تک چور اچکے اس کے پاس بیٹھ کر کہانیاں سنایا کرتے تھے۔
پھر سب نے بیک زبان کہا۔ انا نشہد کھانا قد خلعتنا

فتا بعھم الناس علی خلعه۔ (حوالہ مذکورہ بالا) اسے لوگو ہم ہمیں گواہ
بنا کر کہتے ہیں کہ ہم نے یزید کی بیعت توڑ دی ہے۔ پس تمام لوگوں نے انکا اتباع
کرتے ہوئے یزید کی بیعت توڑ دی۔ حالانکہ حضرت عبادہ بن مامت رضی اللہ عنہ
کی روایت ہے کہ دعانا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبیعتنا
۔۔۔۔۔ ان لا تنازع الامراھلہ الا ان تروا کفرا بواحا
عند کھمن اللہ فیہ برھان۔ (بخاری شریف ص ۲۱، سنن
شریف ص ۲۱، مشکوٰۃ شریف ص ۳۱) آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ ہم حاکموں سے اس وقت تک جھگڑا نہیں
کریں گے جب تک ہم ان میں کوئی کفر صریح نہ دیکھ لیں جس پر ہمارے لیے
اللہ تعالیٰ کی طرف سے (اختلاف کرنے کی) دیں بن جائے۔

علامہ ملا علی قاری "ان لا تنازع" کے تحت لکھتے ہیں۔

ای لا نطلب الامارۃ ولا نعزل الاھل مناولا بخاربہ۔

دمرقۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۱، حاشیہ مشکوٰۃ ص ۳۱) یعنی ہم نہ خود (مسلمان حاکم
کے ہوتے ہوئے) حکومت کے طالب ہوں گے اور (جب تک کوئی شرعی عذر
پیدا نہ ہو جائے) نہ خلیفہ وقت کو معزول کریں گے اور (جب تک شرعی حدود
سے وہ تجاوز نہ کرے) ہم اس سے لڑیں گے بھی نہیں۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے دست حق پرست پر یہ بیعت کی تھی کہ جب تک حاکم وقت میں ہم کفر صریح نہ دیکھ لیں گے اس سے کسی قسم کا نزاع نہیں کریں گے چنانچہ جب صحابہ کرام نے یزید کے فسق و فجور کا چرچا سنا تو فوراً کوئی کاروائی نہ کی بلکہ معتدین مدینہ کا ایک وفد یزید کے پاس بھیجا تاکہ اس کے شب و روز کے معمولات سے آگاہی ہو۔ چنانچہ مدینہ شریف کے معززین کا وفد یزید کے ہاں گیا چند دن وہاں رہا اور کردار یزید کی تحقیق کر کے واپس آئے اور اگر باقی تمام مسلمانوں کو یزید کے آنکھوں دیکھے حال سے مطلع کیا اور سب کے سامنے یزید کی بیعت توڑنے کا اعلان کیا۔ اس طرح شرعی حجت قائم ہو جانے کے بعد لاطاعۃ لخلق فی معصیۃ الخالق کے فرمان مصطفویٰ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جماعت صحابہ نے یزید کی بیعت بھی توڑ دی، اس کو معزول کرنے کی بھی کوشش کی اور جب وہ حکومت سے دست بردار نہ ہوا تو پھر اس سے جنگ بھی کی۔ حتیٰ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر ہم ایسے فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بیعت کر لیں تو پھر کل قیامت کو خدا کو کیا منہ دکھائیں گے (سوالہ گزر چکا) تو جناب اگر ابتداءً بعض صحابہ نے بوجہ یزید کی بیعت کر لی تھی تو اس کو دیں بنانے والے دوست بعد کا فعل تسبیح بیعت بھی ملاحظہ فرمائیں۔ یہ ایک مسلم اصول ہے کہ بعد کا قول و فعل پہلے والے قول و فعل کو منسوخ کر دیتا ہے (بخاری و مسلم) اور منسوخ قول و فعل کو دیں نہیں بنایا جاسکتا لہذا تمام صاحب ایمان حضرات پر لازم ہے کہ ارشاد خداوندی والذین اتبعوہم باحسن اور فرمان مصطفویٰ ما انا علیہ و اصحابی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے یزید کو فاسق و فاجر مرتکب کہاؤں اور جبر و استبداد سے بننے والا ظالم اور مہلک امت بے وقوف نوجوان حاکم تسلیم کر لیں۔ اللہ تعالیٰ حق پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تقاضا ہے موجوں کا طوفاں سے کھیلو
کہاں تک چلو گے کنارے کنارے
ملت عربیہ کا فیصلہ | علامہ ابن حجر عسقلانی کی رحمۃ اللہ بیان فرماتے ہیں۔
ولما فعل یزید باهل المدینة ما فعل معشرية الخمر والتیاتہ المتکرات اشتد علیہ الناس وخرج علیہ غیر واحد ولم یبارک اللہ فی عمرہ - (صواعق مرقۃ ص ۲۲) ترجمہ: جب یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ ظلم بے انتہا کیا (واقعہ حرہ) اور اس کے شراب پینے اور اس کی دیگر برائیوں کا جب لوگوں کو علم ہوا تو لوگ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور (مملکت عربیہ کے) بہت لوگوں نے اس کی بیعت توڑ ڈالی اور اللہ تعالیٰ یزید بے دید کی عمر خراب میں برکت نہ دے۔

یہ بیعت توڑنے والے ظاہرات ہے یا صحابی تھے یا تابعی۔ تو ان غیر القرون والوں کا اور وہ بھی قرن اولیٰ اور ثانیہ کا جب یزید کے فسق و فجور پر اجماع ہو چکا ہے اور یہ پاکیزہ ہستیاں جب اسے امیر المؤمنین ماننے سے انکار کر رہی ہیں تو آج کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ اسے امیر المؤمنین کہے۔

شب دیجور تاروں سے سنورتی ہے بحث شیدا
بری صورت کسی کو کب بھلی معلوم ہوتی ہے

حضرت عمران بن حصین کا انکشاف | عن عمران بن حصین قال مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو یکرہ ثلاثۃ احياء تقیف و بنی حنیفۃ و بنوا مہیۃ - رزمی شریف ص ۲۳۳ مشکوٰۃ شریف ص ۴۴ مشہور صحابی رسول حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر دم تک تین قبیلوں سے نفرت

فرماتے رہے، تفتیش ۲ بنی حنفیہ اور ۲ بنو امیہ“ اس حدیث شریف کے الفاظ ”بنی امیہ“ کے تحت شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد کہ مباشر قتل امام شہید حسین بن علی رضی اللہ عنہما از ایثاں بود کذا قیل و عجب است ازین قائل کہ یزید را نگفت کہ امیر عبید اللہ بن زیاد بود و ہرچہ کرد با مروے و ہر ضائعے دے کرد و باقی بنی امیہ ہم در کار ہائے بد تقصیر کردہ اند یزید و عبید اللہ را چگونید و در حدیث آمدہ است کہ آنحضرت در خواب دید کہ یزید نہا بر منبر شریف وے صلی اللہ علیہ وسلم بازی میکنند و تغییر آن یہ بنی امیہ کردہ دیگر چیز با بسیار است چہ گوئید (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ۲ ص ۳۴۳)

اسی حدیث کے اپنی الفاظ کے تحت شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں (جو کہ تقریباً اوپر کی عبارت کا ترجمہ ہے) بنی امیہ کو بسبب اس کے کہ پیدا ہوا ان میں سے عبید اللہ بن زیاد کہ جو مباشر قتل امام حسین کا بڑا ہی پلید تھا..... اور تعجب ہے اس کہنے والے پر کہ یزید پلید بھی باوجودیکہ بنی امیہ سے تھا اس کو ذکر نہ کیا۔ چاہیے تھا کہ اس (یزید) کو بھی ذکر کرتے کیونکہ وہ امیر تھا عبید اللہ کا۔ اور جو کچھ کہ عبید اللہ بن زیاد نے کیا اس کے حکم اور رضا سے کیا اور باقی بنی امیہ نے بھی اپنی بد ذاتیوں میں کچھ قصور نہیں کیا صرف یزید اور ابن زیاد کو کیا کہیں۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ بندہ منبر شریف پر بازی کرتے ہیں اور تعبیر اس کی ساتھ بنی امیہ کے کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں کہاں تک بیان کریں (مظاہر حق ۲ ص ۴۵۵)

حضرت سمرہ بن جندب کا نظریہ | مشہور صحابی رسول حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ یزید کے دربار میں بیٹھے تھے جب یزید نے امام حسین کے لبوں پر پھڑپھڑ

ماری تو آپ برداشت نہ کر سکے اور فرمایا ”اللہ تیرا ہاتھ کاٹے، میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہونٹوں کو چوما کرتے تھے اور اب تو ان ہونٹوں میں لکڑی لگاتا ہے۔ اے عالم تو خاندان نبوت پر اتنا ظلم کر چکا ہے لیکن اب تک تجھے بس نہیں ہے۔“ (مرج البحرین ص ۳۵۹)

حضرت حسن بصری کا نظریہ | علامہ شیخ مومن شبلنجی مصری رحمہ اللہ مشہور تابعی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا ایک فرمان نقل فرماتے ہیں جس سے آپ کا احترام نبوی، محبت اہل بیت اور آپ کی دشمنان اہل بیت سے بے حد نفرت کا اظہار ہوتا ہے۔ دکان الحسن البصری رحمہ اللہ تعالیٰ بقول لکھان لی مغل فی العیصۃ مع قتلة المحبین بن علی وخیرت بین الجنة والنار لا خیرت دخول النار جہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقع بصرہ علی فی الجنة۔ (نور الابصار ۱۲ طبع مصری)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے اگر (خدا نخواستہ) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے ساتھ میرا کوئی رشتہ ہو اور مجھے جنت اور دوزخ میں جہاں چاہوں جانے کا اختیار دے دیا جائے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کی وجہ سے دوزخ میں جانا پسند کروں گا، تاکہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ پر نظر نہ پڑے۔ ”کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بہر حال جنت میں تشریف فرما ہوں گے اور اگر میں بھی جنت میں چلا جاؤں اور قاتلین حسین سے میری کچھ رشتہ داری ہو تو حضور جب مجھے دیکھیں گے تو ظاہر بات ہے کہ آپ مجھ سے پوچھیں گے کہ میرے نواسے کا قاتل تیرا رشتہ دار ہے تو میں آپ کے سامنے شرم سے پانی پانی ہو جاؤں گا۔ لہذا اگر خدا نخواستہ امام پاک کے قاتلوں سے میرا کوئی رشتہ ہو تو میں دوزخ میں جانا گوارہ

کروں گا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کرنے کی مجھ میں بہت نہیں ہے (یزید دوست حضرات کے لیے لمحہ فکریہ)۔

جو چیز اس کی راہ میں حائل ہو پھونک دو

اعظم اگرچہ وہ اپنی ہستی ہی کیوں نہ ہو

نیز آپ کا ایک بیان وضاحت نشان خاص یزید کے متعلق بھی ہے۔

آپ نے حضرت امیر معاویہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ استخلا فہ بعدہ ابنہ سکیرا خمدیدا (تاریخ کامل ص ۱۹۳) یعنی حضرت امیر معاویہ کے بعد آپ کا بیٹا یزید حکمران ہوا اور وہ شراب کے نشہ کا بہت زیادہ عادی تھا۔

حضرت عمر ثانی کا فیصلہ | تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ وہ عادل خلیفہ تھے کہ آپ کے دور حکومت میں بکری اور بھیریا اکٹھے چرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بزائمیہ میں ایک ایسا عادل شخص ہوگا جو دنیا کو انصاف سے بھر دے گا۔ تمام دنیائے اسلام آپ کو عمر ثانی اور خلیفہ راشد خامس مانتی ہے۔ صاحب کشف حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیع اپنے رفقاء کے آپ کا جنازہ پڑھنے کے لیے تشریف لاتے دیکھا۔

بہر حال آپ وہ عادل خلیفہ ہیں کہ تمام دنیائے اسلام آپ کے عدل و انصاف اور آپ کی شرافت و بزرگی کو مانتی ہے۔ فقہ حنفی کے معتبر مصنف علامہ عبدالعزیز قرطبی شارح بخاری علامہ عسقلانی، مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ ابن کثیر، فاضل الحدیث علامہ ابوالدین سیوطی، علامہ ابن جریر کی اور محدث بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں یزید کو امیر المؤمنین کہہ دیا تو آپ غضب ناک ہو گئے اور فرمایا۔ اتقول له امیر المؤمنین فامر بہ فغضب عشرين سوطا نبراس شرح، شرح عقائد ص ۵۵، تہذیب التہذیب ص ۳۱۱،

سوانح حرقہ ص ۲۱، البدایہ والنہایہ ص ۲۲، تاریخ الخلفاء، عربی ص ۳۵ اردو ص ۳۵ ثابت من السنۃ ص ۳۲ ترجمہ: کیا تو اسے امیر المؤمنین کہتا ہے، پھر آپ نے حکم دیا تو اُسے (یزید کو امیر المؤمنین کہنے والے شخص کو) بیس کوڑے لگائے گئے۔ علامہ آپ بھی اموی خلیفہ تھے لیکن ایک منصف مزاج شخص حق بات میں اپنے پرانے کا فرق نہیں کرتا۔ چنانچہ آپ نے بھی ایسا ہی کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو خلیفہ راشد ماننے کے باوجود یزید کو امیر المؤمنین کہنے والے حضرت عبرت حاصل کریں۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مسلک

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا زمانہ ایسے ظالم و جابر حکمرانوں کا دور تھا کہ جب لوہے کے محاسبے حکومت قائم کی گئی تھی اور زبان سے کسی اصلاحی لفظ کا نکلنا اپنے خون سے کہین تھا اسی لیے بڑے بڑوں کے پائے استقلال ڈمگ چکے تھے۔ خواجہ حسن بھری، ابن سیرین، ابراہیم نخعی اور شیبی جیسے ائمہ عظام کے لیے خاموشی کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا (امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۲) اکثر دیکھا جا رہا تھا کہ زبان سے بات نکلی نہیں کہ سرتن سے جدا ہو گیا (امام اعظم کی سیاسی زندگی ص ۱) ان حالات میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا کسی مسئلہ میں سکوت فرمانا دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ما اتانا عن اللہ و رسولہ قبلنا لا علی الرأس والعین وما جاءنا او ما اتانا عن الصحابة اخترنا احسنہ ولم نخرج عن اقاویلہم (نور الابصار ص ۲۲ بیع مرقی) یعنی آپ فرمایا کرتے تھے جو کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیں ملتا ہے ہم اسے سر آنکھوں پر قبول کرتے ہیں اور ہمیں جو کچھ

صحابہ کرام کے فرامین و آثار ملیں ان میں سے احسن کو ہم اختیار کرتے ہیں اور ہم کبھی بھی ان کے فرامین سے تجاوز نہیں کرتے۔ اور حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا ایک قول مخالف حضرات بھی اکثر بیان کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ اذا صح الحديث فهو مذهبي یعنی جو چیز صحیح حدیث سے خوب اچھی طرح ثابت ہو جائے وہی میرا مذہب ہے۔ تو جناب جب یہ مسئلہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، الترغیب والترہیب، مؤطا امام مالک، مسند فردوس، سنن الکبریٰ بیہقی، معجم صغیر، معجم اوسط، معجم کبیر طبرانی، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند رویانی، مشارق الانوار، مستدرک، مسند امام احمد وغیرہم جمع ان کی مشہور و معروف اور مستند و معتبر شروح سے خوب اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے تو حضرت امام کے مذکورہ قول کے مطابق ہم بلا تردد کہہ سکتے ہیں کہ یزید سنید کے متعلق آپ کا عقیدہ بھی وہی تھا جو ان احادیث سے واضح ہو رہا ہے۔

اموی فرماں روا ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں ۸۰ھ میں کوفہ کا گورنر ابن النضرانیہ خالد بن عبداللہ تھا وہ نہایت ظالم اور بے دین شخص تھا۔ اس نے مسجدوں کے مینار گروا دیئے اور اپنی نصرانی ماں کے لیے کوفہ میں ایک عظیم الشان گرجا تعمیر کرایا۔ اموی خلفاء کو راضی کرنے کے لیے حضرت علی کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ بلکہ بے دین خوشامد میں یہاں تک بڑھا کہ کہنے لگا۔ ان الخلیفۃ ہشاماً افضل من رسول اللہ۔ (تاریخ کامل ۵ ص ۳۱) یعنی (معاذ اللہ) خلیفہ ہشام رسول اللہ سے افضل ہے، بیت المال سے اس نے عالیشان گرجا بنوانے اور اپنی جاگیر میں سات نہریں نکلوانے اور دیگر اپنے تعیش پر خرانے کا پچاس کروڑ روپیہ خرچ کر دیا۔ ہشام کے پوچھنے پر کہا کہ میں نے اس رقم کا بڑا حصہ حضرت امام زین العابدین کے صاحبزادے حضرت زید کے پاس جمع کر رکھا ہے۔

ہشام نے آپ کو کوفہ بلایا اور وضاحت چاہی۔ آپ نے فرمایا بھلا جو شخص ہمارے اہل اہلداد کو ہمیشہ گالیاں دیتا ہو وہ ہمارے پاس مال کیسے بیچے گا۔ خلفاء بنی امیہ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ سادات میں سے کوئی کوفہ میں نہ آنے پائے لیکن ہشام نے مکمل اطمینان کر لینے کے بعد بھی حضرت زید بن علی بن حسین کو ہوائے واپس مدینہ منورہ بھیجنے کے کوفہ بھیج دیا۔ کوفہ والوں نے بھوکے سید سے پھر وہی رویہ اختیار کیا ہو وہ حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین سے کرچکے تھے۔ کوفیوں نے ہشام کے خلاف حضرت زید بن علی کے ہاتھ پر بیعت کرنی شروع کی حتیٰ کہ تقریباً چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) کوفیوں نے بیعت کر لی۔ اہل بیت کے حب حضرت اگرچہ حضرت زید کو اہل کوفہ کی بے وفائیاں یاد دلاتے رہے لیکن آپ نے اہل کوفہ پر پھر اعتماد کر ہی لیا اور ہشام کے خلاف علم جہاد بلند کر دیا۔ حضرت زید نے اپنے ایک خادم فضیل بن زبیر کو حضرت امام اعظم کے پاس بھیجا آپ بیماری کی وجہ سے فوج میں شامل تو نہ ہو سکے لیکن سامان حرب کے لیے حضرت زید بن علی کی خدمت میں دس ہزار (۱۰۰۰۰) روپے نذرانہ پیش کیا اور عوام اناس کو سید زاوے کی معاونت پر ابھارنے کے لیے ایک تاریخی فتویٰ جاری فرمایا کہ خروج جہ ایضا ہی خروج رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یوم بدر (روض النقیۃ ص ۳۲، ہدیۃ المہدی ص ۹۹، اسعاف الراغبین ص ۲۸۵، نور البصائر طبع معری ص ۲۲۵، البصائر ص ۱۵۰، تاریخ طبری ص ۴۸۳، امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۱۵۰، تنویر الازہار ص ۲۸۳، تحفۃ اثنا عشریہ ص ۱) یعنی اموی خلیفہ ہشام کے خلاف سید زاوے کی معاونت میں لڑنا ایسا ہی ہے جیسا کہ حضور کے ساتھ غزوہ بدر میں شمولیت تھی۔ وہ علیحدہ بات ہے کہ کوفیوں نے بے وفائی کی اور حضرت زید بھی اپنے دادا حضرت امام حسین کی طرح شہید ہو گئے لیکن اس واقعہ سے حضرت

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی نظر میں اموی خلفاء سے نفرت اور سادات کرام سے محبت و مودت بالکل واضح ہو رہی ہے چنانچہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے بعد میں جب کبھی بھی حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ ہوتا تو آپ بہت رویا کرتے تھے (مناقب موفق ص ۲۹)۔ امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۱۳۲

سلطنت میں سلطنت بنو امیہ کا خاتمہ ہو گیا اور بنو عباس کا پہلا فرمانروا ابوالعباس سفاح تخت نشین ہوا۔ اس کے مرنے کے بعد ۱۳۲ھ میں اس کا بھائی منصور تخت نشین ہوا، منصور نے یہ ستم کیا کہ سادات کی خانہ بربادی شروع کر دی کیونکہ سادات خلافت کا خیال رکھتے تھے اور یہ ان کا حق بھی تھا۔ اگرچہ سادات کی طرف سے اس وقت کوئی سازش ظاہر نہیں ہوئی تھی پھر بھی صرف بدگمانی پر منصور نے سادات کی بیخ کنی شروع کر دی۔ محمد بن ابراہیم کو زندہ دیوار میں پھنسا دیا۔ جو لوگ سادات میں ممتاز ہوتے ان کے ساتھ زیادہ بے رحمیاں کرتا۔ ان بے رحمیوں کی ایک بڑی داستان ہے جس کے بیان کرنے کو بڑا سخت دل چاہیے۔ آخر تک اگر ۱۳۲ھ میں انہی مظلوم سادات میں سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے یعنی حضرت محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی نفس زکیہ رضی اللہ عنہم نے عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کے خلاف علم جہاد بلند کر دیا تو حضرت محمد نفس زکیہ نے اپنے بھائی حضرت ابراہیم کو حضرت امام اعظم کے پاس بھیجا اس وقت حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کی عمر تقریباً پچیس (۶۶) برس ہو چکی تھی۔ اس وقت کا آپ کا رویہ یوں مذکور ہے۔ کان ابو حنیفۃ یجاہر فی امرہ ویامر بالخر وج معہ۔ (ایضاً فی الشافعی ص ۳۳، سیرۃ النعمان از شبلی ص ۹۹، تاریخ اسلام از ڈاکٹر حمید الدین ص ۴۳، تاریخ الخلفاء ص ۱۸، امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۳۳) یعنی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ علانیہ لوگوں کو حضرت ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کی رفاقت پر ابھارتے تھے اور لوگوں کو ان سیدوں کی معیت میں عالم حکومت کا

مقابلہ کرنے کا علم دیتے تھے۔ نیز کوفہ کے مشہور محدث ابراہیم بن سوید کا بیان ہے کہ میں نے امام اعظم رحمہ اللہ سے پوچھا نفلی حج کرنا زیادہ ثواب ہے یا محمد نفس زکیہ کی رفاقت میں حکومت سے لڑنا۔ تو آپ نے فرمایا میرے نزدیک اس جنگ میں شرکت پچاس نفلی حجوں سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے (مناقب موفق ص ۸۵، امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی ص ۲۴) تیرا آپ نے چار ہزار درہم بطور تدارک بھی دیا (سیرۃ النعمان ص ۱۸) اسی طرح آپ کی حب اہل بیت اور دشمنان اہل بیت سے دشمنی کے متعلق علامہ شبلی ص ۱۶۷ مصری رحمہ اللہ ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں۔ وقالت له امرأة اشترت علی ابی بالخروج مع ابراہیم و محمد بن عبد اللہ بن حسن حتی قتل فقال ابو حنیفہ لیتنی مکان ابنک۔ (انوار البصار ص ۲۲)

طبع مصری، تنویر الازہار ص ۲۴) یعنی حضرت محمد بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی عباسی خلیفہ ابو جعفر کے ساتھ لڑائی کے بعد ایک عورت حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہنے لگی آپ نے میرے بیٹے کو محمد بن عبداللہ کے ساتھ خروج پر ابھارا تھا۔ وہ اب ان کی معیت میں لڑتا ہوا شہید ہو گیا ہے۔ حضرت امام اعظم نے فرمایا کاش تیرے بیٹے کی جگہ سادات کی معیت میں شہید ہونے والا خوش قسمت میں ہوتا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا طریقہ ہمیشہ سادات کی خدمت اور ان کے دشمنوں سے مخالفت کا تھا چنانچہ ان اہل بیت کے دشمن خلفاء نے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کو زیر و دام کرنے کے لیے اپنا ملازم بنانا چاہا، آپ کو کبھی وزارت عظمیٰ کی پیش کش کی گئی (معجم ص ۱۷۱) یہ پیش کش مروان کی حکومت میں ۱۳۲ھ میں گورنر کوفہ (ابن ہبیرہ) یزید بن عمرو بن ہبیرہ کی طرف سے کی گئی تھی۔ اتفاق سے اس ظالم کا نام بھی یزید تھا۔ کبھی قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا گیا (مناقب موفق ص ۱۷۱) لیکن آپ نے ہمیشہ محبت اہل بیت میں سرشار ہو کر دشمنان اہل بیت کی

ہر فرمائش کو ٹھکرا دیا حتیٰ کہ اہل بیت کرام کی اسی وفاداری کے تحت آپ گرفتار ہوئے۔ آپ پر کئی مرتبہ کوڑے برسائے گئے لیکن آپ کا قدم مصائب دنیا پر کبھی نہ ڈگایا۔ حتیٰ کہ ۱۴ رجب المرجب ۳۵ھ کو عباسی خلیفہ منصور نے آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس طرح یہ شیدائے اہل بیت محبت اہل بیت سے سرخرو ہو کر اکابر سادات شہداء کے خادموں کی صف میں شامل ہو گئے۔ بلکہ کتابوں میں یہاں تک مذکور ہے کہ جب امام اعظم رحمہ اللہ نے ہوش سنبھالا اور آپ کو وقوعہ کر بلا کا علم ہوا تو آپ نے اس کے بعد تمام زندگی حب اہل بیت کے طور پر نہر فرات کا پانی نہیں پیا۔ آپ فرماتے تھے کہ جس نہر کا پانی اہل بیت کرام پر بند کیا گیا تھا ابوحنیفہ بھی اس پانی کو اپنے اوپر بند کرتا ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی حب اہل بیت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا کہ "یزید کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ تھا۔" اب بہت آسان ہو گیا ہے اور جہاں تک اس مسئلہ پر آپ کے سکوت کا تعلق ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب مروان کے دور حکومت میں گورنر کوفہ یزید بن عمرو کے حکم پر امام کو کوڑے مارے جارہے تھے تو تقریباً بیس کوڑے لگانے کے بعد یزید نے جلا دیکر روکا اور آپ سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنا فیصلہ بدلا ہے یا نہیں۔ اسی اثنا میں ایک یزیدی خوشامدی بعض امام میں کھڑا ہوا اور گورنر سے کہا کہ یہ اموی خلفاء کو حق پر نہیں سمجھتے چنانچہ آپ سے یزید کے بارہ میں پوچھا گیا لیکن آپ نے سکوت اختیار فرمایا اس کی ایک وجہ تو ظاہر ہے کہ اموی گورنر کے سامنے آپ پہلے ہی زیرِ عتاب ہیں اور اس کیونے نے آپ کو مزید سزا دلوانے کے لیے یہ مسئلہ پھیرا تھا لہذا آپ نے اس ذیل کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ غصے سے خاموش ہو گئے ہوں کہ جاہل بھی تو واقعہ کر بلا و حرہ اور اہانت بیت اللہ وغیرہ کل کے واقعے ہیں کیا ایسے واضح اور کھلے مسئلے پر بھی کسی فتوے کی ضرورت باقی ہے۔ بہر حال سکوت کا سبب کچھ بھی مراد یا جائے لیکن یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اپنے وقت میں دشمنان اہل بیت کے متعلق اپنا مال اور قلم استعمال کر کے اہل بیت اطہار کی خدمت بجالانے والا شخص اپنے سے قبل اس سے بڑے منظام اہل بیت پر کرنے والے کے متعلق نیک گمان رکھتا ہو۔ اس بات پر آپ کے وہ فتاویٰ جو آپ نے اہل بیت کی حمایت میں دیئے وہ شاہد عادل ہیں۔ نیز اگر کوئی شخص دنیا کی کسی معتبر کتاب سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا کوئی قول یزید کی شان اور فضیلت میں یا یزید کا خلیفہ برحق ہونا یا یزید کے جنتی اور بچنے ہوئے ہونے کے متعلق دکھاوے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس شخص کو فی حوالہ مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا ہاتوا برہا تکھان کنتھ صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والجمادۃ أعدت للكافرين۔ والسلام علی من التبع الهدی۔

اور پھر جو لوگ مثل غزالی کے تخصیص و تبیین لعنت سے منع کرتے ہیں وہ بھی یزید کو اچھا نہیں کہتے بلکہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ لعنت کا فر کے لیے مخصوص ہے اور یزید جیسا بھی تھا اس نے کلمہ پڑھا تھا لہذا وہ ایک دن اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر دوزخ سے لکلا جائے گا لیکن اکثر اکابر علماء نے اتنی بات ماننے سے بھی انکار کیا ہے اور اگر کوئی شخص حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے سکوت کو غلط رنگ دے تو پھر اکابر اسلاف حنفیہ مثلاً علامہ ابن ہمام، علامہ ملا علی قاری، علامہ عبدالعزیز فرہاروی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی، شہ عبدالعزیز محدث دہلوی، علامہ حقانی، خواجہ فرید الدین گنج شکر، حضرت سلطان العارفين

پیر مہر علی شاہ صاحب گورکھوی وغیرہم کے فتوے، تصریحات و تلخیصات کا کیا جواب ہوگا (جو کہ اسی کتاب میں اپنی اپنی جگہ تحریر کر دینے لگے ہیں) نیز مہر حامز کے حنفی علماء و مشائخ مثلاً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، مولانا حسن رضا خاں بریلوی، علامہ قطب الدین خان، مولوی عبدالحی لکھنوی، مولانا امجد علی اعظمی، مولانا رکن عالم، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مولوی ذکریا صاحب دیوبندی، شبلی نعمانی دیوبندی، سید سلیمان ندوی دیوبندی شاہ معین الدین ندوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قائم علی نانوتوی دیوبندی، قاری محمد طیب دیوبندی، حسین احمد مدنی دیوبندی، سید امیر علی دیوبندی، مولوی عبدالرب دیوبندی، مفتی محمد شفیع کراچی وغیرہم کے فتاویٰ اور نہایت واضح بیانات کا کیا جواب ہوگا! ظاہر بات ہے کہ اگر یہ علماء و مشائخ حنفیہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا فتویٰ یزید کے حق میں پاتے تو کبھی بھی اس وضاحت و صراحت سے یزید بے دید کے خلاف فیصلہ دے کہ حضرت امام اعظم کی مخالفت نہ کرتے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام اکابر علماء حنفیہ نے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دشمن اہل بیت یزید عنید کے خلاف فتوے دے کر اپنی محبت اہل بیت اور تقلید امام اعظم رحمہ اللہ کے اپنے صحیح حنفی ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ فاعتروا یا اولی الابصار۔

حضرت امام احمد بن حنبل کا فتویٰ | حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ صالح نے یزید پر لعنت کرنے کے متعلق مسئلہ پوچھا، آپ کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔ کیف لا یلعن من لعنہ اللہ فی کتابہ فقال عبد اللہ قد قرأت کتاب اللہ عزوجل فلم أجده لعن یزید فقال الامام ان اللہ تعالیٰ یقول فلعن عسیم ان تولیتم ان

تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنہم اللہ الخ دای فساد قطیعة اشد مما فعلہ یزید۔

و تفسیر روح المعانی ص ۲۶ طبع بیروت، تفسیر مظہری ص ۴۳، صواعق محرقة ص ۲۲۲ مکتوبات قاضی ثناء اللہ ص ۲، تذکرہ خواص الامہ ص ۲۸، فتاویٰ عبدالحی ص ۲۸۸، شرح شفا قاضی عیاض ص ۵۵، شرح فقہ اکبر ص ۸، حاشیہ ہدیۃ المہدی ص ۹۵ از مولوی وحید الزمان غیر مقلد، تفسیر معارف القرآن ص ۵۴ از مفتی محمد شفیع دیوبندی، مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۵۵ از مولوی حسین احمد دیوبندی، تکمیل الایمان ص ۱۱ اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار طبع مصری ص ۲۱، نیراس ص ۵۵۔

یعنی حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹے! اس شخص پر کیوں نہ لعنت کی جائے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ آپ کے بیٹے نے عرض کی اباجان قرآن پاک تو میں نے بھی پڑھا ہے لیکن مجھے تو قرآن کریم میں کہیں یزید پر لعنت کا ذکر نہیں ملا۔ حضرت امام احمد نے فرمایا بیٹے قرآن خداوندی ہے "پس کیا عنقریب اگر تمہیں حکومت ملے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ گے اور اپنے رشتے کاٹو گے۔ یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔" پس جو کچھ یزید نے کیا ہے اس سے بڑھ کر کون سا فساد ہوگا۔

جناب شیخ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ، حضرت امام احمد کے اس فتویٰ پر تبصرہ فرماتے ہیں۔ وقد قال الامام احمد بکفره وناهيك به ورعا وعلما يقتضيان انه لم يقل ذلك الا لما ثبت عتده من امور صريحة وقعت منه توجب ذلك وواقفه على ذلك جماعة كابن الجوزي وغيره واما فسقه فقد اجمعوا عليه واحياز قوم من العلماء لعنة بخصوص اسمه وروى

صنعت القاضی ابو یعلیٰ کثا بائین کان لیستحق اللعنة و ذکر منہم یزید ۔
(اسعاف الراغبین برماشیہ نور الابصار ص ۲۱۱) ترجمہ :- علامہ قاضی ابو یعلیٰ رحمہ اللہ نے
ایک کتاب تصنیف فرمائی جس میں انہوں نے لعنت کے مستحق لوگوں کا تذکرہ فرمایا
ہے اس میں آپ نے یزید کا بھی ذکر کیا ہے ۔

یعنی علامہ قاضی ابو یعلیٰ رحمہ اللہ کے نزدیک یزید پر لعنت جائز ہے اور آپ
نے جن اشخاص کو مستحق لعنت قرار دیا ہے ۔ ظاہر بات ہے ان کے استحقاق لعنت
پر آپ نے دلائل بھی قائم کئے ہوں گے کیونکہ آپ جیسا عالم بلا دلیل تو فتویٰ
نہیں دے سکتا ۔

علامہ ابن جوزی | محدث ابن جوزی رحمہ اللہ نے یزید کے مستحق لعنت
ہونے پر ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں ۔

لیس العجب من فعل عمرو بن سعد وعقید اللہ بن زیاد بل انما العجب
من خذلان یزید وضربه بالقضیب علی سنیۃ المحبین لا نقنع بفاعله
ومعتقدہ باللعنة وقد حصل مقصوده من القتل ولكن احقاد
حاہلیۃ دلیلہا ما تقدم من اشعارہ ۔ لیت اشیاخی بید رشہد والخر
(الرد علی المتعصب العنید لمافہ عن ذم یزید ص ۹۲)

ترجمہ :- مجھے ابن سعد اور ابن زیاد کی حرکات پر اتنا تعجب نہیں ہے جتنا تعجب
مجھے یزید کے ذلیل کاموں پر ہے اور جب امام عالی مقام کا سر اس کے پاس
آیا تو اس نے آپ کے دندان مبارک پر پھڑی ماری (اور اس نے جو باقی سلوک
آل اطہار کے ساتھ کیا ہے) ہم صرف اس کی اس وجہ سے لعنت پر فتاویٰ
نہیں کرتے (بلکہ اسے اور بھی بہت کچھ کہتے اور سمجھتے ہیں) حالانکہ امام پاک کے
قتل سے یزید کا مقصد تو پورا ہو گیا تھا لیکن (شہادت امام کے بعد اس کا سر اقدس

کی توہین کرنا) یہ اس کی جاہلیت کے حسد و کینہ کی دلیل ہے جیسا کہ اس نے کہا
تھا ، کاش کہ میرے بدر والے بزرگ آج موجود ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے محمد کی
الاد سے آج بدر کا کیسا بدلہ لیا ہے ۔

علامہ ذہبی | فن رجال کے امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی رحمہ اللہ اپنی
مشہور زمانہ تصنیف میزان الاعتدال میں یزید کے متعلق لکھتے ہیں ۔

یزید بن معاویہ : لیس باہل ان یروی عنہ وقال احمد بن حنبل لا ینبغی
ان یروی عنہ ۔ (میزان الاعتدال ص ۴۴۹)

یزید بن معاویہ اس قابل نہیں ہے کہ اس سے روایت کی جائے نیز حضرت امام
احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی یزید سے روایت کرے
علامہ عسقلانی | شارح بخاری فن رجال کے امام علامہ ابن حجر عسقلانی

رحمہ اللہ بھی علامہ ذہبی کے ہمنوا ہیں ۔ آپ فرماتے ہیں ۔ یزید بن معاویہ
ولیس باہل ان یروی عنہ ۔ (تقریب التہذیب ص ۳۸۴) یعنی یزید
بن معاویہ اس بات کا اہل نہیں ہے کہ اس سے روایت کی جائے ۔

نیز علامہ عسقلانی رحمہ اللہ بخاری مسلم وغیرہما کی حرمت مدنیہ والی حدیث یعنی
جو شخص اہل مدنیہ کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے کے تحت لکھتے ہیں ۔

ویحتمل ان یکون المراد لمن ارادہا فی الدنیا بسوء وانہ لا یمیل
بل یدنہب سلطانہ عن قرب کما وقع لمسلم بن عقیقہ وغیرہ
فانہ عوجل عن قرب وکن اللہ الذی ارسلہ ۔ (فتح الباری
شرح بخاری ص ۴۵۵) ترجمہ :- احتمال ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ جو اس دنیا
میں اہل مدنیہ کے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو مہلت نہیں دیتا
بلکہ جلد ہی اس کی سلطنت ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ مسلم بن عقیقہ وغیرہ کے ساتھ ہوا

وہ بھی جلد ہی ہلاک ہو گیا اور اسی طرح اس کو بھیجنے والا یزید بھی جلد ہی ہلاک ہو گیا۔
شیخ صیان | جناب شیخ محمد بن علی الصبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **دعا**
 جواز لعن من قتل الحسين او امر بقتله او اجازة ارضى به
 من غير تسمية فاتفق عليه كما يجوز لعن شارب الخمر والكل
 الربا۔

(اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار ص ۲۱) ترجمہ: یہ کہ جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا جس نے آپ کے قتل کا حکم دیا یا جس نے آپ کے قتل کی اجازت دی یا جو آپ کی شہادت پر راضی ہوا، ان سب پر لعن نام لیے لعنت کرنے کے جواز پر تو سب کا اتفاق ہے، جیسے شراب پینے والے اور سود لینے والے پر لعنت کو سب ہی جائز سمجھتے ہیں۔

اس عبارت سے (جو کہ آیت ۱۷ کے تحت آیات قرآنیہ کے باب میں تفسیر روح المعانی ص ۳۱ کے حوالہ سے بھی بیان کی جا چکی ہے) یہ تو صاف صاف ثابت ہو گیا کہ حضرت امام کا قتل، قتل کا حکم، قتل کی اجازت اور قتل امام پر راضی ہونا ہر حال موجب لعنت ہے۔ جب یہ تمام افعال قبیحہ لعنت کا سبب بنتے ہیں اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے تو پھر جس شخص کے بارہ میں معتبر دلائل و براہین سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس نے امام عالی مقام کے قتل کا حکم دیا تھا اور وہ آپ کی شہادت پر راضی ہوا تھا، اس شخص کے مستحق لعنت ہونے پر بھی کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ آئندہ باب میں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس بات کو مضبوط دلائل سے ثابت کریں گے کہ یزید نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا تھا اور میدان کربلا میں جو کچھ ہوا وہ سب یزید کے حکم اور اجازت سے ہوا، آپ کی شہادت پر یزید راضی ہوا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا۔ امام حسین کو شہید کرنے کے سبب ابن زیاد کا مرتبہ یزید کی نگاہ میں بہت بڑھ گیا، اس نے یوم فوج منیا، مبارک بادیں وصول کیں

اور فزیر اور طنز یہ اشعار کہے بلکہ بعض اشعار تو کفریہ بھی ہیں وغیرہم۔ اور یہ سب باتیں یزید کو امام عالی مقام کے قتل کا ذمہ دار ثابت کرنے کے لیے کافی و والی ہیں۔
علامہ قسطلانی کا فیصلہ | شارح بخاری علامہ شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی رحمہ اللہ، علامہ سعد الدین قفازانی رحمہ اللہ کی تائید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

والحق ان رضاہ بقتل الحسين واستبشاره بذاك واهانة اهل بيته صلى الله عليه وسلم... فحق لا نتوقف في شأنه بل في ايمانه لعنة الله عليه وعلى اعوانه وانصاره (ارشاد الساری شرح بخاری) اور حقیقت یہ ہے کہ یزید امام عالی مقام کے قتل پر راضی ہوا اور آپ کے قتل پر خوشی کا اظہار کیا اور اہل بیت اطہار کی توہین کی، پس ہم یزید کے حق میں توقف نہیں کرتے بلکہ ہم تو اس کے ایمان کے بارہ میں توقف کرتے ہیں۔ اللہ کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے تمام مددگاروں پر اور اس کے تمام ساتھیوں پر۔

علامہ سیوطی | مفسر قرآن محدث ذیشان مؤرخ اسلام علامہ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی رحمہ اللہ واقعہ کربلا بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔
 لعن الله قاتله وابعاده ومعاه يزييد ايضا (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۵۵)
 (تاریخ الخلفاء عربی ص ۱۵۱ اردو ص ۳۵۵) ترجمہ: اللہ کی لعنت ہو امام حسین کے قاتل پر اور ابن زیاد پر اور اسی طرح اس کے ساتھ یزید پر بھی اللہ کی لعنت ہو۔

علامہ عینی کا فیصلہ | شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ حدیث شریف "میری اُمت کی ہلاکت قریش کے نوجوان بے وقوف حاکموں کے ہاتھوں سے ہوگی۔" بیان فرماتے ہیں اور اس کے تحت لکھتے ہیں۔ **واولهم يزيير عليه ما يستحق** (عمدة القاری شرح بخاری ص ۱۵۱ منہ) اور پہلا نوجوان بے وقوف فسادی حاکم یزید تھا۔ اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے۔ "علیہ ما يستحق کی تشریح حدیث ۱۷ کے تحت دیکھیں

آپ کے صاحبزادگان حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین۔ آپ پر اور آپ کے
آباد اجداد پر صلوة و سلام ہو۔ کے ساتھ بھی حد درجہ کی عداوت رکھتا تھا جیسا کہ
اس پر آثار متواترہ دلالت کرتے ہیں۔

(اسے قاری) اب تو یقیناً مجھے یہ کہنے میں کوئی عذر نہ ہو گا کہ!

”یزید لعین منافق تھا۔“

علامہ ابن کثیر مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں
قد روی ان یزید کان قد اشتہی بالمعازن و شرب الخمر
والغناء والصیید واتخاذ الغلمان والقیان والکلاب والتطاح
بین الکباش والریاب والقرود۔ صامن یوم الا یصبح فیہ عنہم (البدایہ والنہایہ)
ترجمہ: یزید کے بارہ میں یہ مشہور تھا کہ وہ گانے بجانے کا شوقین ہے اور شراب
پیتا ہے، غنا اور شکار کا دلدادہ تھا، لونڈے اور لونڈیوں کا شوقین تھا، کتے پان
مینڈھوں اور ریچھوں اور بندروں میں لڑائی کراتا تھا۔ ہر روز وہ شراب کے نشہ میں
مست بیدار ہوتا تھا۔

مؤرخ ابو یعقوب تیسری صدی کے مؤرخ احمد بن ابی یعقوب لکھتے ہیں۔

هو یلعب بالکلاب والقرد و دود صم الشراب (تاریخ یعقوبی ص ۲۳)
ص ۲۳ طبع بیروت) یزید کتوں اور بندروں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا اور وہ ہمیشہ
شراب پیا کرتا تھا۔

مؤرخ دینوری مؤرخ ابی حنیفہ دینوری مدینہ شریف کے ایک تابعی کی

یعنی گواہی پیش کرتے ہیں۔ قال محمد بن ابی جهم فرجعت الی المدینة
اشہد علیہ یشرب الخمر۔ (افکار اطوال ص ۲۶۶، طبع بیروت)

حضرت محمد بن ابی جهم رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں یزید کے پاس سے ہو کر واپس

مدینہ شریف آیا تو میں نے اس بات کی گواہی دی کہ واقعی یزید شراب پیتا ہے۔
مؤرخ ابن خلدون علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں۔ لہا حدث فی
یزید ما حدث من الفسق اختلف الصحابة حیثئذ فی شانہ۔

(مقدمہ ابن خلدون ص ۱۷۱)

لما ظهر فسق یزید عند الکافة من اهل عصره بعثت شیعة

اہل بیت یا الکوفة للحسین (مقدمہ ص ۱۸۰)
ترجمہ: یزید کے فسق و فجور کے متعلق جب وہ ظاہر ہو گیا جو کچھ کہ ظاہر ہوا تھا
(ماحدث کے الفاظ سے پرہ ڈالا گیا ہے) تو صحابہ کرام میں اس کے بارے میں
اختلاف پیدا ہو گیا۔

جب یزید کے ہم عصر تمام لوگوں پر اس کا فسق و فجور ظاہر ہو گیا تو اہل بیت
کے شیعہ کوفہ سے امام حسین کی حمایت میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ یعنی آپ کو
بلانے کے لیے خطوط لکھنے لگے۔

یاد رہے کہ یہ وہی ابن خلدون ہیں جن پر عباسی صاحب کا مکمل اعتماد ہے

عباسی صاحب رقم طراز ہیں ”سچ کو بھوٹ سے تیز کرنے کی یا وضعی روایتوں اور

مبالغات کو جو کتب تاریخ میں مذکور ہیں۔ نقد و روایت سے جانچنے کی کوئی کوشش

سوائے علامہ ابن خلدون کے کسی اور مؤرخ نے نہیں کی (خلافت معاویہ و یزید ص ۱۷۱)

مؤرخ اصفہانی علامہ ابوالفرج اصفہانی یزید کے ایک جج کا حال

لکھتے ہیں۔ ولما حج فی خلافة ابیہ جلس بالمدینہ علی شراب۔

فاستأذن علیہ عبد اللہ ابن العباس والحسین بن علی فامر بشراب۔
ترفع وقیل له ابن عباس ان وجد ریم شرابک عرفہ فحجبه واذن
لحسین فلما دخل وجد راحة الشراب مع الطیب۔

دکتاب الامانی ص ۱۱۱) یعنی جب حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں یزید بفرسج مدینہ منورہ میں آیا تو وہ ایک دن بیٹھا شراب پی رہا تھا کہ باہر سے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم نے اندر آنے کے لیے پوچھا چنانچہ یزید نے شراب کو سامنے سے اٹھانے کا حکم دیا اور انہیں اندر بلایا پہلے حضرت ابن عباس اندر داخل ہوئے اور فرمایا کہ حسین تیری شراب کو بوسے پہچان لیں گے پس شراب کو دھک دیا گیا اور امام حسین کو اندر آنے کی اجازت دی۔ جب آپ اندر داخل ہوئے تو آپ نے خوشبو ملی شراب کی بو محسوس کی "چنانچہ آپ نے پوچھا (اگے مورخ ابن اثیر بیان کرتے ہیں)

مورخ ابن اثیر | ثم دعا بقدر فشربه ثم دعا بآخر فقال اسق ابا عبد الله فقال له الحسين عليك شرابك ايها المرء لا عين لك مني فقال يزيدي الا يا صاح للعجب دعوتك ذا ولم تجب

الى الفتيات والشهوات والصهبا والطرِب
فتنهض الحسين بن علي - (تاریخ کامل ص ۶ ص ۵)

یعنی پھر یزید نے شراب کا ایک پیالہ منگوایا اور پی لیا پھر ایک اور پیالہ منگوایا اور کہنے لگا اے حسین پی لو۔ آپ نے فرمایا تم اپنی شراب اپنے پاس ہی رکھو میں تو اسے دیکھوں گا بھی نہیں۔ پس یزید نے کہا!

اے حسین تیری اس بات پر تعجب ہے کہ تو نوجوان لونڈیوں، شہوت کے سامان، شراب اور گانے کی طرف رجعت نہیں کرتا

سید علی ہجویری | سید الاولیاء جناب سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں۔ "چوں ایشان را بر اشتراں برہنہ بد مشق

اندر آورند پیش یزید بن معاویہ اخراہ اللہ (کشف المحجوب فارسی طبع مصری ص ۶۷) جب محذرات عصمت برہنہ اونٹوں پر سوار کر کے دمشق میں یزید کے دربار میں لائی گئیں، اللہ تعالیٰ یزید کو ذلیل کرے۔

واقعہ تو غیر طویل ہے لیکن صرف ایک فقرہ نقل کیا گیا ہے کیونکہ فی الحال ہمارا مقصود صرف حضور داتا صاحب رحمہ اللہ کا یزید کے متعلق تقریبہ بیان کرنا ہے اور وہ "اخراہ اللہ" یعنی خدا اسے ذلیل کرے۔ کے الفاظ سے ظاہر و باہر ہے۔ فافہم۔

شیخ احمد سرہندی حنفی | امام ربانی مجدد الف ثانی برصغیر پاک و ہند میں دو قومی تقریبہ کے بانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ اپنے مشہور زمانہ مکتوبات شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یزید بے دولت از اصحاب نیست در بختی او کرا سخن است کارے کہ آں بد بخت کردہ بیچ کافر و فرنگ نکند (مکتوبات شریف ص ۳۳)

مستحق لعنت است..... ایں سخن در باب یزید میگفت گنجائش داشت....

یزید بے دولت از ذمہ فسق است توقت در لعنت او بنا بر اصل مقدار اہل سنت است کہ شخص معین را تجوز لعنت نہ کردہ اند مگر آنکہ بقیں معلوم کند کہ خاتمہ او بر کفر بودہ..... نہ آنکہ او شایان لعنت نیست (مکتوبات شریف ص ۳۷)

یعنی امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ "یزید بد بخت اصحاب میں سے نہیں تھا اس کی بد بختی میں کیا کلام ہے۔ جو کارہائے بد اس بد بخت نے کئے ہیں کسی کافر فرنگی نے بھی نہیں کیے۔"

مستحق لعنت۔ اگر یہ بات یزید کے بارے میں کہی جائے تو گنجائش ہے یزید بد بخت فاسقوں میں سے ہے اس پر لعنت میں جو (بعض علماء کی طرف سے)

توقت کیا جاتا ہے۔ وہ اہل سنت کے ایک اصول کے مطابق ہے کہ جب تک کسی کے متعلق یقین نہ ہو جائے کہ اس کا غاتمہ کفر پر ہوا ہے وہ کسی شخص معین پر لعنت نہیں کرتے۔ یہ وقت اس لیے نہیں ہے کہ یزید لعنت کا مستحق نہیں ہے۔
شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی | محدث بالاتفاق تحقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

مراد بآں غلمہ (ہلکۃ اصحی علی یدی غلمۃ من قریش) یزید بن معاویہ، عبد اللہ بن زیاد و مانند ایشان خزیم اللہ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص ۱۵۵) ان مہلک امت بے وقوف و عمر عالم قریشی حاکموں سے مراد۔ یزید بن معاویہ، ابن زیاد اور ان جیسے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ذلیل کرے۔ "یزید خدا کا دشمن ہے وہ شرابی ہے زانی ہے تارک الصلوٰۃ ہے اور محارم کو بھی حلال جانتا ہے بعض لوگ اس کی لعنت میں توقف کرتے ہیں تو کیا یہ آیہ کریمہ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الآخرة واعد لہم عذابا مہینا (۲۲ سہرا ب ۵۵) کے مطابق وہ مستحق لعنت و عذاب نادر نہیں ہے (تکمیل الایمان ص ۱۷۱) نیز فرماتے ہیں۔ لعن اللہ قاتلہ و ابن زیاد و معہ یزید ایضاً (ما ثبت من السنۃ ص ۱۷۱) یعنی اللہ کی لعنت ہو امام حسین کے قاتل پر اور ابن زیاد پر اور اسی طرح اسکے ساتھ یزید پر بھی۔ نیز واقعہ حرہ کا ذکر فرماتے ہیں۔ (گفتاؤی رشیدیہ ص ۱۷۱) وقوع اُن در زمان شقاوت نشان یزید بن معاویہ است بعد از خراب شدن مدینہ ہمیں شکر را بیکہ فرستادہ وہم دریں سال اُن شقی بدار البوار رفت (اشعۃ اللمعات ص ۱۵۵)

ولما فعل یزید باہل المدینۃ ما فعل مع شرب الخمر واتیانہ المتکرات اشتد علیہ الناس ولحم یبارک اللہ فی عمرہ۔
 (ما ثبت من السنۃ ص ۱۷۱) جب یزید نے اہل مدینہ کے ساتھ کیا جو کچھ کیا نیز اس کا شراب پینا اور برائیوں کا ارتکاب کرنا ہوا تو لوگ اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر خراب میں برکت نہ دی۔

آپ یزید کی موت کے متعلق لکھتے ہیں۔ یزید شقی کہ بعد از واقعہ حرہ در اندک فرصت ہلاک شد و بقاب الہی المذوق و سل بکدخت وفانی شد (اشعۃ اللمعات ص ۱۵۵) یعنی واقعہ حرہ کا وقوع یزید شقی کے زمانہ میں ہوا۔ وہی لشکر مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے کے بعد مکہ پہنچا۔ اسی سال یزید شقی واصل جہنم ہوا۔ یزید شقی واقعہ حرہ کے بعد جلد ہی ہلاک ہوا اور اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آیا اور سل اور ذوق جیسی موزی مرض میں گھل گھل کر ہلاک ہو گیا نیز دیکھیں اشعۃ اللمعات ص ۱۵۵۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی | برصغیر پاک و ہند میں مدینت کے مسلم استاد محدث بالاتفاق جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

دعاۃ الضلال یزید بالشام و المختار بال عراق و نحو ذلک۔
 (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۷۱ مترجم) گمراہی کی طرف بلانے والے ملک شام میں یزید اور عراق میں مختار تھے (مختار نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا) حجۃ اللہ البالغہ اردو ص ۱۷۱۔ نیز آپ فرماتے ہیں

فتنہ احساس جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والوں کا فتنہ ہے اور یہ فتنہ اس زمانہ پر صادق آتا ہے جو حضرت معاویہ کے انتقال کے بعد اختلاف ہوا۔
 (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۷۱ اردو)

نیز آپ لکھتے ہیں۔ قال البغوی اراد بالفتنة الادلی مقتل عثمان
وبالثانية الحرة پس فتنه ثانیہ بعد فوت معاویہ بن ابی سفیان تاستقرار
خلافت عبدالملک - (الذات الخلفاء مترجم ص ۲۵) ترجمہ یہ علامہ بغوی فرماتے
ہیں فتنہ اولیٰ سے مراد (جو مدینہ میں واقع ہوئے) شہادت عثمان ہے اور فتنہ ثانیہ
سے مراد واقعہ حرہ ہے۔ لہذا فتنہ ثانیہ حضرت امیر معاویہ کی وفات سے لے کر
عبدالملک کے دور حکومت تک کا زمانہ ہے۔

علامہ قطب الدین خان حنفی | شارح مشکوٰۃ علامہ قطب الدین خان رحمہ اللہ
لکھتے ہیں امت کو ہلاک کرنے والے نو عمر بے وقوف قریشی حاکم۔ مراد ان لوگوں
سے یزید بن معاویہ اور عبداللہ بن زیاد اور مانند ان کے ہیں خزیم اللہ (اللہ تعالیٰ
انہیں ذلیل کرے) (مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ص ۳۲)

نیز فرماتے ہیں یزید پلید کا ایسا ہی حال ہوا کہ چند روز بعد واقعہ حرہ کے
بیماری دق اور سل کی سے ہلاک ہوا (مظاہر حق ص ۳۳)

نیز آپ حدیث شریف ”بنو امیہ سے حضور کو آفر دم تک نفرت رہی“ کے
تحت لکھتے ہیں ”اور تعجب ہے اس شخص پر جس نے (بنو امیہ کے برے
لوگوں میں) ابن زیاد کا نام تو لیا ہے لیکن یزید پلید کا نام ذکر نہیں کیا حالانکہ
یزید ابن زیاد کا بھی امیر تھا اور ابن زیاد نے جو کچھ کیا وہ یزید کے حکم سے کیا
(مظاہر حق ص ۳۵)

قاضی شاہ اللہ پانی پتی حنفی | شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے
شاگرد رشید مفسر قرآن علامہ قاضی شاہ اللہ پانی پتی رحمہ اللہ یزید کے متعلق اپنے
خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ ثم کفر یزید ومن معه بما انعم الله علیہم
وانتصبا بعد اذ آل النبی صلی الله علیہ وسلم وقتلوا حسینا

رضی اللہ عنہ ظلمنا وکفر یزید بدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔
(تفسیر مظہری ص ۵۷) ترجمہ یہ پھر یزید اور اس کے ساتھیوں نے اللہ کی نعمتوں
کی ناشکری کی اور اہل بیت کی دشمنی کا بھنڈا انہوں نے بلند کیا۔ آخر حضرت حسین
کو ظلماً شہید کیا اور یزید نے دین محمدی کا ہی انکار کر دیا۔

ويمكن ان يكون قوله تعالى ومن كفر بعد ذلك إشارة الى
یزید بن معاویہ۔۔۔۔۔ وفعل ما فعل حتى كفر بدین الله۔
تفسیر مظہری ص ۵۷) اور ممکن ہے کہ فرمان خداوندی ”اور جس نے کفر کیا بعد
اس کے“ میں یزید بن معاویہ کی طرف اشارہ ہو۔۔۔۔۔ اس نے کیا جو کچھ
کیا حتیٰ کہ اللہ کے دین کا منکر ہو گیا (واباح الخمر) اور شراب کو جائز قرار دے دیا۔
نیز فرماتے ہیں ”غرضیکہ کفر یزید از روایات معتبرہ ثابت می شود پس او
مستحق لعنت است اگرچہ در لعن گفتن فائدہ نیست لیکن الحب لله والبغض فی
الله مقتضی است (مکتوبات قاضی شاہ اللہ ص ۲۳) غرضیکہ یزید کا کفر معتبر روایات
سے ثابت ہو چکا ہے پس وہ لعنت کا مستحق ہے اگرچہ اس پر لعنت کرنے کا
کوئی ظاہری فائدہ نہیں ہے لیکن الحب لله والبغض فی الله (کسی سے اللہ کے
لیے محبت کرنا اور اللہ ہی کے لیے عداوت رکھنا) اس بات کا تقاضا کرتا ہے۔“
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی حنفی | شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے
صاحبزادے جناب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

جب یزید پلید قتل امام و ہتک حرمت اہل بیت سے فارغ ہوا تو اس
غرور سے اس کی شقاوت اور قساوت اور زیادہ ہوئی چنانچہ لواطت اور زنا، بھائی
کا بہن سے بیاہ اور سود و خیرہ منہیات کو اس نے اعلانیہ رواج دیا جس دن اس
پلید کے حکم سے کعبہ کی بے حرمتی کی گئی اسی دن محسن میں وہ واصل جہنم ہوا۔

(سرالشہادتین ص ۳۲) نیز فرماتے ہیں !

ایک شخص نے سوال کیا کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کا مقابلہ تھا تو حق تبارک و تعالیٰ کس طرف تھے۔ حضرت نے فرمایا میزان عدل پر تھے کہ صبر حضرت امام علیہ السلام کا اس مردود کے ظلم پر غالب آیا (کلمات عزیزی ص ۳۱) نیز آپ فرماتے ہیں ! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اس غرض سے نہیں نکلے تھے کہ خلافت کا دعویٰ کریں بلکہ حضرت امام حسین کی غرض یہ تھی کہ ظالم کے ہاتھ سے رعایا کی رہائی ہو جائے ابھی مدینہ منورہ، مکہ معظمہ اور کوفہ کے لوگ یزید پلید کے تسلط پر راضی نہ تھے (فتاویٰ عزیزی ص ۳۶۶)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی حنفی | اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ”یزید کو اگر کوئی کافر کہے تو منع نہیں کریں گے (الکوثر الشہابیہ ص ۵۵، ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۱۱) نیز فرماتے ہیں ”یزید پلید“ (ختم نبوت ص ۶۷) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پاروں کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمارہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا۔ مصطفیٰ کے گود پالے تن تازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے کہ تمام استخوان چور ہو گئے حرم محذرات شکوئے رسالت قید کئے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے ملعون ہے وہ شخص جو ان ملعون حرکات کو فسق و فجور نہ جانے، شک نہیں کہ یزید نے ملک میں فساد پھیلایا (عرفان شریعت ص ۳۱)

تیز فرماتے ہیں یزید پلید علیہ صایستحقہ بقیۃً باجماع اہل سنت فاسق فاجر و جری علی الکبائر تھا۔ یزید کے فسق و فجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا صاف ضلالت و بد دینی ہے (عرفان شریعت ص ۳۱)

تیز آپ فرماتے ہیں اس خبیث نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ سکینہ پر بھیج کر سترہ سو مہاجرین و انصار کو شہید کرایا۔ مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے پھر بیت اللہ کی بے حرمتی کی اور اسے جلایا (احسن الوما ص ۵۵)

مولانا حسن رضا خاں بریلوی حنفی | مولانا حسن رضا خاں بریلوی برادر صغیر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہما اللہ لکھتے ہیں۔

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت
تم کو مشرہ نادر کا اے دشمنان اہل بیت
کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
دن دہارے لٹ رہا ہے کاروان اہل بیت
اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنۃ اللہ علیکم دشمنان اہل بیت !
(ذوق نعت ص ۵۳)

خواجہ فرید الدین حنفی | سلطان الاولیاء خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں !

جند اسیر اے جورو جنادی
دلڑی قیدی کرب و بلا دی
ڈسم رقیب یزید پلید اے
(دیوان خواجہ فرید ص ۳۱)

سلطان العارفین حنفی | سلطان العارفین حضرت سلطان بابو رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

جیکر مندے بیعت رسولی
تاں پانی بند کیوں کر دے ہو
جیکر کر دے خوف خدا دا
تاں تنہو خیمے کیوں ٹر دے ہو
(ابیات بابو ص ۱۹)

حضرت بحر العلوم | شارح مسلم الثبوت (درس نظامی کی مختصر مگر جامع کتاب)
حضرت بحر العلوم فرماتے ہیں۔ ان یزید کان من اخبث الناس وکانت
بعید ابر احل من الامامة بل شک فی ایمانه خذله الله۔

(شرح مسلم الثبوت از بحر العلوم ص ۳۸) ترجمہ :- یقیناً یزید انسانوں میں سے خبیث ترین
انسان تھا اور وہ امامت و خلافت کی اہلیت سے بہت دور تھا بلکہ ہمیں تو
اس کے ایمان میں بھی شک ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے۔

مولانا نعیم الدین مراد آبادی حنفی | محشی کنز الایمان صدر الافاضل مولانا نعیم الدین
مراد آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا وجود مبارک یزید
کی بے قاعدگیوں کے لیے ایک زبردست محاسب تھا، اسی لیے حضرت امام کی
شہادت اس کے لیے باعث مسرت ہوئی۔ حضرت امام کا سایہ اٹھنا تھا کہ یزید
کھل کھیلا اور انواع و اقسام کے معاصی کی گرم بازاری ہو گئی۔ زنا، لواطت،
حرام کاری، بھائی بہن کا بیاہ، سود اور شراب دھڑے سے رائج ہوا۔ آخر کار
یزید پلید کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک فرما دیا اور وہ بد نصیب تین برس سات مہینے
تحت حکومت پر شیطنت کر کے جس دن اس پلید کے حکم سے کعبہ معظمہ کی
بے حرمتی ہوئی تھی اسی دن ہلاک ہوا (سوانح کربلا ص ۱۱۱)

نیز فرماتے ہیں! بد باطن، سیاہ دل، تنگ فاندان، فاسق و فاجر، شرابی
بدکار، ظالم، بے ادب، گستاخ تھا۔ اس کی بے ہودگیاں اور شرارتیں ایسی ہیں
جن سے بد معاشوں کو بھی شرم آئے (سوانح کربلا ص ۱۱۲)

نیز فرماتے ہیں! اگر امام اس وقت یزید کی بیعت کر لیتے تو اسلام کا نظام
درہم برہم ہو جاتا اور دین میں ایسا فساد برپا ہو جاتا جس کا دور کرنا بدکونا ممکن ہوتا
یزید کی ہر بدکاری کے جواز کے لیے امام کی بیعت سند ہوتی (سوانح کربلا ص ۱۱۳)

نیز لکھتے ہیں! حضرت امام حسین کو یزید جیسے عیب مجسم شخص کی بیعت پر
مجبور کیا جاتا ہے جس کی بیعت کو کوئی بھی واقف حال و نیندار آدمی گوارہ نہیں کر
سکتا۔ اور نہ ہی وہ بیعت کسی طرح جائز تھی (سوانح کربلا ص ۱۱۴)

یزید وہ بد نصیب شخص ہے جس پر ہر قرن میں دنیا کے اسلام ملامت کرتی
ہی ہے اور قیامت تک اس کا نام حقیر سے لیا جائے گا (سوانح کربلا ص ۱۱۵)
پیر مہر علی شاہ صاحب حنفی | تاجدار گورہ شریف جناب پیر مہر علی شاہ صاحب
رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ کے بعد سلسلہ خلافت بالکل جبری حکومت اور دعوت الی
جہنم تک پہنچا (فتاویٰ مہریہ ص ۳۳)

بوعلی قلندر | سند الاولیاء شیخ بوعلی قلندر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

بہر دنیا آں یزید ناخلف دین خود کردہ برلئے اوتلف

زال دنیا چوں در آمد در نکاح کرد بر خود خون آں سید مباح

(مشنوی بوعلی شاہ قلندر ص ۱۱)

یعنی یزید نا بھار نے دنیا کے لیے اپنا دین تباہ کر لیا۔ دنیا کی بے وفا لونڈی
جب اس کے زیر تسلط آئی تو اس نے اپنے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
کا خون جائز سمجھ لیا۔

صدر الشریعہ حنفی کا فیصلہ | صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

یزید پلید فاسق و فاجر، مرتکب کبائر تھا، آج کل جو بعض گمراہ لوگ کہتے ہیں کہ
ہیں ان کے مقابلہ سے کیا نسبت۔ وہ بھی شہزادے یہ بھی شہزادہ۔ ایسا کہنے والا
مردود، فارسی، نا صبی اور مستحق جہنم ہے (بہار شریعت ص ۱۱۶)

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی | مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی سے پوچھا گیا کہ

یزید کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہیے؟ تو آپ نے جواب دیا "بعض لوگوں نے افراط سے کام لیا اور کہا کہ یزید جب با اتفاق تمام مسلماناں امیر بن گیا تو اس کی اطاعت امام حسین پر واجب تھی لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ اس کی امارت پر مسلمانوں کا اجماع کب ہوا تھا۔ صحابہ اور اولاد صحابہ کی ایک جماعت اس کی اطاعت سے خارج تھی اور جنہوں نے اس کی اطاعت قبول کی تھی جب ان کو یزید کی شراب خوری، ترک صلوٰۃ، زنا اور محارم کے ساتھ حرام کاری کی حالت معلوم ہوئی تو مدینہ منورہ میں واپس آکر انہوں نے بھی بیعت کو فسخ کر دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ قتل امام حسین گناہ کبیرہ ہے نہ کہ کفر۔ اور لعنت کفار کے ساتھ مخصوص ہے۔ قربان جاؤں ان کی ذہانت پر ان کو یہ معلوم نہیں کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانے کا کیا ثمرہ ہوتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا (آلکاف ۵۷) یعنی بے شک جو لوگ اللہ اور رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا میں اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا گیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یزید کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس کفر و معصیت کے ارتکاب کے بعد اس نے توبہ کر لی ہو اور اسی توبہ پر اس کا انتقال ہوا ہو۔ اس کے معاصی سے تائب ہونے کا محض احتمال ہے ورنہ اس بد نصیب نے جو کارنامے کئے اس اُمت میں کسی نے ایسے نہیں کیے قتل امام حسین، اور اہانت اہل بیت کے بعد مدینہ منورہ کی تخریب اور اسکے باشندوں کو قتل کرنے کے لیے لشکر بھیجا اور واقعہ حرہ میں مسجد نبوی میں تین روز تک نماز و اذان نہیں ہوئی اور اس کے بعد حرم پاک اور مکہ معظمہ کی طرف لشکر روانہ کیا یزید مر گیا اور جہان کو پاک کر گیا اور بعض بلا تردد یزید پر لعنت جائز سمجھتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل اور بعض دیگر اسلاف نے یزید پر لعنت بھیجی ہے اور ابن جوزی جو کہ سنت و شریعت کی حفاظت میں متعصب سمجھے جاتے ہیں اپنی کتاب میں اسلاف سے یزید پر لعن کا قول نقل کیا ہے اور علامہ نقاشانی نہایت جوش و خروش سے یزید اور اس کے مدعا داروں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ صحیح مسک یہ ہے کہ اس شقی کو مغفرت و رحمت سے ہرگز یاد نہیں کرنا چاہیے (فتاویٰ عبدالحی ص ۷۸)

مولانا رکن عالم صاحب حنفی مشہور زمانہ کتاب "رکن دین" کے مصنف مولانا الشاہ محمد رکن عالم صاحب رحمہ اللہ اس مسئلہ پر لکھتے ہیں۔

"یزید پلید کی حکومت جبر یہ تھی کیونکہ اہل حل و عقد اس کی حکومت پر ناراض تھے اس کی لعنت میں علماء کے اقوال مختلف ہیں۔ یہ اختلاف صرف لفظ لعنت کہنے کے اندر ہے ورنہ مبغض اور مقہور ہونے میں اس پلید کے کسی کو کلام نہیں (توضیح الفقائد ۲ ص ۹)

شاعر مشرق حنفی شاعر مشرق مخدوم ملت ڈاکٹر سر علامہ محمد اقبال صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں۔

زندہ حق از قوتِ شبیری است	باطل آخر داغِ حسرتِ میری است
چوں خلافتِ رشتہ از قرآنِ گیسخت	حریتِ رازِ ہر اندرِ جامِ ریخت
خاست آں سرِ جلوئے خیرالامم	چوں سحابِ قبیلہ بارانِ درختم
بر زمینِ کربلا با رید و رفت	لالہ در ویرِ انہا کا رید و رفت
تا قیامت قطعِ استبدادِ کرد	موجِ خونِ اوچینِ ایجادِ کرد
ماسوی اللہ را مسلمان بندہ نیست	پیشِ فرعونے سرش انگندہ نیست

موسیٰ و فرعون، شبیر و یزید

ایں دو قوت از حیات آمد پدید

ترجمہ :- اے قوت شیریں کی برکت سے ہی آج تک حق قائم ہے اور باطل کے مقدر میں آخر حسرت و ناکامی ہی ہے۔
۲: مخالفت نے جب قرآن سے اپنا رشتہ توڑ لیا اور حریت و آزادی کے جام میں زہر گھول دیا۔

۳: خیرالام کا مترجم بادل رحمت کے بادل کی مانند اٹھا۔
۴: کربلا کی زمین میں برسا اور ویرانے میں گل لالہ اگا کر چلا گیا۔
۵: آپ نے اپنا سر دے کر قیامت تک کے لیے جبر و استبداد کا فاتر کر دیا اور آپ کے پاکیزہ خون نے ایک گلستان آباد کر دیا۔

۶: مسلمان اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کا غلام بے دام نہیں بن سکتا اور کسی فرعون کے سامنے اس کا سر نہیں جھک سکتا۔
۷: حقیقت یہ ہے کہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں فرعون اور جناب حسین کے مقابلہ میں یزید آیا ہے اسی طرح ہمیشہ سے اس کشمکش حیات میں یہ دونوں (حق و باطل) قوتیں آپس میں برسرِ پیکار رہی ہیں۔

باقی تمام بیان موعظت نشان کے علاوہ جو آخری شعر میں درویش لاہوری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور فرعون مردود کی یزید بد نصیب کے ساتھ مل و کردار میں مشابہت بیان کی ہے اس سے آپ کا یزید کے متعلق عقیدہ و نظریہ بالکل صاف واضح ہو رہا ہے اس طرح آپ نے یزید کے ایمان کا بھانڈا چور ہے میں پھوڑ دیا ہے۔

بانی دارالعلوم دیوبند حنفی | بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی بیان کرتے ہیں !

بالجملہ براصول اہل سنت حال یزید بہ نسبت سابق متبدل شود نزد بعض کافر

شود و نزد بعض کفر و متحقق نہ گشت اسلام سابق مخلوط بغلط شد اگر حضرت امام کافر پنداشتند در خروج براوچہ خطا کردند امام احمد را ہمیں خاطر پسند خاطر افتاد (مکتوبات شیخ الاسلام ص ۲۵۵) دراصل اہل سنت کے اصول کے مطابق یزید کی پہلی حالت بدل گئی تھی۔ بعض کے نزدیک وہ کافر ہو گیا اور بعض کے نزدیک اس کا کفر ثابت نہ ہوا بلکہ اس کا سابقہ اسلام منق و مجور کے ساتھ مخلوط ہو گیا۔ اگر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسے کافر سمجھا اور اس پر خروج کیا تو کون سی غلطی کی اور حضرت امام احمد کو بھی یہی بات پسند آئی۔

اکابرین علماء دیوبند حنفی | مولوی محمد صدیق صاحب دیوبندی نے ابوداؤد کی ایک مختصر شرح لکھی ہے اور اس کے صفحہ اول پر انہوں نے لکھا ہے کہ یہ شرح میں نے مولانا محمود الحسن صاحب، مولانا محمد انور شاہ صاحب کٹھیری، مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کی تقریرات (جو کہ انہوں نے ابوداؤد شریف پڑھاتے ہوئے کیں) سے مستفید ہو کے لکھی ہے۔ اس میں ابوداؤد شریف ص ۵۸ کی حضرت حذیفہ کی اندھے اور بہرے فتنے والی روایت کے تحت لکھتے ہیں۔ اصایر ید فہم یتعاقدا الحسین البیعة معہ لما لم یرہ متاہلا لہا۔ (انوارالمحمود شرح ابوداؤد ص ۲۵)

یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت اس لیے نہیں کی تھی کہ آپ اسے خلافت و امامت کا اہل نہیں سمجھتے تھے۔

گنگوہی صاحب حنفی کا فیصلہ | دیوبندی مکتب فکر کے نزدیک تیرہویں صدی کے مجدد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں۔

یزید کے افعال ناشائستہ ہر چند موجب لعن ہیں مگر جس کو متحقق اخبار اور قرائن سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان مقاصد سے راضی اور خوش تھا اور جائز جانتا تھا اور بڑی توبہ

کے مرگیا وہ تو لعن کے جواز کے قائل ہیں اور دراصل مسئلہ یونہی ہے (فتاویٰ رضویہ ص ۱۹۲) یہاں گنگوہی صاحب "مسئلہ یونہی ہے" کے الفاظ میں اپنا عقیدہ بیان کر رہے ہیں۔ گنگوہی صاحب کو مقتدا ماننے والے حضرات متوجہ ہوں۔ مزید تسلی مقصد ہو تو مندرجہ بالا بیانات اور آگے آنے والے چودہویں صدی کے بزم شہادہ صاحب کا بیان بھی پڑھ لیں۔

تھانوی صاحب حنفی کا فیصلہ | دیوبندی مکتب فکر کے نزدیک چودہویں صدی کے مجدد مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں۔

یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے یزید کو اس قاتل میں معذور نہیں کہہ سکتے کہ وہ مجتہد (حضرت امام حسین) سے اپنی تقلید کیوں کرواتا تھا مسلط ہونا کب جائز ہے۔ خصوصاً نااہل (یزید) کو (بلکہ) اس پر خود واجب تھا کہ مغزول ہو جاتا پھر اہل حل و عقد کسی اہل کو خلیفہ بنالیتے (امداد الشافعی ص ۵۵)

سید امیر علی حنفی کا فیصلہ | شارح ہدایہ مترجم فتاویٰ ہندیہ مولانا سید امیر علی شاہ صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔

"حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجی الہی یہ بات قطعاً معلوم ہو چکی تھی کہ آئندہ یزید پلید اور ولید و حجاج وغیرہ کے مانند ایسے ظالم ہوں گے کہ قرآن مجید پر ایمان لانے سے مغرور ہو کر توہین کریں گے اور آپ کی عزت طیبین کے ساتھ ظلم کے ساتھ پیش آئیں گے آپ نے یہ حجت تمام فرمائی اگرچہ آپ کو معلوم تھا کہ یزید پلید ایسے بدکار ہوں گے جس سے ان پر قیامت تک شذیت بلکہ لعنت باقی رہے گی (تفسیر مواہب الرحمن ص ۵۵)

نیز آپ لکھتے ہیں! یزید مردود اور اس کے ساتھیوں کی ذات سے اہل بیت

کے حق میں شہید کرنے اور تعظیم نہ کرنے کی بد ذاتی سرزد ہوئی حتیٰ کہ حضرت مقدس امام الدین والدین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید پلید سے بیعت کو منظور نہیں فرمایا تھا۔ (عاشیہ تفسیر مواہب الرحمن ص ۵۵)

شبلی نعمانی حنفی و سید سلیمان ندوی | مولانا شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی دیوبندی اپنی معروف تصنیف میں لکھتے ہیں۔

امیر معاویہ نے سترہ میں وفات پائی اور ان کے بجائے یزید تخت نشین ہوا اور یہی اسلام کے سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادبار و نکبت (بد بختی) کی اولین شب تھی۔ حضرت ابوہریرہ سے متعدد روایتیں ہیں۔ مسند امام احمد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ سترہ کے شروع ہونے سے اور لوگوں کی حکومت سے پناہ مانگا کرو (سیرۃ النبی ص ۳۵)

قاری محمد طیب حنفی | بانی دارالعلوم دیوبند کے صاحبزادے قاری محمد طیب صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔

"بہر حال یزید کے فسق و فجور پر صحابہ کرام کے سب متفق ہیں اور انکے بعد علماء راسخین محدثین فقہاء مثل علامہ قسطلانی، علامہ عینی، علامہ بیہقی، علامہ ابن جوزی، علامہ تفتازانی، محقق ابن ہمام، حافظ ابن کثیر، علامہ اکبیا الہرانی جیسے محققین یزید کے فسق و فجور پر علماء سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اس کے قائل ہیں تو اس سے زیادہ یزید کے فسق کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے (شہید کر بلا اور یزید ص ۱۵۵)

مفتی محمد شفیع حنفی | مشہور دیوبندی مصنف مفتی محمد شفیع صاحب کراچی لکھتے ہیں! "امام پاک کے خطبات کو عجز سے پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مقصد خلافت نبوت کی بجائے ملوکیت و آمریت کی بدعت کے مقابلہ میں مسلسل جہاد تھا (شہید کر بلا ص ۱۵۵)

مولوی عبدالرب حقانی

مولوی عبدالرب دیوبندی یزید کے بغض اہل بیت کا ذکر کرتے ہیں۔

”اور جو چھڑی یزید کے ہاتھ میں تھی وہ حضرت حسین کے ہونٹوں پر لگاتا تھا اور کہتا تھا اے حسین! اسی منہ سے تم کہتے تھے کہ ہم یزید کی بیعت نہیں کریں گے (مرح البجین ص ۳۵۹)

ڈاکٹر حمید الدین

عصر حاضر کے مؤرخ جناب ڈاکٹر حمید الدین صاحب پی ایچ ڈی لکھتے ہیں۔

”جب یزید کی ولی عہدی کا اعلان کیا گیا تو تمام اہل حجاز نے اس نامزدگی کی شدید مخالفت کی (ص ۲۳) یزید کی بیعت نیز شرعی بیعت تھی (ص ۲۴۳) لوگ واقعہ کربلا سے پہلے ہی یزید کو ناپسند کرتے تھے (ص ۲۵۵) واقعہ کربلا کے بعد مدینہ الرسول کی تباہی یزید کا دوسرا سیاہ کارنامہ ہے اور خرم پر سنگ باری یزید کا تیسرا سیاہ کارنامہ ہے (تاریخ اسلام ص ۲۵۳)

پروفیسر سید عید القادر

پروفیسر محمد شجاع الدین

عصر حاضر کے مؤرخ پروفیسر سید عبدالقادر سابق وائس چانسلر و صدر شعبہ تاریخ اسلامیہ کالج لاہور اور پروفیسر محمد شجاع الدین استاد علم تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور لکھتے ہیں۔

”تاریخ اسلام میں سب سے زیادہ بدنام یزید کی شخصیت ہے جسے ہر شخص نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ابن خلف کا قول ہے یزید نے ساڑھے تین سال مکومت کی پہلے سال اس نے حسین بن علی کو شہید کرایا، دوسرے سال مدینہ کو بٹا اور تیسرے سال کعبہ پر حملہ کیا غرضیکہ یزید فاسق و فاجر حکمران تھا اس لئے عام مسلمان اسے سنگ اسلام سمجھ کر نفرت و بغاوت کی نظر سے دیکھتے تھے (تاریخ اسلام ص ۲۵۳) مولوی خرم علی حقانی شارح مشارق مولوی خرم علی صاحب دیوبندی لکھتے ہیں!

یعنی قریش کی قوم سے چند نوجوان بے رحم، بے عقل حاکم ہوں گے مسلمانوں کی بے عزتی اور خون ریزی ناحق کریں گے جیسے یزید پلید اور اکثر مردان کی اولاد (مشارق الانوار ص ۲۸۴)

قاضی سلیمان منصور پوری

مشہور (بزعم شام) المجدیث مصنف قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری لکھتے ہیں!

”فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیبہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے فرمایا۔ لا ینزعہا یا بنی ابی طلحہ منکم الا ظالم۔ (یعنی اے ابی طلحہ کی اولاد تم سے یہ چابیاں کوئی نہ پھینے گا ہاں مگر وہ جو ظالم ہوگا یزید پلید نے ان سے یہ کلید پھین لی تھی اس کے بعد پھر کسی شخص نے اللہ کے رسول کی زبان سے ظالم کہوانے کی جرأت نہیں کی (رحمۃ اللعالمین ص ۳۲)

وحید الزمان

غیر متقدم حضرات کے مابہ ناز محدث مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں!

انما العناک لانه لعن علیہ اما منا احمد بن حنبل وکن الک روی ابن الجوزی من اصحابنا من السلف جواز اللعن علیہ و منع الغزالی عنہ تحکم و هو لم یلتفت الی قوله تعالی ان الذین یبؤ ذون اللہ ورسوله لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و اعد لہم عذابا مہینا و ای ایذا اعظم من قتل آلہ و اقاربہ صلی اللہ علیہ وسلم و ہتک حرمتہ و قتل اہل اللہ (معاذ اللہ) (۹۷)

ترجمہ! دراصل ہم یزید پر لعنت کرتے ہیں کیونکہ ہمارے امام حضرت احمد بن حنبل نے اس پر لعنت کی ہے اور اسی طرح ہمارے اسلاف میں سے محدث ابن جوزی

سے بھی یزید پر لعنت کا جواز نقل کیا گیا ہے اور غزالی کا اس سے منع کرنا بے دلیل ہے اور انہوں نے یہ نہ سوچا کہ فرمان خداوندی ہے "بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے" اور آپ کی آل پاک اور آپ کے قرابت داروں کے قتل اور آپ کے حرم پاک کی توہین اور اہل مدینہ کے قتل سے بڑی ایذا کون سی ہوگی۔

تیز وہ لکھتے ہیں! وخرج امامنا الحسين بن علي بن علي بن زيد لعنه الله لانه ما دخل في بيعته وكنت اكثر اهل المدينة والذين دخلوا في بيعته هم ايضا نكثوا بيعته لمارأوا من فسقه وفجوره والحادة كتحليل الحمرة والزنا وغير ذلك فهو عليه السلام يدل نفسه لاعلاء كلمة الله واقامة الشرع الملتين وصار سيد الشهاداء والصدیقین ومن انكر شهادة الحسين رضي الله عنه فقد اخطأ خطأ فاحشاً (ہدیۃ المہدی ص ۱۱۱) ترجمہ! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید "اللہ کی لعنت ہو اس پر" پر خروج کیا کیونکہ اکثر مدینے والے اور اسی طرح اور جو بھی اس کی بیعت میں داخل ہوا تھا، سب نے اس کی بیعت توڑ دی جبکہ انہوں نے اس کا فسق و فجور اور الحاد مثلاً شراب کو حلال جانا اور زنا کرنا اور اسی طرح ان کے علاوہ اس کی اور باتیں دیکھیں۔ پس اس وقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو اعلاء کلمۃ الحق اور شریعت مطہرہ کی اقامت کا زیادہ مقدار سمجھا، اور آپ سید الشہداء اور سید الصدیقین بن گئے اور جو کوئی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید نہ سمجھے اور آپ کو باغی کہے، تحقیق اس نے غلطی کی، غلطی غلطی۔

تیز لکھتے ہیں! ابن زیاد ویزید لعنہما اللہ (حاشیہ ہدیۃ المہدی ص ۱۱۱)

ترجمہ: "ابن زیاد اور یزید، اللہ کی لعنت ہو ان دونوں پر۔" یاد رہے کہ یہ وہی ہدیۃ المہدی ہے جس کے متعلق مصنف مذکور خود ہی وضاحت کرتے ہیں۔

ان بعض اخواننا من اهل الحديث قد غلوا في الدين ولم يميزوا
المشركين من المؤمنين وشددوا التکثير في المسائل الخلافية بين
المجتهدين وناس منهم عروا عن علم اصول الدين واطهر واما اظهروا
بالظن والتخمين فالهمنى ربى ان اولعت كتابا جاعا معال لعقائد والاصول اقتصر فيها
من المسائل على ما هو الحق المقبول واسميه بهدية المهدى۔

(ہدیۃ المہدی ص ۱۱۱) ترجمہ: بے شک ہمارے بعض اہل حدیث مبہائیوں نے دین میں زیادتی کی ہے اور مشرکوں اور مومنوں میں امتیاز نہیں کیا (مثلاً عبد الوہاب بخاری اور اس کا بیٹا محمد بن عبد الوہاب بخاری اور مولوی اسماعیل دہلوی وغیرہ۔ حاشیہ ہدیۃ المہدی ص ۱۱۱) اور مجتہدین کے اختلافی مسائل میں بہت سختی سے انکار کیا ہے اور ان میں سے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو سرے سے ہی اصول دین کا علم ہی نہیں رکھتے اور انہوں نے (اپنی کتابوں میں) وہی کچھ بیان کیا ہے جو کچھ انکے گمان اور اندازے کے مطابق تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے خفیہ علم دیا کہ میں عقائد اور اصول پر ایک ایسی جامع کتاب لکھوں جس میں صحیح صحیح مسائل بیان کروں اور میں اس کا نام ہدیۃ المہدی رکھتا ہوں۔

نواب صدیق حسن | مشہور غیر مقلد مصنف نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں
وے شارب خمر و زانی و فاسق و مستقل مجرم بود (بیۃ الراشد ص ۱۱۱) ترجمہ: یزید شراب پینے والا، زنا کار، فاسق اور مجرمات کو حلال جاننے والا تھا۔

تیز لکھتے ہیں: وے مہمومن ترین مردم است نزد اکثر مردم و کار ہائے کہ آں

سے سعادت وریں امت کردہ از دست پہنچ کس ہرگز بنیاد (بغیۃ الزیادہ ص ۵۵) یعنی یزید عوام الناس کے نزدیک مبغوض ترین انسان ہے جو کارہائے بد اس بد بخت نے اس امت میں کئے ہیں ایسے بڑے کام اور کسی کے ہاتھ سے ہرزہ نہیں ہو سکے۔
جنات کا نظریہ تقریباً سب ہی مؤرخین نے لکھا ہے کہ شہادت امام عالی مقام کے بعد یہ اشعار سنے گئے۔

ایہا القاتلون ظلمنا حسینا
 کل اهل السماء یدعو علیکم
 ابشروا بالعذاب والتنکیل
 من نبی و ملک و قبیل
 لقد لعنتہ علی لسان داؤد
 و موسی و حامل الانجیل
 تاریخ کامل ص ۱۹۵ (البدایہ والنہایہ ص ۱۹۵) سوانح محرقہ ص ۱۹۳۔

ترجمہ :- اسے امام حسین کو ظلم کے ساتھ شہید کرنے والو، آخرت کے مذاہب اور دنیا کی ذلت کی خوش خبری حاصل کرو۔ تمام آسمان والے نبی ہوں یا فرشتے وہ تمام کے تمام تم پر بدعا کر رہے ہیں، البتہ تم پر ضرور لعنت کی گئی ہے حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے اور صاحب انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے۔

ابن عراوہ یزید کے ایک ہم عصر شاعر ابن عراوہ نے اس کے منقول چند شعر کہے ہیں۔ آپ بھی پڑھیں۔

ابخی امیۃ ان آخر ملککم
 طرقت مغنیۃ و عند سادۃ
 جسد ابخوارین ثم مقیم
 کوب و زق راعف مرثوم
 و مرقۃ تبکی علی نشوانہ
 بالغم تقعد تارۃ و تقوم
 (تاریخ طبری ص ۱۹۵، تاریخ کامل ص ۱۹۵) ترجمہ :- اے بنی امیہ تمہارا آخری حکمران ابخوارین کے مقام پر پڑا ہے، رات کے وقت اس کی موت آگنی جیکے لکے

تیکے کے پاس شراب کے پیالے پڑے ہیں اور مشک سرخ رنگ کی شراب سے بھری پڑی ہے اور خوبصورت لونڈی اس پر چیخ چیخ کر رو رہی تھی وہ صدمہ سے کبھی کھڑی ہو جاتی اور کبھی بیٹھ جاتی تھی۔

گھر کا بھیدی لڑکا ڈھاتے یزید کے مرنے کے بعد جب اس کا بیٹا معاویہ تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے خلیے میں کہا، انہ لما ولی سعد المنیر فقال ان هذه الخلافة حیل الله.... ثم قلدا بی (یزید) الا صرد کان غیر اهل له و نازع ابن بنت رسول الله فقصف عمره و انتبر عقبه و صار فی قبره رھینا بن توبہ رصواعق محرقة ص ۲۲، تاریخ اسلام از سید امیر علی ص ۱۱) و کان غیر خلیف الخیر فربکب هواہ و استحسن خطاہ و عظم رجاءہ فاخلفہ الا مل و قصر عنہ الا حیل و صار فی حفرتہ رھینا بن توبہ۔

(البدایہ والنہایہ ص ۲۲۴، تاریخ یعقوبی ص ۲۵۵ فتاویٰ عبدالحی ص ۸)

ترجمہ :- جب یزید کا بیٹا معاویہ تخت نشین ہوا تو منبر پر چڑھا اور کہا تحقیق یہ خلافت اللہ کی رسی ہے..... پھر میرا باپ (یزید) خلیفہ ہوا اور تحقیق وہ خلافت کا اہل نہیں تھا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کے ساتھ تنازع کیا۔ پس اسکی عمر کم ہو گئی اور اس کے پس ماندگان بکھر گئے۔ اور وہ اچھی عادتوں والا نہ تھا خواہشات کا غلام تھا، اپنی برائیوں پر خوش ہوتا تھا، اپنی امیدیں بہت بڑھا رکھی تھیں۔ بالآخر اس کی تمام امیدیں منقطع ہو گئیں اور اس کو موت نے آدھوچا اور اب وہ اپنی قبر میں اپنے گنہوں کی وجہ سے گرفتار ہے۔ اسی حق پسندی کی وجہ سے آپ کو زہر دے دیا گیا تھا (تاریخ طبری ص ۱۹۵، تاریخ کامل ص ۱۹۵)

مروان کی لعنت حضرت سید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں !

كنت جالساً مع ابی هريرة في مسجد النبي صلى الله عليه وسلم
بالمدينة ومعنا مروان - قال ابو هريرة سمعت الصادق المصدوق
يقول هلكة امتی علی یدی غلعة من قریش فقال مروان لعنة الله
عليه غلعة الخ (بخاری شریف ۲ ص ۱۰۴)

میں مدینہ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور
مروان بن حکم بھی ہمارے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت ابوہریرہ نے کہا میں نے
صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا میری امت کی
ہلاکت قریش کے نو عمر لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی (شانید آپ مروان کو ہی سنا رہے
ہوں گے) مروان نے کہا اللہ کی لعنت ہو ان لڑکوں پر۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

جن پتہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے | جب یزید نے سانحہ کربلا کے

بعد مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ پر حملہ کا ارادہ کیا تو! وبعث الی
عبید اللہ بن زیاد یاصرة بالمسیر الی المدينة ومحاصرة ابن الزبیر
بحکة فقال والله لاجتمعنہا للفاسق قتل ابن رسول الله وعزوا الکعبة -
(تاریخ کامل ص ۱۱ طبع بیروت، البدایہ والنہایہ ص ۳۱۹، حذب الغروب الی
ویدار الحبوب ص ۳، تاریخ اسلام از ڈاکٹر حمید الدین ص ۳۳)

ترجمہ :- اور یزید نے ابن زیاد کی طرف حکم بھیجا کہ وہ مدینہ پر حملہ کرے اور
پھر مکہ شریف میں جا کر عبداللہ بن زبیر کا محاصرہ کرے۔ ابن زیاد نے کہا خدا کی
قسم میں ایک فاسق (یزید) کے لیے دو برائیاں نہیں کر سکتا یعنی (پہلے تو اس کے
حکم سے میں نے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادے کو قتل کیا (اور اب اس کے
حکم سے) کعبہ پر حملہ کروں (چنانچہ اس نے مقرر کر لی)۔

ان الفاظ میں جہاں ابن زیاد، یزید کے شوق و فحور کا بانگ دہل اعلان کر رہا
ہے وہاں یہ بھی صاف صاف بتا رہا ہے کہ المیہ کربلا میں جو کچھ ہوا وہ یزید کے حکم سے
ہی ہوا تھا۔

اگلے باب میں انشاء اللہ اس مسئلہ کو مدلل طور پر بیان کیا جائے گا۔

ابن سعد | جب بن سعد کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقابلہ
کرنے کو کہا گیا اور حکم ماننے کی صورت میں رے کی رباست بطور جاگیر دینے کا وعدہ
کیا گیا اور حکم عدوی کی صورت میں رے کی گوزری سے بھی مغزولی کی دھکی دی گئی تو
اس پر ابن سعد نے یہ اشعار کہے۔

ترك ملك الرے والرے رغبة

امار جمع مذموم ما يقتل حسين

وفي قتله النار التي ليس دونها

حجاب وملك الرے قررة عين

(تاریخ ابن خلدون اردو ص ۲ ص ۹۶)

ترجمہ :- کیا میں رے کی حکومت چھوڑ دوں حالانکہ وہ میری آرزو ہے یا میں
امام حسین کے قتل کی وجہ سے مذمت کیا گیا لوٹوں۔ امام حسین کے قتل میں ایسی
آگ ہے جس کے آگے کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور رے کی حکومت میری
آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

حضرت حر شہید | شہید اہل بیت حضرت حر بن یزید رباعی رحمہ اللہ کے
برادر اصغر حضرت مصعب بن یزید رباعی نے جب میدان کربلا میں آپ سے آپ کی
کپکپاہٹ، پریشانی اور چہرہ کی زردی کا سبب پوچھا تو آپ نے جواب دیا !

”اے برادر یہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے سے جنگ ہے۔ اپنی

ماقبت سے بڑائی ہے، میں بہشت و دوزخ کے درمیان کھڑا ہوں۔ دنیا پوری قوت کے ساتھ مجھے جہنم کی طرف کھینچ رہی ہے اور میرا دل اس کی ہیبت سے کانپ رہا ہے۔ (سوانح کر بلا ص ۹)

اس کے بعد آپ کی قیمت نے یاری کی اور آپ نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور جا کر شہزادہ کوئین کے قدموں میں سر رکھ دیا، آپ کے بعد آپ کے بھائی حضرت مصعب بھی یزیدیوں کا ساتھ چھوڑ کر آئے اور خدام اہل بیت میں شامل ہو گئے۔

سینوں میں آگ لگ گئی اعدائے دین کے
فیض و غضب کے شعلوں سے دل ہو گئے کباب

رومی قاصد کا اظہار خیال | قیصر روم کا قاصد کسی شہابی کام سے یزید

کے پاس گیا وہاں اس نے یزید کے خزانہ میں ایک سر پڑا ہوا دیکھا تو اس نے پوچھا۔ اسے یزید یہ سر کس کا ہے؟ یزید نے کہا یہ سر حسین بن علی کا ہے۔ قاصد نے پوچھا کون حسین بن علی؟ یزید نے کہا فاطمہ کا بیٹا حسین۔ قاصد نے پوچھا کون فاطمہ یزید نے کہا فاطمہ محمد کی بیٹی۔ قاصد نے تعجب سے پوچھا تمہارا نبی محمد؟ یزید نے کہا ہاں وہی محمد۔ پھر قاصد نے پوچھا اس کا باپ کون ہے؟ یزید نے کہا علی ابن ابی طالب۔ قاصد نے پوچھا کون علی؟ یزید نے کہا محمد کا چچا زاد بھائی۔

فقال تباً لكم ولد دينكم ما انقذ دحق المسيح على شيعي ان عندنا
في بعض الجزائر دير فيه حاضرممار رقيه عيسى السيد المسيح
ونحن نحم اليه في كل عام من الاقطار وننذر له التدور و
نعظمه كما تعظمون كعبتكم فاشهد انكم على باطل ثم قام وولم يعد
اليه - (مواہق محرقہ ص ۱۹۹، تذکرۃ النواص ص ۳۱، اسعاف الارضین

برعاشیہ نور الابصار ص ۳۲)

قاصد نے کہا بربادی ہے تمہارے لیے اور تمہارے ایسے دین کے لیے۔ تم کیسے مسلمان ہو آؤ تمہیں حضرت عیسیٰ کا مقام بتاؤں، بعض جزیروں میں کچھ ایسی جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سواری کے پاؤں کے نشان ہیں اور ہم ہر سال اس جگہ کی زیارت کو جاتے ہیں اور ہم وہاں پر مغنیں مانتے ہیں اور ہم اس جگہ کی ایسے ہی تعظیم کرتے ہیں جس طرح تم مسلمان اپنے کعبے کی کرتے ہو اسے یزید گواہ رہ یقیناً تم سب (یزیدی گروہ) بھوٹے ہو (اپنے دعوائے ایمان میں) پھر وہ اٹھا اور چلا گیا اور پھر وہ کبھی بھی یزید کے پاس نہ آیا۔

تھا خود بھی ان کو اپنی جفاؤں کا اعتراف

یزید کا اقبال حرم

ومما يدل على كفره وزندقته فضلاء عن سيده ولعنة اشعاره

التي انضم بها الاتحاد وابان عن حديث القماتر وسوء الاعتقاد۔

(تذکرہ نواص الامہ ص ۲۶) یعنی اور اس کے کفر اور بے دینی پر دلالت کرنے والی باقی چیزیں جس سے اس کو برا کہا جاتا ہے اور اس پر لعنت کی جاتی ہے کے علاوہ اس کے وہ اشعار بھی ہیں جس میں اس نے اپنا بے دین ہونا اور اپنی اندرونی خباثت اور اپنی بد اعتقادی ظاہر کی ہے۔

لے لیت اشیا خبی بیدر شہد و ا

جزع الخزر جرم فی وقع الاسل

تذکرۃ النواص ص ۳۱، مواہق محرقہ ص ۲۲، البدایہ والنہایہ ص ۲۲۵، بتایع المودۃ

ص ۲۲۵، نزل الابرار ص ۹۵، اخبار الطوال ص ۲۶۸۔

ترجمہ: اکاش میرے بدر داسے وہ بزرگ آج موجود ہوتے جنہوں نے یزید

کے پڑنے میں خنزج کا جرز دیکھا تھا۔

۲ فاهلوا واستهلوا فرحاً ثم قالوا لى هنيئاً لا تشل

(البداية والنهاية ۵ ص ۱۹۲)

پس وہ ضرور خوشی سے میرے پاس آتے اور باواز بلند مجھے کہتے اے یزید تیرے ہاتھ سلامت رہیں (تو نے ہمارا بدلہ لے لیا ہے)

۳ حین حلت بفنائهم کھا واستهزأ القتل فی عبد الاسل

(البداية والنهاية ۵ ص ۱۹۲)

ترجمہ:۔ جب موت ان کے گھروں میں اُتری اور وہاں ٹھکانہ بنالیا۔ اور مدینہ والوں میں قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔

۴ قد قتلنا القرن من ساداتهم وعدلنا میل بدر خاعتدل

تذکرہ خواص الامم ۲۶۱، صواعق محرقہ ص ۲۳، البداية والنهاية ۵ ص ۱۹۲، اخبار الطوال ص ۲۶۵، بیایح المودہ ص ۲۲۵، نزل الابرار ص ۹۵، تفسیر مظہری ۶ ص ۵۵۲، تیسرے بار شریح بخاری ص ۹۶، انساب الاشراف بلاذری ص ۳۵۸۔

ترجمہ:۔ ہم نے ان کے سرداروں کی ایک نسل کو ختم کر دیا ہے۔ اور ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ اب حساب برابر ہو گیا ہے۔

۵ لما بدت تلك المحصول واشرفت

تلك الرؤس على شفا جبروت

ترجمہ:۔ جب وہ سواریاں جبروت کے کنارے پر ظاہر ہوئیں اور یہ سر نظر آئے۔

۶ نعب الغراب فقلت نم ولا تنم

فقد اقتضيت من الرسول ديون

(تفسیر روح المعانی ۲۶ ص ۲۶، تذکرہ خواص ص ۲۶۱)

ترجمہ:۔ کو اچھا۔ پس میں نے کہا تو ان پر نوحہ کر یا نہ کر میں نے رسول سے اپنا قرض وصول کر لیا ہے۔

۷ لعبت هاشم بالملك فلا خبر جاء ولا وحى نزل

ترجمہ:۔ بنی ہاشم نے حکومت حاصل کرنے کے لیے (نبوت کا) ایکٹ کھیل کھیلا تھا ورنہ درحقیقت نہ کوئی ان کے پاس خبر آئی ہے اور نہ ہی کوئی وحی نازل ہوئی ہے۔

۸ لست من خندت ان لما انتقم

من بنی احمد ما كان فعل

(تفسیر مظہری ۵ ص ۲۵۱، اردو ص ۳۰۵، تذکرہ خواص الامم ص ۲۶۱)

ترجمہ:۔ میں خند (یا جذب) میں سے نہیں ہوں۔ اگر میں احمد کی اولاد سے احمد کے کینے کا بدلہ نہ لوں۔

۹ اسقنی شربة تروى فؤادی

ثم مل فاسق مثلها ابن زياد

ترجمہ:۔ مجھے وہ شربت پلا جو میرے دل کو سیراب کر دے۔ پھر اسی طرح جام بھر کر ابن زیاد کو بھی دے۔

۱۰ صاحب السرو لا مائة عندي ولتسديد مغني وجهي

ترجمہ:۔ یہ میرا راز وان ہے اور میرا صاحب امانت ہے۔ اور میری غنیمت اور جہاد کو درست کرتے والا ہے۔

۱۱ قاتل الخارجي اعني حسين

ومبيد الاعداء والمحساد

(تذکرہ خواص ص ۲۶۱)

ترجمہ:۔ یہ خارجی حسین کو قتل کرنے والا ہے۔ اور میرے دشمنوں اور حامدوں کو نیست و نابود کرنے والا ہے۔

۱۲ یفلقن ہاماصت س حبال اعزۃ

علینا و ہم کانوا عقی و اظلمنا

(البدایہ والنہایہ ۵ ص ۱۹۱، تاریخ طبری ۶ ص ۲۲، تاریخ کامل ۵ ص ۲۵، نورالابصار ۱۴ ص ۱۴، موائع حرقہ ۹ ص ۹، تنویرالازہار ۵ ص ۵۳)

ترجمہ:۔ تنوار نے ایسے لوگوں کی کھوپڑی کو پھاڑ دیا جو ہم سے زیادہ معزز تھے۔
(لیکن ہماری تنواروں نے انہیں اس لیے پھاڑا کہ وہ بہت زیادہ سرکش اور ظالم تھے۔

۱۳ ما قال ربك ويل للذي شر بوا

بل قال ربك ويل للمصنئين

(تاریخ ابن اثیر ۶ ص ۶۳)

ترجمہ:۔ تیرے رب نے یہ تو کہیں نہیں کہا کہ شراب پینے والوں کی بربادی ہو
البتہ یہ کہا ہے کہ نماز پڑھنے والوں کی بربادی ہو۔

۱۴ مدام كنز في اناء كفضة

وساق كبد مع مدام كالنجم

ترجمہ:۔ انگور شراب کا ایک مستقل خزانہ ہے جو چاندی جیسے برتن میں ہے
اور انگور کی شاخ پر ستاروں کی طرح انگور چمک رہے ہیں۔

۱۵ وشمسہ کرم بر جہا قعرھا و مشرقہا الساقی و مغربہا فسی

ترجمہ:۔ اس کا سورج انگور کا خوشہ ہے اور اس کا برج اس کی گہرائی ہے (شراب
کا برتن) اور اس کے مشرق کی طرف شراب پلانے والا ہے اور مغرب کی طرف میزبان ہے۔

۱۶ فان حرمت يوم اعلیٰ دین احمد

فخذها علی دین المہم ابن مریم

(تفسیر مظہری ۵ ص ۲۴، اردو ۶ ص ۳۲)

ترجمہ:۔ اگر آج شراب دین احمد میں حرام ہے تو تو اسے دین مسیح ابن مریم
کے مطابق (عیسائی بن کر) پی لیا کر۔

۱۷ اقول لصحب ضمت الکاس شملہم

وداعی صبا بات الہدیٰ یترنم

ترجمہ:۔ میں اپنے ساتھیوں سے کہتا ہوں تمہاری پریشانیوں کا علاج شراب
کے پیالے میں ہے۔ اور جو نغمے گاہا ہے وہ تمہیں صبح راستے کی طرف بلا رہا ہے۔

۱۸ اخذوا بنصیب من نعیم ولدنا

فکلوا ان طال المدیٰ یتصرم

(حیۃ النہون ۱۸ ص ۱۸)

ترجمہ:۔ نعمتوں اور لذتوں سے اپنا حصہ حاصل کر لو۔ کیونکہ کسی کو جتنی لمبی مدت
بھی مل جائے آخر وہ ضرور ختم ہو جائے گی۔

۱۹ علیہ ہاقی و اعلنی و ترنمی

بدلک انی لا احب التناجیا

اے علیہ آ اور مجھے شراب پلا اور گانا گائے۔ مجھے یہ کام ضرور کرنا ہے اور میں
سرگوشی پسند نہیں کرتا۔

۲۰ اذا ما نظرنا فی امور قدیمہ

وجدنا حلالا لا شر بہا متوالیا

ترجمہ:۔ جب ہم پرانے امور میں نظر ڈالتے ہیں تو ہم اس کا متواتر پتہ ملال
پاتے ہیں۔

۲۱ حدیث ابی سفیان قدما سمی بہا

الی احد حق اقام الیوا کیا

ترجمہ:۔ ابوسفیان کی پرانی کہانی جو احد میں اس کے نام لگی یہاں تک کہ اس نے رونے والیوں کو کھڑا کیا (ان کا فزوں پر رونے کیسے جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے)

۲۲ الہات فاسقینی علی ذلک قہوۃ

تخیر العنسی کرما شاما
ترجمہ:۔ خبردار آ اور مجھے اس پر قہوہ پلا۔ جسے عنسی نے شامی انگوروں سے تیار کیا ہے۔

۲۳ ولابد من ان ازور محمدا

بشمولة صفراء تروی عظامیا
ترجمہ:۔ اور یہ ضرور ہے کہ میں حمراء سے ملوں گا۔ زرد رنگ کی شراب کے ساتھ جو ہڈیوں کو سیراب کر دیتی ہے۔

۲۴ وان مت یا امرا لامیر فانکحی

ولا تأملی بعد الفراق تلاقیا
ترجمہ:۔ اسے ام امیر اگر میں مر جاؤں تو تم نکاح کر لینا۔ اور جدائی کے بعد ملاقات کی امید نہ رکھنا۔

۲۵ فان الذی حدثت عن یوم بعثنا

احادیث طسم تجعد القلب ساہیا
ترجمہ:۔ کیونکہ اٹھانے والے دن کی جو باتیں کی جاتی ہیں (قیامت کا دن) وہ سب غلط کہانیاں ہیں جو دل کو مایوس کر دینے والی ہیں۔

۲۶ معشر التدمان قوموا

واسمعوا صوت الاعفانی
ترجمہ:۔ اے میرے ساتھیوں کے گروہ کھڑے ہو اور گانے کی آواز سنو۔

۲۷ واشربوا کأس مدام

واتركوا ذکر المغانی
ترجمہ:۔ ہمیشہ کا چلنے والا شراب پیو اور مغانی کے ذکر کو چھوڑ دو۔

۲۸ وتعوذت عن الحواس

خمودا فی الدناتی
ترجمہ:۔ اور میں نے (جنت کی) حوروں کے بدلہ میں مشکوں کا شراب اپنا لیا ہے۔

۲۹ اشغللتنی نغمة العیدان

عن صوت الاذانی
ترجمہ:۔ مجھے سارنگی کے نغمے نے اذان کی آواز سے غافل کر دیا ہے۔

(تذکرہ خواص الامہ ص ۲۹)

رقص گاہوں میں اس انداز سے پھلکی پائل

اس کی آواز میں آواز اذان ڈوب گئی

هذا هو المروق من الدین وقول لا یرجع الی اللہ
ولا الی دینہ ولا الی کتابہ ولا الی رسولہ ولا یؤمن باللہ ولا
بما جاء من عند اللہ۔ (تاریخ طبری ص ۳۵)

یہ دین سے نکلنا ہے اور ایسی بات ہے جو اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن مجید اور اللہ کے دین کے مطابق نہیں ہے (ایسے اشعار کہنے والا شخص) نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی وحی پر قارئین کرام! اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف چند یزیدی اشعار اور ان کا عام فہم ترجمہ نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہوں اور اشعار کی تشریح کی طرف نہیں جاتا اور نہ پھر مضمون بہت لمبا ہو جائے گا۔

ویسے بھی ہر صاحب عقل و دانش قاری ان صاف اور مرتح اشعار کو سمجھنے میں غالباً کوئی دقت محسوس نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حق سمجھنے، اس کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یزید دوست حضرات کو یزید کے اپنے بیان کردہ نظریات و عقائد پر غور کرنے اور غلط عقیدہ سے تاب ہو کر محبانِ اہل بیت کی صف میں دست بستہ شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللہم یا ربنا آمین بجاہ سید المرسلین۔

پانچواں باب:

کیا یزید واقعہ کربلا کا ذمہ دار ہے

اسی طرح جس سے ظلم سیاہ قام ہو گیا
لفظ یزید داخل دشنام ہو گیا

قانون خداوندی ارشاد خداوندی ہے لیحملوا اوزارہم کاملۃ
یوم القیامۃ ومن اوزار الذین یضلو نہم بغیر علم الا ساء ما یزرون
پا ۱ ع ۹ س ۲۵: ترجمہ: تاکہ اٹھائیں اپنا قیامت کے دن کا پورا بوجھ
اور ان لوگوں کے بوجھ میں سے بھی اٹھائیں جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں بے
تحقیق۔ خرددار ہو جاؤ، بُرا بوجھ ہے جو وہ اٹھاتے ہیں۔
یعنی دنیا میں اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو غلط راستے پر لگائے گا
اور اس کے کہنے پر کوئی شخص برائی کرے گا تو جب کل قیامت کو اُس برائی
کرنے والے شخص کو اپنی برائی کی سزا ملے گی تو ساتھ ہی اس عذاب میں اس
شخص کو بھی شامل کیا جائے گا جس نے اسے اس برائی کا حکم دیا تھا۔ ثابت
ہوا کہ قانون خداوندی یہ ہے کہ جہاں کسی جرم کو جرم کی سزا دی جاتی ہے وہاں اس
برائی کا حکم دینے والے کو بھی اس سزا میں سے پورا حصہ ملتا ہے۔ یا یوں کہہ لو کہ
برائی کا حکم دینے والا بھی برائی کرنے والے کی طرح ہی ہوتا ہے۔ چونکہ معتبر دلائل
و براہین سے ثابت ہے کہ واقعہ کربلا یزید بے دید کے حکم پر رونما ہوا تھا لہذا

اس قانونِ خداوندی کے مطابق یزید اپنے گھر میں بیٹھا ہوا بھی قتلِ حسین کے گناہ میں ابنِ زیاد، شمر، غولی وغیرہم کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔

ایک اور مقام پر خداوند لا یزال فیصلہ دیتے ہیں۔ ومن یتبع خطوات الشیطان فانه یا صر بالغششاء والمنکر نور ۲۱ ترجمہ :- اور جو پیروی کرتا ہے شیطان کے طریقہ کی پس وہ شیطان اُسے حکم کرے گا بے حیائی اور برائی کا۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ برائی کا حکم دینے والوں کا انجام بیان فرماتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔ یا صر و ن بالمتکرونیہم عن المعروف و یقبضون ایدیہم نسوا اللہ فمسیبہم ان المنافقین ہما الفاسقون ۵ وعد اللہ المنافقین و المنافقات و الکفار نار جہنم خالدین فیہا ہی حسبہم و لعنہم اللہ و لہم عذاب مقیم ۵ پتہ توبہ ۶۷ ترجمہ :- منافق لوگ حکم کرتے ہیں برائی کا اور منع کرتے ہیں نیکی سے اور بند کرتے ہیں اپنے ہاتھوں کو۔ بھول گئے وہ خدا کو پس خدا نے بھی ان پر رحمت کرنا پھوڑ دی۔ بے شک منافق وہی ہیں فاسق۔ اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور عورتوں اور کافروں سے دوزخ کی آگ کا وعدہ کیا ہے ہمیشہ رہیں گے اس میں وہ ان کو کافی ہوگی۔ اور لعنت کی ہے ان پر اللہ نے اور ان کے لیے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔ "تو جب یزید عنید نے شیطان کی اتباع کرتے ہوئے قتلِ حسین جیسے کبیرہ گناہ کا حکم دیا تو وہ ضرور بالفور اس قانونِ خداوندی کے مطابق خدا کی رحمت سے محروم، قاسق و قاجر، مستحقِ عذابِ نار اور ملعون و مقہور ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔ ومن یشفع شفاعۃ سیئۃ لیکن لہ کفد منہا (پہ نساء آیت ۸۵) ترجمہ :- اور جو کوئی سفارش کرے سفارشِ بری تو ہوگا واسطے اس کے اس میں سے حصہ" یعنی جو شخص کسی بھی طریقہ سے کسی بھی برائی میں مدد و معاون ہوگا وہ اس برائی کے گناہ میں برابر کا شریک ہوگا۔

بلکہ قیامت کے دن وہ لوگ اپنے برے پیشواؤں پر بارگاہِ خداوندی میں گواہی دیں گے جن کی وجہ سے یہ برائی کے مرتکب ہوئے تھے چنانچہ قرآنِ کریم بیان فرماتا ہے قالت اخراہم لا ولہم ربنا ہؤلاء اضلونا فآثمہم عذابا ضعیفا من الناس۔ پتہ اعراف ۳۸ ترجمہ :- کہیں گے پچھلے ان کے واسطے اپنے پہلوں کے اے ہمارے رب یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا پس ان کو آگ کا دوگنا عذاب دے۔ ایک اور مقام پر ہے۔ وقالوا ربنا انا اطعنا ساداتنا و کبراءنا فاضلونا السبیل لا ربنا آثمہم ضعیفین من العذاب والعنہم لعنا کبیرا ۵ پتہ احزاب ۷۸ ترجمہ :- اور کہیں گے اے رب ہمارے بے شک ہم نے حکم مانا تھا اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا۔ پس انہوں نے ہمیں راہ سے گمراہ کر دیا اے ہمارے رب ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت کر۔ ایک اور مقام پر بیان ہوتا ہے قالوا ربنا من قدم لنا هذا فزده عذابا ضعیفا فی الناس۔ (پتہ ص ۶۱) ترجمہ :- کہیں گے وہ لے ہمارے رب جس نے پہل کی اس میں واسطے ہمارے پس زیادہ دے اس کو عذاب دوگنا آگ میں۔

ان آیاتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ روزِ محشر ابنِ زیاد، ابنِ سعد، شمر، غولی اور حرمہ وغیرہم بھی یزید کے خلاف گواہی دے رہے ہوں گے اور اس کے عذاب میں زیادتی کے خواہش مند ہوں۔ ارشاد خداوندی ہوگا۔ لکل ضعیف ث ۵۱ اعراف ۳۸ یعنی تم سب کے لیے ہی دوگنا عذاب ہے۔ یعنی برائی کرنے اور برائی کا حکم دینے والے دونوں کے لئے ہی (دوگنا) ایک جیسا عذاب ہوگا۔

فیصلہ مصطفوی | رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم بیان فرماتے ہیں ! اذا عملت الخطیئۃ فی الارض کان من شہدہا فکرمہا وقال

صدقہ انکرھا کان کمین غاب عنہا ومن غاب عنہا فرضیہا
کان کمین شہدھا - (ابوداؤد شریف ص ۱۷۹) ترجمہ: جب زمین
پر کوئی برائی کی باقی ہے تو وہاں موجود ہونے والا ایسا شخص جو اس برائی کو برا سمجھے
وہ ایسا ہے گویا وہ وہاں موجود ہی نہیں تھا۔ اور جو وہاں برائی کے وقت موجود نہ ہو
لیکن وہ اس برائی پر راضی ہوا تو ایسا ہے گویا وہ اس برائی میں موجود تھا۔ یعنی وہ
بیٹھ کر کسی برائی پر خوش ہونے والا شخص بھی اس برائی میں شامل مقصور ہوگا۔

علامہ خازن کی تحقیق | اسی فیصلہ معطوفی کے مطابق مندر قرآن
علامہ علاؤ الدین محمد الخازن رقمطراز ہیں۔ تقتلون انبیاء اللہ من قبل.....
انما اضاف القتل للمخاطبین من الیہود وان کان سلفہم
قتلوا فہم رضوا لفعلمہم قیل اذا عملت المعصیۃ فی الارض فمن
کرہہا وانکرھا بریئ منہا ومن رضیہا کان من اہلہا (تفسیر خازن ص ۱۷۹)
ترجمہ: اس آیت میں قتل کی اضافت مفسور کے زمانہ کے یہودیوں کی طرف کی گئی
ہے حالانکہ انبیاء کرام کو قتل تو ان کے پہلوں نے کیا تھا البتہ یہ ان کے اس کام
پر راضی تھے یہ (ایک قانون) بیان کیا گیا ہے (اوپر حدیث شریف کے حوالہ سے گزر
چکا) کہ کوئی آدمی جب روئے زمین پر کہیں بھی کوئی برائی کرتا ہے تو جو آدمی اس کی
اس برائی کو ناپسند کرتا ہے وہ اس برائی سے بری الذمہ ہو جاتا ہے اور جو آدمی اسکی
اس برائی پر راضی ہوتا ہے وہ بھی برائی کرنے والا ہی شمار کیا جاتا ہے۔

جب یہ بات قرآن کریم، حدیث مبارک اور تفسیر القرآن سے اچھی طرح واضح ہو
چکی ہے کہ جو آدمی کسی دوسرے آدمی کو کسی برے کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور
وہ برائی مرتکب ہو جانے کے بعد اس برائی پر راضی ہوتا ہے اور خوشی کا اظہار کرتا ہے
تو وہ ارتکاب جرم کرتے وقت وہاں موجود نہ ہونے کے باوجود بھی اس برائی میں شامل

سمجھا جائے گا اور اس برائی کی ہر جزا و سزا کا سزاوار ہوگا۔ تو پھر یزید سنیہ جس نے قتل امام
کا حکم دیا، آپ کی شہادت پر فخریہ طنز یہ اشعار کہے، خوشی کا اظہار کیا، قاتل کی قدر و منزلت
برمھائی، یوم فتح منیا، مبارکبادیں وصول کیں۔ اس کو واقعہ کربلا کا ذمہ دار کیوں نہ سمجھا جائیگا
حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ ہوا وہ یزید بے دید کی مرضی کے مطابق ہوا۔ اب ذرا اس بات
کی وضاحت کے لیے چند اکابر اسلاف کے اقوال پیش کئے جلتے ہیں تاکہ تسلیم الفطرت
ذہن مکمل طور پر مطمئن ہو جائے۔

حبر الامت کا نظریہ | عماد مصطفیٰ مفرق قرآن حضرت عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما نے یزید کو ایک خط لکھا جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔ وکتایک الی
ابن مرجانہ تأمرہ بقتل الحسین وانی لا رجوا من اللہ ان یاخذک
عاجلا حیث قتلت عترۃ نبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ورضیت بذلک۔
(تذکرہ خواص الامم ص ۲۷۹) ترجمہ: اسے یزید تو نے ابن زیاد کو جناب امام حسین
رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم لکھ کر بھیجا تھا اور مجھے اُمید ہے کہ اہل بیت اہلبار کے
قتل اور ان پر راضی ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور تجھ پر جلد گرفت
فرمائے گا۔ یہاں آپ بالکل صاف صاف یہ بیان فرما رہے ہیں کہ جناب امام
عالی مقام کے قتل کا حکم یزید سنیہ نے ہی دیا تھا۔

ناپاک اور نجس مقلی طبیعت یزید کی
گستاخ و بے ادب مقلی جبلت یزید کی

حضرت عبداللہ بن زبیر کا نظریہ | حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ کے نواسے جناب ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے شہادت امام حسین کی خبر سنی تو
آپ نے ایک طویل خطبہ دیا اس کا ایک فقرہ ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا!
فرحم اللہ حسینا واخری قاتلہ ولعن من امر بذلک وراضی بہ۔

(تذکرۃ الخواص ص ۲۶) ترجمہ: اللہ تعالیٰ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ پر رحمت نازل فرمائے اور ان کے قاتلوں کو اللہ تعالیٰ ذلیل و خوار کرے اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جس نے آپ کے قتل کا حکم دیا اور آپ کے قتل پر راضی ہوا۔ یہاں من امر بہ سے مراد یزید ہے جیسا کہ خطبہ کے الگ فقرات سے ظاہر ہے، آپ یزید عنید پر لعنت کرتے ہوئے صاف صاف بیان فرما رہے ہیں کہ جناب امام عالی مقام کو یزید بے دید کے حکم سے شہید کیا گیا تھا۔ اور آپ کی شہادت پر وہ قوش بھی ہوا تھا۔ حد سے گزر چکی تھی شرارت یزید کی مشہور ہو چکی تھی خباثت یزید کی

سیدہ زینب کا فرمان | بنت شیر خدا ہمیشہ سید الشہداء بخت جگر سیدہ زہرہ جنابہ سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے دوبار یزید میں ارشاد فرمایا۔ اسے یزید ہم عترتیب اپنے نانا محمد رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان مصائب کو بیان کریں گے جو تیرے بے درد ہاتھوں سے ہیں پہنچے ہیں۔ (صحابیات دعاؤں ص ۱۵۴)

حضرت امام احمد بن حنبل کا تقریر | حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ یزید پر لعنت کا جواز بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”یزید سے زیادہ کون قطع اہم کا مرتکب ہو گا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ و قرابت کی بھی رعایت نہیں کی۔“ (تفسیر معارف القرآن از مفتی شفیع صاحب دیوبند ص ۵۳۴)

یہاں جناب امام احمد کا اشارہ واقعہ کربلا کی طرف ہے اور آپ صاف صاف واقعہ کربلا کا ذمہ دار یزید بے دید کو ٹھہرا رہے ہیں۔

ابن عسیل ملائکہ کا تقریر | حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہما یزید کی بیعت توڑنے اور اس کے خلاف بغاوت کرنے کے جواز کے طور پر اس کی برائیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں و یقتل اولاد آل یاسین و لمح

یبارک اللہ فی عمرہ - (صواعق مرقومہ ص ۲۳) ترجمہ: اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کو شہید کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مرقاب میں برکت نہ دے۔“

بدکار اور فاسق و آثم یزید تھا

بدخلق اور جابر و ظالم یزید تھا

حضرت ابو بردہ اسلمی | صحابی رسول حضرت ابو بردہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے جب یزید کو امام عالی مقام کے سراقہ کی توہین کرتے دیکھا تو آپ برداشت نہ کر سکے اور یزید کو لعنت علامت کرنے کے بعد فرمایا۔ یا یزید ان یحییٰ عبید اللہ بن زیاد شفیعک یوم القیامۃ و یحییٰ ہذا و محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفیعہ ثم قام صلی اللہ علیہ وسلم (شہید کربلا ص ۹) اے یزید کل قیامت کو جب گھر کا بھیدی لٹکا ڈھائے جب یزید کا بیٹا معاویہ تخت نشین ہوا تو اس نے عوام الناس کے سامنے ایک خطبہ دیا جس کا ایک فقرہ ہدیہ قارئین کرتا ہوں تاکہ گھر کے خبر کی سچی خبر پر دعیں اور قتل حسین کی ذمہ داری کے متعلق فیصلہ کریں۔

ثم قلنا ابی..... و نازع ابن بخت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دصار فی قبرہ رہنبا بذنوبہ - (صواعق مرقومہ ص ۲۳) ترجمہ: پھر میرے باپ (یزید) نے حکومت کا پھندا لگے میں ڈالا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے سے جھگڑا اور اب اپنے گناہوں کی وجہ سے قبر میں گرفتار ہے۔“

ہم مشرب کی گواہی

میدان کربلا میں جب امام عالی مقام نے ابن سعد کے ذریعہ سے ابن زیاد کے سامنے اپنی کچھ شرطیں پیش کیں تو ابن زیاد نے جواباً لکھ کر بھیجا۔ اما بعد۔ یا حسین فان یزید بن معاویۃ کتب الی ان لا تغضض جفتک من المناصر ولا تشبع بطنک من الطعام اما ان

تو آئے گا تو تیرا شفیع ابن زیاد ہو گا اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائیں گے تو ان کے شفیع محمد مصطفیٰ

یرجع الحسين الى حكمي او تقتله - والسلام -

(نور الابصار ص ۱۴ طبع مصری، تنویر الازہار ص ۴۴) ترجمہ: اسے حسین حقیقت یہ ہے کہ یزید نے میری طرف حکمتاً لکھ کر بھیجا ہے کہ اس وقت تک تجھے سونے اور کھانے کی اجازت نہیں جب تک کہ تو حسین کو میری بیعت پر مجبور نہ کر دے یا پھر اسے قتل نہ کر دے۔

چنانچہ جب ابن زیاد نے یزید کے حکم کے مطابق امام پاک کو بیعت پر مجبور کیا اور بیعت سے انکار کی صورت میں یزید کا حکم نامہ پڑھ کر ستیا تو اس کے جواب میں جناب حسین نے اپنا پورا گھستان نذر خدا کر دیا لیکن فاسق و فاجر یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنا قبول نہ کی۔

حسین ابن علی نے کی ہے قائم اک مثال ایسی

کہ تقلید اس کی تقدیر عابدانی ہے

یزید جب یزید نے زمین شریین پر لشکر کشی کا ارادہ کیا تو ابن زیاد کو اس لشکر کی سپہ سالاری کی پیشکش کی لیکن ابن زیاد نے یہ کہہ کر انکار کر دیا....! واللہ لاجمعتہما للفاسق قتل ابن بنت رسول اللہ وغزو الکعبۃ۔

(تاریخ کامل ص ۱۱۲، البدایہ والنہایہ ص ۲۱۹، جذب القلوب الی دیار المحبوب) خدا کی قسم میں ایک فاسق کے لیے دو برائیاں جمع نہیں کر سکتا۔ پہلے تو اس کے حکم سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو شہید کیا ہے اور اب کعبہ پر حملہ کروں۔

معتمد سپاہی کی گواہی

مولوی عبدالرب صاحب دیوبندی، یزید کے خاص سپاہی شریین کی یزید عنید کے ساتھ ایک گفتگو نقل کرتے ہیں۔ آپ بھی پڑھیں اور فیصلہ فرمائیں کہ امام کا قاتل کون ہے۔

جب امام زین العابدین نے یزید سے جناب امام حسین کا قاتل مانگا تو یزید نے کہا قاتل حسین کون ہے، سب نے کہا خولی ہے، خولی نے کہا سنان بن انس ہے۔ سنان نے کہا بشیر بن مالک ہے، اس نے کہا شمر ہے۔ شمر نے کہا قاتل حسین وہ ہے جس نے ان کے قتل کا حکم دیا تھا اور ان کے قتل کے واسطے لشکر بھیجا تھا۔ یزید اس بات سے شرمندہ ہو گیا (مرج البحرین ص ۳۶)

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ یزید کا بیٹا معاویہ اور یزید کا باپ عتقاد دہاتی ابن زیاد اور یزیدی فوج کا معتمد سپاہی شمر ذی الجوشن بھی واقعہ کربلا کا ذمہ دار یزید کو ہی قرار دے رہے ہیں۔

مورخ ابن اثیر

ایک مقام پر تو ابن زیاد نے اپنی مجبوری کا بھی اظہار کیا ہے۔ کہتا ہے۔ واما قتل الحسين فانه اشارني يزيد بقتله او قتلي فاخترت قتله۔ (تاریخ کامل ص ۱۱۲) یعنی یزید نے مجھے اشارتاً یہ سنا دیا تھا کہ اگر تو حسین کو قتل نہ کر سکا تو میں تجھے قتل کروادوں گا چنانچہ میں نے اپنی جان بچانے کے لیے حسین کو قتل کرنا پسند کیا۔

علامہ ابن اثیر نے ایک اور مقام پر جناب امام مسلم کے متعلق بھی یزید کے حکم کا تذکرہ کیا ہے آپ لکھتے ہیں۔ بعث ابن زیاد برأس مسلم وهانی الی یزید وكتب اليه يزيد يشكك - (تاریخ کامل ص ۱۱۲) یعنی جب ابن زیاد نے یزید کے حکم کے مطابق جناب امام مسلم کو شہید کر دیا اور آپ کا سر اقدس یزید کے پاس بھیجا تو یزید نے جوابی خط لکھ کر اس کام پر ابن زیاد کا شکریہ ادا کیا۔

کیوں جناب کچھ سمجھ میں آیا؟ اب یاتو یزید دوست حضرات و کالت بریزید سے تائب ہو جائیں، یا پھر ابن زیاد، ابن سعد یا شمر وغیرہم میں سے کسی کا یہ بیان

دکھا دیں کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے اپنی مرضی سے کیا ہے یزید کا اس سے کوئی تعلق
واسطہ نہیں ہے۔ اگر ایسا کوئی حوالہ دکھایا جاسکے اور کسی معتبر و مستند کتاب کا
ہو تو پھر تو واقعی ہماری دلیل کا جواب بن سکے گا اور اگر کسی کو کوئی ایسا حوالہ نہ
مل سکے اور انشاء اللہ کبھی نہیں مل سکے گا تو پھر جان بوجھ کر کوسے کو سفید کہہ کر
دنیا کی جگہ ہسنائی اور آخرت کا پھٹاوا مول نہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو حق سمجھنے
اس پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے اور حق پر ہمیشہ قائم رہنے کی توفیق عطا
فرمائے۔ آمین۔ اللہم یا ربنا آمین بجاہ سید المرسلین۔

مؤرخ ابو یعقوب

تیسری صدی کا مؤرخ ابی یعقوب گورنر مدینہ
کی طرف یزیدی حکم نامے کا ذکر کرتا ہے۔ آپ بھی پڑھیں۔ کتب یزید الی
الولید و هو عامل المدینة اذا اتاک کتابی هذا فاحضر الحسين
بن علی و عبد اللہ بن زبیر فخذ ہما بالبیعة لی فان امتنع
فاضرب اعناقہما و ابعت لی برؤسہما تاریخ یعقوبی ص ۳۷۳
یعنی یزید نے حکومت سنبھالتے ہی مدینہ منورہ کے گورنر وید کو حکم بھیجا کہ جب میرا خط
تجھے ملے تو فوراً حسین بن علی اور عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہما) سے میری بیعت لو
اور اگر وہ انکار کریں تو ان کی گردنیں مار دو اور ان کے سر میرے پاس بھیج دو۔

علامہ خوارزمی

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ بھی اس خط کا تذکرہ اپنے الفاظ
میں کرتے ہیں۔ الفاظ مختلف ہیں معنی ایک ہی ہیں۔ لکھتے ہیں۔ ثم کتب صحیفۃ
الی الولید فخذ الحسين بالبیعة اخذ اشد ید اعنیف الیست
فیہ رخصة فان ابی علیہ فاضرب عنقه و ابعت الی برأسہ (مقتل حسین)
یعنی یزید نے ولید گورنر مدینہ کی طرف ایک خط لکھا کہ حسین (رضی اللہ عنہ) کو سختی سے
میری بیعت پر مجبور کرو اور اس کام میں کوئی نرمی نہ کرنا اور اگر وہ میری بیعت سے انکار

کریں تو ان کا سر قلم کر کے میرے پاس بھیج دو۔ اور پڑھیں۔

علامہ شبیبانی

علامہ شبیبانی رحمہ اللہ اس کو یوں بیان کرتے ہیں۔
فکتب الی الولید اما بعد فخذ حسینا و عبد اللہ بن عمرو ابن
الذہیر بالبیعة اخذ اشد ید الیس فیہ رخصة حتی یبایعوا۔

(تاریخ کامل ص ۳۷۳) چنانچہ یزید نے گورنر مدینہ ولید کی طرف خط لکھا۔ اے ولید
حسین بن علی، عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) پر میری بیعت
کے لیے بہت سختی کرو یہاں تک کہ وہ بیعت کر لیں اور اس کام میں بالکل نرمی
نہ کی جائے۔

بیز علامہ شبیبانی شہادت کے بعد کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
ولما وصل راس الحسين الی یزید حسن حال ابن زیاد عندہ
وزادہ و وصلہ و سرہ ما فعل ثم لم یلبث الا یسیرا حتی بلغہ
بغض الناس لہ و لعنہم و سبہم فندم علی قتل الحسين۔
(تاریخ ابن اثیر ص ۳۷۳) یعنی جب امام پاک کا سر مبارک یزید کے پاس پہنچا تو یزید
کے نزدیک ابن زیاد کا مقام بہت بڑھ گیا اور وہ یزید کا مقرب خاص بن گیا اور
یزید اس کے کام پر بہت خوش ہوا لیکن اس کی یہ خوشی زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی
کیونکہ جب اس کو معلوم ہوا کہ لوگ اس ظلم کی وجہ سے اس کے دشمن ہو گئے
ہیں اور اس پر لعنت اور سب و شتم کر رہے ہیں تو پھر اس کو اپنے اس فعل پر
پچھتاوا ہونے لگا۔

وہ سجدہ تو سجدہ ہوا ہی نہیں

کہ سر جھک گیا دل جھکا ہی نہیں

حافظ ابن کثیر | مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ

اسی خط کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔ وکتب یزید الی الولید نائب المدینہ
اما بعد فخذ حسینا وعبد اللہ بن زبیر وعبد اللہ بن عمر بالبلیعۃ
اخذن اشد ید البیست فیہ رخصۃ حتی یمایعوا الابدایہ والنہایہ
یعنی یزید نے گورنر مدینہ ولید کی طرف حکم لکھ کر بھیجا کہ حسین بن علی، عبد اللہ بن زبیر
اور عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) پر میری بیعت کے لیے اتنی سختی کرو کہ وہ بیعت
کرنے پر مجبور ہو جائیں اور اس کام میں کوئی نرمی نہیں ہونی چاہیے۔

نیز آپ واقعہ حرہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وقد تعدد ما نہ قتل
الحسین واصحابہ علی یدی عبید اللہ بن زیاد۔ (البدایہ والنہایہ
ص ۲۳۲) ترجمہ۔ اور اس سے پہلے یزید، ابن زیاد کے ہاتھوں جناب امام حسین
رضی اللہ عنہ کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کروا چکا ہے۔

نیز آپ لکھتے ہیں۔ لما قتل ابن زیاد الحسین ومن معه بعث
برؤ وسہم الی یزید فسر بقتلہ اولاً وحسنت بذالک منزلة
ابن زیاد عندہ۔ (البدایہ والنہایہ ص ۲۳۲) یعنی جب ابن زیاد نے امام
حسین اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کر دیا اور ان کے سر یزید کے پاس بھیجے تو یزید
کے نزدیک ابن زیاد کا مقام بہت بڑھ گیا۔

نیز لکھتے ہیں۔ ان یزید فرح بقتل الحسین اول ما بلغہ ثم ندب
علی ذالک۔ (البدایہ والنہایہ ص ۲۳۲) یزید اولاً شہادت امام حسین
پر بہت خوش ہوا البتہ بعد میں (عوام کی لعنت طامت کی وجہ سے) اپنے اس
نفل پر پھٹپھٹا۔

نیز آپ لکھتے ہیں۔ ان الرأس لم یزل فی خزائنہ یزید بن معاویۃ
حتی توفی۔ (البدایہ والنہایہ ص ۲۳۲) یعنی جناب امام حسین رضی اللہ

عنہ کا سر یزید کی موت تک اس کے شاہی خزانے میں پڑا ہوا تھا۔
قارئین کرام! عذر فرمائیں اس ظالم نے آپ کا سر مبارک تاحیات بطور کاغذ
کی یادگار اپنے پاس محفوظ رکھا نہ اس کو دفن کرایا نہ اہل بیت کے سپرد کیا کہ وہ ہی
دفن کر دیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اکثر آپ نے دیکھا ہو گا کہ کوئی شکاری اگر کبھی شیر کا شکار کرے تو وہ تازندگی
اس کی کھال کو اپنے کارنامے کی یاد کے طور پر محفوظ رکھتا ہے۔ آپ کے سر مبارک
کا خزانہ یزید میں ہونے کا ذکر چوتھے باب میں رومی قاصد کے حوالہ سے بھی گزر چکا
ہے آگے بھی انشاء اللہ اس کے مزید حوالہ جات نذر قارئین کئے جائیں گے۔

نیز آپ نائب حسین جناب مسلم بن عقیل کے متعلق بھی یزید کے حکم کا تذکرہ
فرماتے ہیں۔ ثم کتب الی ابن زیاد اذا قدمت الکوفة فاطلب
مسلم بن عقیل فان قدرت علیہ فاقتلہ۔ (البدایہ والنہایہ ص ۱۵۷)
یعنی یزید نے ابن زیاد کی طرف حکم بھیجا کہ جب تم کوثر پہنچو تو فوراً مسلم بن عقیل کو طلب
کرنا اور اگر بس چلے تو قتل کر دینا۔

قارئین کرام! عذر فرمائیں جو شخص نائب امام کے قتل کا حکم دے رہا ہے وہ
اصل صاحب بیعت جناب امام کے ساتھ کتنا بغض و عناد رکھتا ہو گا کیونکہ یزید کا
جناب مسلم کے ساتھ اور تو کوئی تنازعہ نہیں تھا۔ آپ کا گناہ صرف یہ تھا کہ آپ لوگوں سے
امام حسین کی بیعت لے رہے تھے تو جب آپ کے قتل کا حکم دیا جا رہا ہے تو جسکے
یہ بیعت لی جا رہی ہے اور جو یزید کے لیے اصل خطرہ ہیں ان کے قتل کا تو وہ بدرجہ
اولی طالب و شائق ہو گا۔ فافہم۔

نیز آپ لکھتے ہیں۔ وارسلہم الی یزید فجمع یزید من کان
بحضرۃ من اهل الشام ثم دخلوا علیہ فہتوکوا بالقمم (البدایہ والنہایہ ص ۱۵۷)

یعنی جب اہل بیت کاٹا ہوا قافلہ شام میں یزید کے دربار میں پہنچا تو شامیوں نے یزید کو فتح کی مبارک باد دی۔ "خود فرمائیں۔"

ابو حنیفہ دیویری | مفسر قرآن مؤرخ اسلام جناب ابو حنیفہ دیویری رحمہ اللہ یزید کے خط کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ فکتب یزید الی الولید یا مراء ان یاخذ بالبیعة اخذ اشد ید الارخصة فیہ وعلیک بالحسین بن علی وعلیہ السلام بن زبیر فابعت الیہما الساعة فان بايعا والا فاضرب اعناقہما۔

(اخبار الطوال ص ۳۷) یعنی یزید نے والی مدینہ ولید کی طرف حکم بھیجا کہ فوراً حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) سے سختی کے ساتھ میری بیعت لو اور اس میں کوئی نرمی نہ کرنا۔ اگر وہ بیعت کر لیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان کو قتل کر دو۔

علامہ طبری وغیرہ | مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ ابن جریر طبری، علامہ ابن اثیر، علامہ ابن کثیر، علامہ ابن حجر مکی اور علامہ مومن شبنجی مہری رحمہم اللہ لکھتے ہیں۔

ثم اذن للناس قد خلوا علیہ والراس بین یدیه ومعه قضیب وهو ینکت بہ ثم قال ان هذا وایا نا کما قال الحسین بن ہمام ابی قومنا ان ینصفونا فانصفت

فواضیت فی ایماننا تقطر الدما

یفلقن ہاما من رجال اعزة

عینا وھما عاق واظلمنا !

(تاریخ طبری ص ۳۷، تاریخ ابن اثیر ص ۳۷، تاریخ ابوالفداء ص ۱۹، سوانح مرقہ ص ۹، نور الابصار ص ۱۵۵) یعنی جب امام عالی مقام کا سر مبارک یزید کے دربار میں اس کے سامنے رکھا گیا تو لوگوں کو دربار میں آنے کی دعوت دی گئی چنانچہ جب لوگ جمع ہو گئے تو یزید اپنے ہاتھ والی پھڑی کو امام پاک کے چہرہ پر لگا کر کہنے لگا

ہمارا اور ان کا حال ایسا ہی ہے جیسا کہ حسین بن ہمام نے کہا ہے کہ ہماری قوم نے ہمارا حق ماننے سے انکار کر دیا، اور ہمارے داہستے ہاتھوں کی تتواروں نے انصاف کر دیا۔ ان سے خون ٹپک رہا ہے۔ تتواروں نے عزت والے لوگوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیا کیونکہ وہ نہایت سرکش اور بہت ظالم تھے۔

تیر آپ لکھتے ہیں کہ جب شہداء کربلا کے سر یزید کے دربار میں پہنچے تو سر لانے والے محافظ سپاہی نے دربار میں جا کر سب لوگوں کے سامنے کہا۔۔۔!

بشیر یا امیر المؤمنین بفتح اللہ ونصرہ (تاریخ طبری ص ۳۷) یعنی اے بادشاہ سلامت اس فتح و نصرت پر مبارک باد وصول کریں۔

تیر آپ نے یزید کا حکم امام مسلم کے متعلق بھی نقل کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں!

کتب یزید الی ابن زیاد ان یطلب مسلح بن عقیل فیقتلہ ان وجدہ (تاریخ طبری ص ۳۷) یعنی یزید نے ابن زیاد کو حکم لکھ بھیجا کہ مسلم بن عقیل کو طلب کرو اور اگر مل جائیں تو ان کو فوراً قتل کر دو۔ غالباً اب تو کوئی شک باقی نہیں رہا ہو گا۔

علامہ قسطلانی | صاحب مواہب لدنیہ شارح بخاری علامہ ابن حجر

قسطلانی رحمہ اللہ بخاری شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔ والحق ان رضا بقتل الحسین واستبشارک بذلك ما تواتر (ارشاد الساری شرح بخاری ص ۱۰۷)

علامہ ابن ہمام | فقہ حنفیہ کے معتمد مصنف علامہ ابن ہمام بھی علامہ

قسطلانی کے ہم زبان ہیں۔ آپ بھی فرماتے ہیں، والحق ان رضا بقتل

الحسین واستبشارہ بذلك (شرح فقہ اکبر ص ۸)

علامہ علی قاری | شارح مشکوٰۃ مغیرہ حنفی مصنف علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ

نے اپنی کتاب میں ابن ہمام کا یہی قول نقل کیا ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۸)

علامہ تفتازانی

تھانہ تفسیر کے شارح علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ بھی تحریر فرماتے ہیں۔ والحق ان رضا بن یزید یقتل الحسين و استبشارة بذالك رشرح عقائد تفسیری (ترجمہ سب کا ایک ہی ہے۔ یعنی سچی بات یہ ہے کہ یہ شک یزید امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر رافعی ہوا اور اس واقع پر اس نے بہت غوشی کا اظہار کیا۔)

علامہ آلوسی

مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ والطامة الكبرى ما فعله باهل البيت ورضا يقتل الحسين استبشارة (تفسیر روح المعانی ۲/۲۶ ص ۵۴ طبع بیروت) یعنی یزید نے اہل بیت اطہار کے ساتھ جو کچھ کیا (وہ سب مسلمان جانتے ہیں) اور اس کا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر رافعی ہونا اور اس موقع پر اس کا بہت غوشی کا اظہار کرنا یہ سب باتیں اس کے متعلق جواز لعن میں بہت پختہ دلیلیں ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی

مفسر قرآن علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ یزید بن معاویہ حیث قتل ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن معه من اهل بیت النبوة واهل عترته وافتخر به وقال هذا يوم بيوم بدر (تفسیر مظہری ص ۵۵) ترجمہ:- جب یزید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور ان کے ساتھ جو اہل بیت النبی کے افراد تھے ان کو شہید کیا اور نبی کریم کی عزت طاہرہ کی توہین کی اور اس پر فخر کیا اور کہا کہ یہ وقوعہ کربلا واقعہ بدر کا بدلہ ہے۔ (یعنی بدر میں جو ہمارے اموی بزرگ ہاشمیوں نے قتل کئے تھے اس کے بدلہ میں آج ہم نے ہاشمی بزرگوں کو قتل کر کے اپنا پرانا بدلہ لے لیا ہے۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ) ایک اور مقام پر آپ کہتے ہیں۔ وقتلوا حسینا رضی اللہ عنہ ظلمنا

وکفر یزید بدین محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتشد ایسا تاحین قتل حسینا رضی اللہ عنہ (تفسیر مظہری ص ۵۵ مطبوعہ دہلی) اور یزیدوں نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو ظلم کے ساتھ شہید کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا انکار کر دیا حتیٰ کہ جب امام پاک شہید ہو گئے تو یزید نے کچھ انکار کہے (جن کا مضمون یہ تھا کہ واقعہ کربلا واقعہ بدر کا بدلہ ہے۔)

علامہ سیوط ابن جوزی

علامہ سیوط ابن جوزی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں ان یزید لما جئ برأس الحسين سربه (تذکرۃ الخواص ص ۲۶) یعنی جب یزید کے دربار میں جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک پیش کیا گیا تو یزید آپ کے کٹے ہوئے سر کو دیکھ کر بہت غوش ہوا۔ "نیز آپ نے حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یزید کا حکم نقل کیا ہے۔

فکتب یزید الی ابن زیاد قد ولیتک الکوفة مع البصرة.... و

ان مسلم بن عقیل بالکوفة.... فاقتله فقتله وبعث برأسه الی یزید فکتب الیه بشکره - (تذکرۃ الخواص امام ص ۲۴) سانچہ کربلا اذ ذکر امر اراحمہ ص ۴۳) یعنی یزید نے ابن زیاد کو حکم بھیجا کہ میں نے تجھے بصرہ کے ساتھ ساتھ کوفہ کی گورنری بھی دے دی۔ اور مسلم بن عقیل کو فرمایا میں ہیں ان کو قتل کر دو.....! پس ابن زیاد نے امام مسلم کو شہید کر کے آپ کا سر مبارک یزید کے پاس بھیج دیا تو یزید نے جوابی خط میں ابن زیاد کا شکریہ ادا کیا۔

نیز آپ نے امام پاک کے سر مبارک کا خزانہ یزید میں ہونے کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ رأس الحسين فی خزانه یزید (تذکرۃ الخواص ص ۲۶) یعنی امام حسین کا سر اقدس یزید کے خزانہ میں رکھا ہوا تھا۔

محدث ہیتمی

محدث ابن حجر مکی بھی اس بات کو نقل فرماتے ہیں

آپ کہتے ہیں۔ رأس الحسین فی خزائنہ یزید۔ (صواعق محرقة ص ۱۹۹) ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔

حضور غوث اعظم پیران پر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھی اس

بات کی تائید فرماتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں۔ رأس الحسین ابن علی فی خزائنہ

یزید بن معاویہ۔ (غنیۃ الطالبین ص ۲۳۸، روضۃ الاصفیاء ص ۸۵)

شیخ صیان علامہ شیخ محمد بن علی الصیان رحمہ اللہ کہتے ہیں!

فارسہ ومن معہ من اهل بئینہ الی یزید۔۔۔ فسر سورو کثیرا ووقفہم

موقف السبی واھانہم وصار یضرب الرأس الشریف بقضیب کان معہ

ویقول لقیقت یغیبک یا حسین وبالغ فی القرح ثم ندّم لما مقفہ المسلمون علی ذلک

وابغضہ العالم (اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الانوار طبع مصری ص ۲)

یعنی جب ابن زیاد نے اہل بیت کرام کا لٹ ہوا قافلہ اور شہداء کرام کے سر ہانے

مبارک یزید کے پاس بھیجے تو یزید انہیں دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوا اور اہل بیت

کے افراد کو قیدیوں کی جگہ پر بٹھایا گیا اور ان کی توہین کی اور اپنی پھڑکی سے اہم

پاک کے سر مبارک کو پھڑنے لگا اور کہنے لگا اے حسین تجھے تیری بغاوت کی سزا مل

گئی ہے۔ اس موقع پر وہ بہت زیادہ خوش ہو رہا تھا لیکن جب اسے لوگوں کے

غم و غصہ اور غیظ و غضب کا پتہ چلا تو پھر اسے اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی۔

نیز آپ نے بھی حضرت امام مسلم کے متعلق یزید کے حکم کا تذکرہ کیا ہے آپ

کہتے ہیں فارسہ الی عبید اللہ بن زیاد والیہ علی الکوفۃ یا امرأۃ

یطلب مسلم و قتلہ فظفر بہ فقتلہ (اسعاف الراغبین ص ۲۵) یعنی یزید نے

ابن زیاد کو کوفہ کا گورنر بنایا تو اسے حکم دیا کہ وہاں مسلم بن عقیل کو طلب کرو اور

اس کو فوراً قتل کر دو۔

علامہ عسقلانی

شرح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے

بھی جناب امام مسلم کے متعلق یزیدی حکم نقل کیا ہے۔ آپ کہتے ہیں فکتب یزید

الی عبید اللہ بن زیاد انہ قد اضاف الیہ الکوفۃ وامرأۃ ان یطلب

مسلم بن عقیل فان ظفر بہ فقتلہ۔ (الاصابہ

فی تمیز الصحابہ ص ۳۳۳، تہذیب التہذیب ص ۳۹۹) یعنی یزید نے ابن زیاد کو

حکم نامہ لکھ کر بھیجا کہ تجھے کوفہ کی حکومت بھی دے دی گئی ہے لہذا تم وہاں جا کر

مسلم بن عقیل کو طلب کرو اور اگر تیرا بس چلے تو اسے فوراً قتل کر دو۔

علامہ سیوطی مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

نقل فرماتے ہیں۔ ولما قتل الحسین وبنو ابیہ بعث ابن زیاد

بروسہم الی یزید فسر یقتلہم و لا تدرک ما مقفہ المسلمون علی ذلک

(تاریخ الخلفاء ص ۱۵۵ مطبوعہ دہلی) یعنی جب جناب امام حسین اور آپ کا خاندان

شہید ہو چکا تو ابن زیاد نے ان شہداء کے سر ہانے مبارک یزید کے پاس بھیج دیے

چنانچہ یزید ان کے قتل سے بہت خوش ہوا لیکن جب مسلمان اسے اس فعل پر

علامت کرنے لگے تو پھر اسے افسوس ہونے لگا (کہ ہائے میں نے یہ کیا کر دیا کہ

رہتی دنیا تک کی لعنت خرید لی) (تاریخ الخلفاء اردو ص ۳۷)

نیز آپ کہتے ہیں جب امام علی مقام کی کوفہ کی طرف روانگی کی خبر یزید کو پہنچی

تو....! فکتب یزید۔ الی والیہ بالعراق عبید اللہ بن زیاد یقتالہ۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۵۵) اس نے والی عراق ابن زیاد کو حکم بھیجا کہ امام حسین سے جنگ کرو۔

اللہ سے ان کی ندامت جفا کے بعد

گردن ہے اعتراف میں خم بولتے نہیں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی | محقق علی الاعلاق محدث بالانفاق

شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ولما قتل الحسين وبنو ابيه بعث ابن زياد برؤسهم الى يزيد فسر بقتلهم اولا ثم ندّم لما مقتله المسلمون على ذلك وابعضه الناس وحق لهم ان يبعضوه لما ثبت من السنّة ^۱ یعنی جب امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی شہید ہو چکے تو ابن زیاد نے ان کے سر یزید کے پاس بھیج دیئے چنانچہ یزید پہلے تو ان سر ہائے بریدہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا لیکن جب مسلمان اس کے اس فعل پر ناراض ہوئے اور غم و غصہ کا اظہار کیا تو پھر اسے اپنے اس ظلم پر پشیمانی ہوئی اور درحقیقت مسلمانوں کا یزید پر غم و غصہ بالکل صحیح تھا۔

یزید آپ لکھتے ہیں۔ و بعضے دیگر گویند کہ وے امر بقتل آنحضرت نکرده ویدل راضی بنوده و بعد از قتل وے و اہل بیت وے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم مسرور و منتشر نشدہ این سخن مردود و باطل است (تکمیل الایمان ص ۹۰) یعنی بعض لوگ کہتے ہیں کہ یزید نے جناب امام کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی وہ اس پر راضی تھا اور آپ کے اور آپ کے خاندان کے قتل پر اس نے خوشی کا اظہار بھی نہیں کیا تھا، ہمارے نزدیک یہ بات بالکل غلط ہے۔

یزید آپ فرماتے ہیں! و عجب است ازیں قائل کہ یزید را نگفت امر کنندہ ابن زیاد بود (اشعۃ اللمعات ص ۶۲) یعنی اس شخص پر تعجب ہے جو یزید کو قتل امام کا ذمہ دار نہیں ٹھہراتا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ابن زیاد کو آپ کے قتل کا حکم یزید نے ہی دیا تھا۔

یزید آپ فرماتے ہیں! و عجب است ازیں قائل کہ یزید را نگفت کہ امیر عبد اللہ بن زیاد بود و ہرچہ کرد باہر وے و برضائے وے کرد (اشعۃ اللمعات ص ۳۳) اور تعجب ہے اس شخص پر جو بنو امیہ کے برے لوگوں میں یزید کو شمار نہیں کرتا

اور ابن زیاد کو برا کہتا ہے حالانکہ یزید ابن زیاد کا امیر تھا اور ابن زیاد نے جو کچھ کیا ہے وہ یزید کے حکم اور اس کی رضا سے کیا ہے۔

یزید آپ لکھتے ہیں! یزید بن معاویہ و عبد اللہ بن زیاد تحقیق صادر شد از ایشان از قتل اہل بیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم (اشعۃ اللمعات ص ۱۵۵) یعنی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یزید اور ابن زیاد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت پاک کا قتل واقع ہوا ہے۔

ایک خشیہ کا ازالہ | یہ تمام دلائل و براہین دیکھنے اور پڑھنے کے بعد بھی کسی کور ذہن میں یہ خیال آنے کہ شہدائے کربلا کے سر دیکھ کر یزید نے ابن زیاد پر لعنت کی تھی جس سے یزید کا اس واقعہ سے لاتعلق ہونا ثابت ہوتا ہے تو جناب اس بات کا جواب علامہ ابن کثیر سے وصول کیجئے۔ آپ لکھتے ہیں.....! وقد لعن ابن زياد على فعله ذلك و شتمه فيما يظن و يبذ و لكن لم يعزله على ذلك ولا عاقبه ولا ارسل يعيب عليه ذلك والله اعلم۔ (تاريخ ابن کثیر ص ۲ ص ۷۰ ص ۷۱) یعنی یزید نے ابن زیاد پر اس کے مظالم کی وجہ سے لعنت ملامت تو کی تھی لیکن نہ تو اس کو اس کے عہدے سے معزول کیا اور نہ ہی اسے کوئی نیرازی اور نہ ہی اس کو تنبیہ و سرزنش کا کوئی خط لکھا۔

کیا یہ خاموشی اس کی رضا کی دیں نہیں ہے اور کیا وہ بیان کردہ آشوبگرچہ کے آشوب نہیں تھے۔ اگر کوئی کہے کہ یزید نے زندہ حاضر کرنے کو کہا تھا تو کسی عدلیہ کے افسر سے معلوم کر لیں کہ جس شخص کے وارنٹ گرفتاری جاری کیے گئے ہوں اس کو قتل کر کے عدالت میں لے جانے والے پولیس افسر کے لئے کیا حکم ہوتا ہے، فافہم۔ مولانا نعیم الدین فرماتے ہیں "یزید کی رعایا بگڑ گئی اس پر اس نابکار نے

انہار نہامت کیا مگر یہ نہامت تو اپنی جماعت کو قبضہ میں رکھنے کے لئے تھی درہ
اس ناپاک کا دل تو اہل بیت کرام کے عناد سے بھرا ہوا تھا۔ "سوانح کریمہ" ص ۱۱۱

علامہ قطب الدین خان

صاحب فرماتے ہیں۔ "یزید بن معاویہ اور عبداللہ بن زیاد اللہ انہیں ذلیل کرے
ان سے قتل اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صادر ہوا (مظاہر حق ص ۳۲)

نیز آپ فرماتے ہیں "اور نقیب ہے اس کہنے والے پر کہ یزید پلید بھی
باوجودیکہ بنی امیہ سے تھا اس کو ذکر نہ کیا۔ چاہیے تھا کہ اس کو بھی ذکر
کرتے کیونکہ وہ امیر تھا عبید اللہ کا اور جو کچھ عبید اللہ بن زیاد نے کیا اس کے
حکم اور رضا سے کیا" (مظاہر حق ص ۶۵)

علامہ ابن اثیر، علامہ ابن جریر

علامہ سبط ابن جوزی

علامہ ابن کثیر، علامہ عسقلانی

ان تمام اکابر نے نقل کیا ہے کہ
جب مخدرات عصمت دربار یزید
میں پیش کی گئیں تو!

نظر رجل من اهل الشام الى فاطمة بنت الحسين روى بعض
الرواية سكيئة) فقال هب لي هذه الحارية فانهم لنا حلال فصاحت
الصبيبة واقعدت بثوب عمتها زينب فصاحت زينب ليس ذالك
الى يزيدي ولا كرامة فغضب يزيدي فقال لو شئت لفعلت قالت
كلا والله ما جعل الله ذالك لك الا ان تخرج من ملتنا او تدن
بغير ديتنا فغضب يزيدي ثم قال انما خرج من دين ابوك
واخوك فقالت زينب يد بين الله ودين ابى ودين اخى وحيدى.
(تاريخ كامل ص ۸۵، تاريخ ابو الفداء ص ۱۹، تاريخ طبرى ص ۵۵، تذكرة
خواص الامم ص ۲۶، صحايات عارفات ص ۱، سائح كر بلا از ڈاکٹر امجد یزیدی ص ۴۵)

تہذیب الہندیہ ص ۳۵۲) ترجمہ:۔ شامیوں میں سے ایک آدمی کی نظر سیدہ
فاطمہ بنت حسین (اور بعض روایات کے مطابق سیدہ سکینہ) پر پڑی تو اس نے کہا
بادشاہ سلامت یہ دو شیرہ مجھے دے دیں کیونکہ یہ (بطور مال غنیمت) ہم پر حلال
ہیں۔ بچی نے جب سنا تو وہ چیخ کر اپنی پھوپھی سے چٹ گئی، سیدہ زینب نے
گرج کر کہا "نہ تو تیری اتنی حیثیت ہے اور نہ ہی یزید کو یہ حق حاصل ہے" یزید
نے غضب ناک ہو کر کہا تو بھوٹ کہتی ہے اگر میں چاہوں تو ایسا کر سکتا ہوں۔
سیدہ نے فرمایا ہرگز نہیں ہاں البتہ اگر تو ہماری ملت سے خارج ہو چکا ہے اور ہمارے
دین کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کر چکا ہے (تو پھر تو اتنی بڑی بے حیائی کر سکتا
ہے) یزید نے غصہ میں کہا ہاں میں تیرے باپ اور بھائی کے دین سے نکل گیا
ہوں۔ بنت شیر خدا پھر گرجیں فرمایا "بلکہ اللہ کے دین سے اور میرے نانہاں جناب
عمر مصطفیٰ کے دین سے، میرے بابا جان جناب حیدر کرام کے دین سے اور میرے
برادر جناب امام حسین کے دین سے تو نکل گیا ہے۔" یزید خاموش ہو گیا اور انکو
مدینہ منورہ بھیجنے کے انتظامات کرنے لگا۔

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیں

لعنة الله عليكم دشمنان اہل بیت

قارئین کرام! کیا یہ واقعہ پڑھ لینے کے بعد کوئی صاحب بصیرت شخص یزید کی
پاکدامنی کی گواہی دے سکے گا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ واقعہ تو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ یزید اور یزید نے اس جنگ کو حق و باطل
کی جنگ اور ان سید زادیوں کو بطور مال غنیمت اپنا حق سمجھتے تھے جیسا کہ ایک
یزیدی فوجی ابن نمیر لعین نے کہا تھا وانی لارجوا ان یکون جہادی مع
ابن بنت رسول اللہ ہو لاء افضل من جہاد المشرکین

وایسر ثوا با عند اللہ البدایہ والنہایہ (ترجمہ) اور بے شک میں امید کرتا ہوں کہ نواسہ رسول امام حسین کے ساتھ جہاد کرتے مشرکوں کے ساتھ جہاد کرنے سے افضل اور زیادہ ثواب والا ہے۔" (استغفر اللہ) ورنہ یزید ان گستاخوں کو عبرت ناک سزا دیتا اور کہتا ظالم یہ سادات طہارت ہیں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس گستاخ کی زبان پھینچ کر کتوں کے آگے ڈال دی جاتی لیکن یہاں تو یزید الٹ سیدہ کو ڈانٹ رہا ہے وہ علیحدہ بات ہے کہ نبوت اللہ نے ترکی بہ ترکی جواب دے کر یہ واضح کر دیا کہ.....!

جن کی نظروں پر عیاں ہے حق پرستی کا جلال

پیش باطل بھک نہیں سکتی کبھی ان کی جبیں

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی | برصغیر پاک و ہند میں حدیث کے

مسلم استاد جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فیما زنجبہ من القباۃ بعد هذه الغزوة من قتل الحسين وتحنين المدينة۔

(شرح تراجم بخاری ص ۳۲) یعنی جس (شاہ کی) جنگ سے یزید دوست حضرت یزید کی مغفرت بیان کرتے ہیں اس جنگ کے بعد یزید نے جو برائیاں کیں ان میں سے امام حسین کا قتل اور مدینہ منورہ کی تباہی بھی ہے۔

شیخ بوعلی قلندر | مشہور روحانی شخصیت جناب شیخ بوعلی شاہ قلندر

فرماتے ہیں!

بہر دنیا آں یزید نا خلف

زال دنیا چوں در آمد در نکاح

دین خود کردہ برائے او تلف

کرد بر خود خون آں سید مباح

(مثنوی بوعلی شاہ قلندر ص ۳)

ترجمہ :- اس یزید بد بخت نے دنیا کی خاطر اپنا دین تباہ کر لیا۔ دنیا کی بڑھی

جب اس کے نکاح میں آئی (اسے حکومت ملی) تو اس نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون اپنے اوپر حلال کر لیا۔

فاضل بریلوی | عصر حاضر کی عظیم علمی اور روحانی شخصیت اعلیٰ حضرت

مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ "یزید نے رسول اللہ کے جگر پاروں کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیسا ذبح کیا۔" (سفران شریعت ص ۲۷۱)

مولانا نعیم الدین | مفسر قرآن مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ لکھتے

ہیں۔ "یزید وہ بد نصیب، بد باطن، سیاہ دل، ننگ خاندان ہے جس کی پیشانی پر اہل بیت کرام کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے۔" (سوانح کربلا ص ۶۲)

نیز آپ فرماتے ہیں "حضرت امام حسین کا وجود مبارک یزید کی بے قاعدگیوں کے لیے ایک زبردست محنت تھا اسی لیے حضرت امام کی شہادت یزید کیلئے

باعث مسرت ہوئی (سوانح کربلا ص ۱۱۱) حضرت ابو بردہ اسلمی کے سامنے جب یزید نے سر امام پچھڑی داری

مفتی محمد شفیع دیوبندی | تو اپنے غنڈہ بازوں کو فرمایا کہ یزید کی قیامت کو جب

تو آئے گا تو تیرا شفیع ابن زیاد ہوگا اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائیں

گے تو ان کے شفیع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ یہ کہہ کر آپ وہاں سے

اٹھ کر چلے گئے (یزید نے) کہا اے بڑھے مجھے اگر تیرے بڑھاپے کا خیال نہ ہوتا

تو تجھے قتل کرا دیتا۔ آپ نے فرمایا ظالم میرے بڑھاپے کا تو تجھے لحاظ ہے لیکن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت طاہرہ کا تجھے کچھ لحاظ نہیں ہے اس پر وہ

خاموش ہو گیا، یہاں آپ یزید کو ابن زیاد کے ساتھ اور جناب حسین کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملا رہے ہیں۔ آپ کا نظریہ بالکل واضح ہے۔

مولوی عبدالرب دیوبندی | یزید نے والی مدینہ ولید کو حکم بھیجا کہ

امام حسین اور ان کے رشتے داروں کو ذرا مہلت نہ دینا اگر مخالفت کریں تو ان کا سر کاٹ کر میرے پاس روانہ کر دینا (مرج البحرین ص ۲۸۲)

نیز لکھتے ہیں کہ ! اس وقت یزید سر مبارک کو جو طشت زریں میں رکھا تھا دیکھ کر بہت خوش ہوا اور جو پھڑی اس کے ہاتھ میں تھی وہ حضرت حسین کے ہونٹوں پر لگاتا تھا اور کہتا تھا اے حسین اسی منہ سے تم کہتے تھے کہ ہم یزید کی بیعت نہیں کریں گے (مرج البحرین ص ۳۸۹)

مولوی وحید الزمان غیر مقلد

بزم خود اہل حدیث حضرت کے مایہ ناز محدث مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں۔ و امر یزید بذلک واستشارہ بہ متواتر لایسکن الا نکار عنہ وقد روی عن یزید لعنہ اللہ لیت اشیائی بیدر شہدا و... وعدناہ بیدر قاعدہ (حاشیہ ہدیۃ المہدی ص ۹) ترجمہ اور یزید نے امام حسین کے قتل کا حکم دیا تھا اور آپ کے قتل پر اس نے خوشی کا اظہار کیا تھا اور یہ بات اتنے تواتر سے ثابت ہے کہ اس کا انکار ممکن ہی نہیں ہے۔ نیز یزید اللہ کی لعنت ہو اس پر۔ سے نقل کیا گیا ہے کہ (شہداء کربلا کے سر ہانے مقدمہ دیکھ کر) یزید نے کہا تھا۔ کاش آج میرے بدلے بزرگ (جو بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے) موجود ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے ان سے بدر کا کیسا بدلہ لیا ہے۔ پس اب حساب برابر ہو گیا ہے۔

نیز وہ لکھتے ہیں "یزید نے خلیفہ بننے کے بعد وہ گن پیٹ سے نکالے کہ معاذ اللہ امام حسین کو قتل کرایا، اہل بیت کی اہانت کی۔ جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔" (تہذیب النسخ ج ۱ ص ۱۷۹) کیوں جناب آیا کچھ سمجھ شریف میں؟ اللہ تعالیٰ حق کو ماننے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تواب صدیق حسن

بزم خود اہل حدیث حضرت کے مایہ ناز عالم تواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔ "بعد قتل امام حسین لشکر تجزیب مدینہ منورہ فرستادہ و بقہ صحابہ و تابعین را امر بقتل کرد و ہم دریں حالت ناپسندیدہ از دنیا رفتہ دیگر احتمال توبہ و رجوع او کجا ست (بقیۃ الرائد ص ۹) یعنی: یزید نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے لشکر بھیجا اور صحابہ کرام اور تابعین کے جم غفیر کے قتل کا حکم دیا اور اسی بری حالت میں دنیا سے کوچ کر گیا تو پھر اس کی توبہ اور رجوع کا خیال کیسے کیا جاسکتا ہے۔" بزم خود اہل حدیث حضرت سے مخلصانہ اور ہمدردانہ گزارش ہے کہ.....!

"میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن"

مولوی عبدالحی لکھنوی

مشہور صنفی مصنف مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی لکھتے ہیں۔ "اور بعض کہتے ہیں کہ یزید نے امام حسین کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ اس امر پر وہ راضی تھا اور نہ قتل امام حسین اور اہل بیت کے بعد وہ خوش ہوا حالانکہ یہ قول باطل ہے (فتاویٰ عبدالحی ص ۱۷)

مولوی اشرف علی تھانوی

دیوبندی مکتب فکر کے نزدیک مستند شخصیت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں۔ "یزید کو اس قتال میں (واقعہ کربلا میں) معذور نہیں سمجھا جاسکتا۔ وہ جہتہ سے اپنی تقلید کیوں کرتا تھا۔" جھگڑا تو بیعت ہی کا تھا نا۔ نہ وہ بیعت پر مجبور کوتاہ اور نہ واقعہ کربلا روتا ہوتا۔ (امداد الفتاویٰ ص ۱۷۹)

شاعر مشرق

شاعر مشرق علامہ اقبال رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

موسیٰ و فرعون، شیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آمد پدید

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون مردود، اسی طرح جناب امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید عنید۔ یہ دونوں (حق و باطل کی) قوتیں ہمیشہ سے کشمکش حیات میں آپس میں دست و گریبان ہوتی آئی ہیں۔

درویش لاہوری کی اس وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی کہے کہ واقعہ کربلا کے ساتھ یزید کا کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر یہ بھی کہنا پڑے گا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے کسی واقعہ سے فرعون کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب یہ بات نہیں کہی جاسکتی تو پھر وہ بھی نہیں ہو سکتی۔ سبحان اللہ، علامہ نے ایک ہی شعر میں کتنا بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ واقعی اقبال، اقبال ہی ہے۔

پروفیسر سید عبدالقادر
پروفیسر محمد شجاع الدین
عصر حاضر کے مؤرخ پروفیسر سید عبدالقادر
وائس پرنسپل و صدر شعبہ تاریخ اسلامیہ
کالج لاہور اور پروفیسر محمد شجاع الدین پروفیسر علم تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور قنطر
ہیں "ابن خنظلہ کا قول ہے کہ یزید نے سارے تین سال حکومت کی۔ پہلے سال اس نے جناب امام حسین کو شہید کرایا، دوسرے سال مدینہ کو لوٹا اور تیسرے سال کعبہ پر حملہ کیا (تاریخ اسلام ۲ ص ۱۲)

ڈاکٹر حمید الدین
عصر حاضر کے مؤرخ ڈاکٹر حمید الدین، پی، ایچ ڈی
لکھتے ہیں "یزید نے حاکم مدینہ ولید بن غنہ کو فرمان بھیجا کہ حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) کو طلب کر کے فوراً بیعت لے لو اور کسی کو لیت و لعل کی مملکت نہ ہو۔" (تاریخ اسلام ص ۲۳۵)

تیز لکھتے ہیں "واقعہ کربلا نے دنیا نے اسلام میں ایک ہیجان پیدا کر دیا۔ جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بے دردانہ قتل کو کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ لوگ پہلے ہی یزید کو (اس کی بری عادتوں کی وجہ سے) ناپسند

کرتے تھے لیکن اس جان گداز سانحہ کے بعد اور زیادہ خلافت ہو گئے (تاریخ اسلام ص ۲۵۱)
تیز لکھتے ہیں۔ "یزید کا پہلا سیاہ کارنامہ سانحہ کربلا ہے اور مدینہ الرسول کی تباہی یزید کا دوسرا سیاہ کارنامہ ہے اور حرم پر سنگباری یزید کا تیسرا سیاہ کارنامہ ہے (تاریخ اسلام ص ۲۵۳)

عجربہ کا اقبال جرم
جب عوام اہل اسلام کو کربلا و دمشق کے ظلم و ابادت کا پتہ چلا تو تمام لوگ یزید کے مخالف ہو گئے۔ اس حالت کو دیکھ کر یزید کف افسوس ملنے لگا اس وقت اس نے کہا۔ فبعضنی بقتلہ الی المسلمین، و ذرع لی فی قلوبہم العداوۃ، فابغضنی البر و الفاجر بما استعظم الناس من قتلی حسین (تاریخ ابوالفداء ص ۱۱۸) امام حسین کے قتل سے مسلمان میرے دشمن ہو گئے ہیں اور ان کے دلوں میں میری عداوت پیدا ہو گئی ہے اور ہر نیک اور بد (اچھا اور برا، شریف اور رذیل) میرے حسین کے قتل کو اتنا برا ظلم سمجھ رہا ہے کہ اس کی وجہ سے سب ہی میرے دشمن بن گئے ہیں۔ "کیوں جناب یہاں تو خود یزید صاحب بھی اقرار کر رہے ہیں کہ جناب حسین کو اس نے ہی قتل کیا (کرایا) ہے۔"

پھنسا ہے پاؤں بار کا زلفِ دراز میں
خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا
تیز پچھلے باب میں یزید کے اشعار نقل کئے گئے ہیں وہ بھی اس مسئلہ کو سمجھنے میں کافی معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک اس باب کی مناسبت سے دوبارہ پیش کرتا ہوں۔ پڑھیں اور مطمئن ہوں۔

ما اسقنی شرۃ تروی فؤادی + ثم مل فاسق مثلہا ابن زیاد
قاتل الخارجی اعنی حسینا + ومبید الاعداء والحساد

(تذکرہ خواص الامم ص ۲۹) ترجمہ: اسے ساقی مجھے وہ شربت پلا جو میرے دل کو سیراب کر دے، پھر اسی طرح جام بھر کر ابن زیاد کو بھی دے، یہ (معاذ اللہ) خارجی حسین کو قتل کرنے والا ہے، یہ میرے دشمنوں اور حاسدوں کو نیست و نابود کرنے والا ہے۔

۲ لما بدت تلك الحمل والشرقت

تلك الرؤس على شفا جديرون
فعب الغراب فقلت قتل اول اقل

فقد اقتضيت من الرسول ديون
(تفسیر روح المعانی ص ۲۶، تذکرہ خواص الامم ص ۲۹) ترجمہ: جب وہ سواریاں ظاہر ہوئیں اور جیروں کے کنارے پر سر نظر آئے تو کوا چیخا، پس میں نے کہا تو چیخ یا نہ چیخ، میں نے رسول سے اپنے قرضے وصول کر لیے ہیں۔

۳ لیت اشباخی ببدر شهدا
جزع الخوارج من وقع الاسل
لا قد قتلنا القرن من ساداتهم
وعد لنا قتل بدر فاعتدل

(اخبار الطوال ص ۲۶، تذکرہ خواص الامم ص ۲۹، صواعق موقوتہ ص ۲، تاریخ ابن کثیر ص ۲۲۵، تفسیر مظہری ص ۵۵، حاشیہ ہدیت المہدی ص ۶۵ وغیرہم) ترجمہ: کاش آج میرے بدر (میں محمد کے ہاتھوں قتل ہونے) والے بزرگ موجود ہوتے اور دیکھتے کہ ہم نے ان کی ایک نسل کو قتل کر دیا ہے اور اب بدر میں قتل ہوئی والے (اموی کافروں) کا بدلہ ہو گیا پس اب حساب برابر ہو گیا ہے۔

۴ لست من خندف ان لم انتقم

من بنی احمد ما کان فعل

(تفسیر مظہری ص ۵۵، تذکرہ خواص الامم ص ۲۶) ترجمہ: میں خندف

دیا جذب، کی اولاد میں سے نہیں ہوں اگر میں احمد کی اولاد سے احمد کے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ نہ لوں۔

قارئین کرام! اب تو یقیناً کسی کو کوئی شبہ نہیں رہ گیا ہوگا، کیونکہ اول تو یزید بے دید نے خود اعتراف جرم کر لیا ہے ۱، اس کے معاصرین حضرات اس کو قاتل امام سمجھتے اور کہتے ہیں ۲، اس کے اپنے مصاحب خاص، ابن زیاد، شمر وغیرہ اس کے قتل امام کے حکم کی تصدیق کر رہے ہیں ۳، یزید کا سگا بیٹا اس کے اہل بیت کرام سے لڑنے کی تصدیق کر رہا ہے ۴، صحابہ کرام اس کے قتل اہل بیت کا اعلان کر رہے ہیں ۵، محدثین کرام، مفسرین کرام، مؤرخین اسلام اس بات کی توثیق کر رہے ہیں ۶، اکابرین اسلام واقعہ کربلا کا ذمہ دار یزید کو ہی گردانتے ہیں ۷، عصر حاضر کے مؤرخ، مفسر اور محدث قتل حسین یزید کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں ۸، سنی بریلوی حنفی، دیوبندی، غیر مقلد، تمام مکاتب فکر کے پرانے اور موجودہ معتبر علماء اسی نظریہ کے حامل ہیں، ۹، حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی، سب ہی یزید کے خلاف فیصلہ دیتے ہیں۔

واقعہ حرہ اور یزید | ویسے تو اس موضوع کے متعلق آیات قرآنیہ اور احادیث مقدسہ کے باب میں کافی وضاحت سے لکھا جا چکا ہے لیکن یہاں یزید کا واقعہ حرہ سے تعلق، اس کے متعلق یزید کا حکم اور اس وقوعہ کے بعد یزید کی کیفیت کے متعلق اختصاراً چند باتیں ہدیہ قارئین کرتا ہوں انشاء اللہ ہر غیر متعصب قاری کے لیے تشفی مزید کا باعث بنیں گی۔

وقال الشعبي اليمن قد رضى يزيدي

علامہ سبط ابن جوزی

بن الك وامر له به وشكر صروان على فعله

علامہ شعبی

(تذکرہ خواص الامم ص ۲۹) علامہ سبط ابن جوزی، امام شعبی کا فرمان نقل کرتے ہیں

آپ نے فرمایا کیا یزید نے مدینہ منورہ کی تباہی اور اس میں قتل و غارت گری کا حکم نہیں دیا تھا؟ اور کیا وہ اس واقعہ فاجعہ پر راضی نہیں ہوا تھا، اور کیا اس نے مروان کا یزیدی لشکر کو کامیابی دلوانے پر شکریہ ادا نہیں کیا تھا۔

علامہ ابن کثیر | مفرقان مؤرخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں، ان یزید لما بلغه خبر اهل المدينة وما جرى عليهم عند الحرة من مسلم بن عقبة وحديثه فرح بذلك فرحاً شديداً. (تاریخ ابن کثیر ۵ ص ۲۳۵)

یزید آپ لکھتے ہیں۔ اباح المدینة ثلاثة ايام كما امره يزييد -

(تاریخ ابوالفضل ۵ ص ۲۳۵) ترجمہ: یزید کے حکم کے مطابق مدینہ منورہ میں تین دن تک قتل و غارت، لوٹ مار اور زنا وغیرہ کو جائز رکھا گیا اور جب یزید کو اپنے تمیل حکم اور مدینہ منورہ میں مسلم بن عقبہ کے ہاتھوں کئے گئے مظالم کی خبر پہنچی تو وہ مسلم بن عقبہ کے اس ظلم و تشدد پر بہت زیادہ خوش ہوا۔

شیخ عبدالحی محمد دہلوی | تحقق علی الاطلاق حدث بالاتفاق شیخ عبدالحی محمد دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "سہ روز بموجب حکم کے دے کر وہ بود ابا جنت حرم مدینہ منورہ و ہنب اموال و قتل نفوس و فتن سناء شعار ایشان بود۔ (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۴۴) یعنی یزید کے حکم کے مطابق تین دن تک مدینہ منورہ میں لوٹ مار، قتل و غارت گری اور عورتوں کے ساتھ بدکاری کو جائز رکھا گیا۔

یزید آپ لکھتے ہیں۔ نقل است کہ چوں مروان بعد ازیں واقعہ بر یزید پلید قدم برداشتہ سنی او کہ دریں واقعہ نمودہ با حسن طریق بجا آورد و اورا بخود مقرب گردانید (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۴۴) نقل کیا گیا ہے کہ جب مروان اس واقعہ کے بعد یزید پلید کے پاس گیا تو یزید نے مدینہ کی رٹائی میں اسکی

کوشش (سازش اور چال) کا بے حد شکریہ ادا کیا اور اس کو اپنا مقرب خاص بنالیا۔ یزید اس جنگ کے متعلق یزیدی فوج کے جو نظریات تھے وہ ان کے سردار مسلم بن عقبہ کے ایک بیان سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ وہ کہا کرتا تھا.....! اللهم انی لعا عمل عملاً قط بعد شهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله احب الی من قتل اهل المدينة -

(البدایہ والنہایہ ۵ ص ۲۳۵) خدا گواہ ہے جب سے میں نے کلمہ پڑھا ہے اس دن سے آج تک مدینہ والوں کو قتل کرنے سے زیادہ اچھا کام میں نے کوئی نہیں کیا۔ یزید وہ کہا کرتا تھا "یقیناً دائم کہ حق سبحانہ تعالیٰ مرا بسبب قتل این ناپاک (از جمیع ذنوب و معاصی مطہر ساخت) (جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۴۴) میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان ناپاک مدینہ والوں کو قتل کرنے کی وجہ سے مجھے تمام گناہوں سے پاک کر دیا ہے۔"

قارئین کرام! میں اب بات کو ختم کرتا ہوں آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ اہل بیت کرام و صحابہ کرام و تابعین کرام کو قتل کرنے کو اتنا کار ثواب سمجھنے والے لوگ کیا تھے اور کیسے مسلمان تھے۔ مزید تحقیق کے لیے ملاحظہ فرمائیں (بیابیع المودہ ص ۳۳ مطابق السؤل ص ۲۲، تاریخ خمیس ص ۲، تحفہ اثنا عشریہ ص ۲، شذرات الذهب ص ۶۹، شرح مقاصد ص ۳۹، خلاصہ اسلام ص ۲۲، حیاة الحيوان ص ۵۵، نور البصار ص ۱۳۹) وغیرہم۔

کیا علامہ ابن جریر طبری شیعہ تھے | واقعہ کربلا و حرہ سے متعلق یزید صمد، ابن زیاد، ابن سعد، مروان وغیرہم کے بعض حالات و واقعات جب تاریخ طبری کے حوالہ سے نقل کئے جاتے ہیں تو یزید دوست حضرات اکثر دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ جی ابن جریر تو شیعہ تھا، اُس نے تو اموی خلفاء کے خلاف

لکھنا ہی ہے اس کی باتوں کا کیا اعتبار ہے.....! تو جناب گذارش یہ ہے کہ یہ ایک سفید جھوٹ ہے اور الحمد للہ و بھنہ ہم اپنی اس بات کو بھی حسب عادت اور بطریق سابق انشاء اللہ تقاضے تحقیقی طور پر ہی ثابت کریں گے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ہندو عناد اور ہٹ دھرمی سے محفوظ رکھے اور حق واضح ہو جانے کے بعد حق کو مان لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ تو جناب آئیں ذرا اس بات کی تحقیق کریں۔

علامہ ابن کثیر | علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی کتاب کی آدھی عبارت نقل کر کے صاحب "خلافت معاویہ و یزید" جناب عباسی صاحب نے اپنے غلط مدعا کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے ہم اسی محولہ کتاب کی اسی عبارت سے بات کی ابتدا کرتے ہیں۔ جب آپ پوری عبارت پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس عبارت سے عباسی صاحب کا نہیں بلکہ الحمد للہ ہمارا مؤقف ثابت ہوتا ہے۔ پوری عبارت اس طرح ہے.....!

ولقد ظلمة الحنابلة - ودفن فی داره لان بعض عوام الحنابلة ورعاعهم منعوا من دفنه نهار او تسبوعا الى الرقص ومن الجملة من رماه بالاحاد وحاشا من ذلك كله (البدایہ والنہایہ علامہ طبع بیروت) اور علامہ ابن جریر رحمہ اللہ پر جناب نے ظلم کیا ہے اور آپ کو اپنے گھر میں ہی دفن کیا گیا کیونکہ بعض کم عقل حنبلیوں نے دن میں آپ کو دفن کرنے میں رکاوٹ ڈالی تھی اور وہ اپنی جہالت کی وجہ سے آپ کی نسبت شیعیت اور الاحاد کی طرف کرتے تھے اور درحقیقت وہ ان تمام الزامات سے بالکل مبرا اور پاک تھے۔ عباسی صاحب کو یہ حوالہ پیش کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے تھی کیونکہ اس میں آپ کو شیعہ نہیں لکھا گیا بلکہ اس میں تو آپ کے شیعہ ہونے کی تردید کی گئی ہے

آپ کا اور جناب کا اختلاف یہ تھا کہ آپ جناب احمد بن حنبل کو مجتہد نہیں مانتے تھے بلکہ دیگر علماء کی طرح ان کو بھی ایک عالم مانتے تھے اس لیے حضرت امام احمد کے ماننے والے آپ کے مخالف تھے۔ یہ صرف ذاتی قسم کا اختلاف تھا کوئی مذہبی اختلاف نہیں تھا۔

نیز آپ فرماتے ہیں۔ عن الشیخ ابی حامد احمد بن ابی طاہر الفقیہ الاسفراغینی انه قال لو سافر رجل الى التین حتی ينظر فی کتاب تفسیر ابن جریر الطبری لم یکن ذالک کثیرا (البدایہ والنہایہ علامہ ص ۱۴۱) یعنی شیخ ابی حامد احمد بن ابی طاہر الفقیہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی آدمی علامہ ابن جریر کی کتاب تفسیر ابن جریر کو دیکھنے کے لیے چین تک کا سفر بھی کرے تو یہ سفر کچھ زیادہ نہیں ہے۔

نیز آپ لکھتے ہیں۔ کان احد ائمة الاسلام علماء وعلماء بکتاب الله وسنة رسوله (البدایہ والنہایہ علامہ) آپ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور عمل میں ائمہ اسلام میں سے ایک امام تھے۔

نیز فرماتے ہیں۔ وقال خطیب بغدادی وله التفسیر الکامل الذی لا یوحید له نظیر..... وکان من اکابر ائمة العلماء ویحکم بقوله ویرجع الی معرفته وفضله وقد کان جمع من العلوم مالم یشاركه فیہ احد من اهل عصره وکتابه اجل التفاسیر واعظمها ابن جریر الطبری

نیز فرماتے ہیں! ما اعلم علی ارض الارض اعلم من ابن جریر (البدایہ علامہ ص ۱۴۱) البدایہ والنہایہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ علامہ ابن جریر کی تفسیر وہ کامل تفسیر ہے جس کی نظیر نہیں ملتی اور آپ

اکابر ائمہ علماء میں سے تھے اور آپ کے قول پر فیصلہ کیا جاتا تھا اور آپ کی معرفت اور آپ کے علم و فضل کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور آپ نے اپنی تصانیف میں اتنے علوم جمع فرما دیے ہیں کہ ان کے زمانہ کے علماء میں سے کوئی بھی اتنے علوم جمع نہ کر سکا اور ان کی کتاب تفسیر ابن جریر، تفسیروں میں بہت بلند اور اعلیٰ درجے کی تفسیر ہے اور میں روئے زمین پر ابن جریر سے بڑے کسی عالم کو نہیں جانتا۔

علامہ سیوطی | مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فان قلت فای التفسیر نزل شد الیہ و تأمرون الناظرین ان یعول علیہ و قلت تفسیر الامام ابی جعفر بن جریر الطبری الذی اجمع العلماء المعتبرون علی انه لم یؤلف فی التفسیر مثله قال النووی فی تہذیبہ۔

علامہ نووی | کتاب ابن جریر فی التفسیر لم یضعف احد مشہدہ۔ (الاتقان فی علوم القرآن ۲ ص ۱۹ طبع معمری) امام سیوطی فرماتے ہیں کہ اگر تو کہے کہ کون سی ایسی تفسیر ہے جس سے استفادہ کرنے کا آپ مشورہ دیں گے اور لوگوں کو اس کی محتاجی کا حکم دیں گے تو میں کہوں گا امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری کی وہ تفسیر جس کے متعلق معتبر علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ فن تفسیر میں اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی اور علامہ شرف الدین نووی شارح مسلم نے اپنی کتاب التہذیب میں لکھا ہے کہ فن تفسیر میں ابن جریر کی کتاب جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

علامہ ذہبی | فن رجال کے امام علامہ ذہبی رحمہ اللہ اس بات پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وهذا رجم بالظن الکاذب بل ابن

جریر من کبار ائمہ الاسلام المعتقدین.... ولا یحل لنا ان نؤذیہ بالباطل والہوای۔ (بیرون الغلو ص ۳۹) یعنی یہ محض گمان کی بنا پر الزام لگایا گیا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ علامہ ابن جریر کبار معتقد ائمہ اسلام میں سے ہیں اور ہمارے لیے جائز نہیں ہے کہ ہم انہیں محض جھوٹ اور غلط افواہ کی وجہ سے ایذا دیں۔ نیز آپ لکھتے ہیں۔ الامام العلام الفرد الحافظ ابو جعفر الطبری۔ (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۷۷) یعنی۔ حافظ (الحیثوث) ابو جعفر طبری اپنے دور کے وہ امام ہیں کہ ان جیسا عالم اور کوئی نہیں ہے۔

علامہ ابن اثیر | مؤرخ اسلام علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں۔ !... وانما اعتمدت علیہ من بین المؤرخین اذ هو الامام المتقن حقا الجامع علما وصحة اعتقادا وصدقا۔ (تاریخ کامل ص ۱) اور میں نے مؤرخین میں سے علامہ ابن جریر پر اعتماد کیا ہے کیونکہ وہ یقینی طور پر قابل اعتماد امام ہیں اور بہت بڑے عالم ہیں بہت سچے اور عمدہ تھنید سے والے ہیں۔

ابن خلدون | مؤرخ اسلام علامہ ابن خلدون تیر جہاں صاحب کے مقدمہ مؤرخ لکھتے ہیں۔ اعتمدنا للموثوق به ولسلامتہ من الالهواء الموجودۃ فی کتب ابن قتیبۃ وغیرہ من المؤرخین۔ (تاریخ ابن خلدون ص ۱۷۲ اردو ص ۳۸۳ نفیس اکیڈمی) ہم نے بنو امیہ کے حالات و واقعات میں علامہ طبری پر بھروسہ کیا ہے کیونکہ وہ ان کوتاہیوں اور خرابیوں سے محفوظ ہے جو قتیبہ وغیرہ کی کتابوں میں ہیں۔

شیخ دبایع | معروف روحانی شخصیت شیخ عبدالعزیز دبایع رحمہ اللہ نے اپنی مشہور تصنیف میں علامہ طبری کو "امام ابو جعفر طبری" لکھا ہے۔ (الابرار ص ۱۶۸)

ڈاکٹر صبحی صالح | بیروت کے عالم ڈاکٹر صبحی صالح نے متعلقات

قرآن پر تحقیق کی اور تفاسیر کے باب میں لکھتے ہیں۔

”روایات و آثار کی مدد سے جو تفسیریں لکھی گئی ہیں ان میں سب سے بہتر ابن جریر کی تفسیر ہے اس تفسیر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صحابہ اور تابعین (یہ لفظ یاد رکھنے کے قابل ہے) کے اقوال مع اسانید تحریر کئے ہیں (علوم القرآن ص ۳۱) بہت دھڑکی کی حد ہے کہ جو شخص اپنا ماخذ صحابہ کرام اور تابعین کے فرامین کو بنا رہا ہے یا لوگ اسے شیعہ کہہ رہے ہیں۔

فاحتر دایا اولی الابصار !.....

علامہ حقانی

مفسر قرآن علامہ عبدالحق حقانی لکھتے ہیں۔ ”چوتھے طبقے کے مشاہیر میں سے ابو جعفر محمد بن جریر طبری ہیں۔ شیعہ اور کرامیہ میں بھی ایک شخص ابن جریر طبری گزرا ہے۔ بعض لوگ کہی اس نام سے بھی دھوکا دے دیا کرتے ہیں ان کی (علامہ طبری) کی وفات ۲۲۰ھ میں ہوئی (البيان فی علوم القرآن ص ۳۸) ابو جعفر ابن جریر نام ۲۲۰ھ میں پیدا ہوئے انے

طبرانی نے روایت کی ہے (ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی مشہور محدث ہیں ان کی تصنیف طبرانی شریف مشہور حدیث کی کتاب ہے) مجتہد تھے ان کی تفسیر ضحاک کے اقوال کے علاوہ عظیم الشان اور معتبر تفسیر ہے کثیر التصانیف ہیں صاحب تفسیر و تاریخ ہیں۔ ایک ابن جریر طبری فرقہ کرامیہ میں بھی گزرا ہے دونوں میں صرف سن ولادت و وفات کا فرق ہے۔ بعض لوگ اس نام سے دھوکہ دیتے ہیں ان کا وصال ۲۲۰ھ میں ہوا (تاریخ التفسیر ص ۹۸)

ایک ابن ماجہ جریر طبری فرقہ کرامیہ میں بھی گزرا ہے بعض لوگ اس ابن جریر کے اقوال امام ابن جریر کی طرف منسوب کر کے دھوکا دیتے ہیں۔ ان میں صرف سنین ولادت و وفات میں فرق ہے (تاریخ القرآن ص ۱۵۸)

ایک جریر طبری شیعہ بھی گزرا ہے ان کے نام ولایت لقب اور وطن وغیرہ سب ایک ہیں، دونوں صاحب تاریخ و تفسیر ہیں صرف سنین ولادت اور وفات میں فرق ہے (تاریخ الحديث ص ۲۲۲)

علامہ شبلی نعمانی | عصر حاضر کے مؤرخ شبلی نعمانی اور سید سلیمان سید سلیمان ندوی | ندوی لکھتے ہیں ”ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۲۲۰ھ کے معتبر اور مستند ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہے۔“ (میزان السنن ص ۱۸۸) ابن تیمیہ | تمام یزید دوست حضرات کے معتبر محدث ابن تیمیہ علامہ

ابو جعفر محمد بن جریر طبری کے عقیدہ کے متعلق لکھتے ہیں ”ولیس فیہ بدعتہ“ (فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۱۹ طبع مصری) یعنی علامہ ابن جریر طبری میں بدعتوں والی کوئی بات نہیں تھی۔ ابن تیمیہ کے متعلق تو یقیناً دیگر دوست حضرات بڑے محتاط فقیہ اور عالیشان محدث اور بلند پایہ مفکر ہونے کا دعویٰ کریں گے اور یہ بات بھی ضرور تسلیم کریں گے کہ ان کا شیعیت کے ساتھ کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ ان کی کتاب منهاج السنہ اس بات کا بین ثبوت ہے وہ بھی علامہ ابن جریر کے حسن عقیدہ کی گواہی دے رہے ہیں اگر ابن جریر رافضی ہوتے تو ان میں رافضیوں والی وہ سب بدعتیں بھی ضرور موجود ہوتیں لیکن ان تمام حوالہ جات سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ آپ پر رافضیت کا جو الزام لگایا جاتا ہے وہ محض اس لیے کہ آپ نے یزید اور یزیدیوں کے تمام حالات نہایت وضاحت سے بیان کر دیئے ہیں اور وہ تمام واقعات یزیدیوں کے لیے نوک سناں کی طرح خطرناک ہیں۔ حالانکہ یزید دوست حضرات کے معتبر مفسر و مؤرخ علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کا یہ الزام نقل فرما کر اس کی پر زور تردید فرما چکے ہیں اور ان الزام لگانے والوں کو آپ جاہل اور بے وقوف لکھ چکے ہیں فن رجال کے امام علامہ ذہبی اس الزام کو ناحق ایذا اور باطل و توہم پرستی کہہ کر اس کی

پر زور تردید فرما چکے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ کے عقیدہ میں کوئی خرابی ہوتی تو علامہ ابن کثیر، علامہ ابن اثیر، علامہ ابن خلدون، علامہ ذہبی، علامہ ابن خزیمہ، علامہ خطیب بغدادی، علامہ سیوطی، علامہ نووی، شیخ اسقرائینی، شیخ عبد العزیز دبار، علامہ حنفی، ڈاکٹر صبحی صالح بیروٹی، عبد الصمد صادم عمر حافر کے مفکر اور یزید دوست حضرات کی معتد شخصیت شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی اور ابن تیمیہ وغیرہم کبھی بھی آپ کے اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم ہنرمند محدث، فقیہ، مؤرخ، مفتی، مرجع علماء، یکے از اکابر ائمہ اسلام، متفق امام، جامع العلوم، خوش عقیدہ، سچے، محفوظ عن لہو واد اور یکے از مشاہیر اسلام ہونے کی گواہی نہ دیتے اور آپ کی تفسیر کو اتنا بلند پایہ درجہ دینا کہ جس کو صرف ایک نظر دیکھنے کے لیے چین تک کا سفر بھی معمولی شمار کرنا۔ تمام تفسیروں میں سے بہترین تفسیر سمجھنا اور یہ دعویٰ کرنا کہ اس جیسی یا اس پایہ کی تفسیر اور کوئی نہیں لکھی گئی اور اس تفسیر میں اتنے علوم جمع کر دئے گئے ہیں کہ ان کی نظیر نہیں ملتی وغیرہ یہ سب باتیں اس چیز پر حرف آفر ہیں کہ یہ اکابرین اسلام اتنی تعریف کسی بد مذہب بد عقیدہ رافضی مصنف اور اس کی تصنیف کی نہیں کر رہے بلکہ حافظ الحدیث امام المتفق، بحر العلوم، علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ واقعی اس مرتبہ کے تھے جو اکابرین اسلام ان کے متعلق بیان کر رہے ہیں اور آپ پر الزام تراشی کرنے والے وہی کچھ ہیں جو عباسی صاحب کی محولہ آدمی عبارت کے باقی حصہ میں انہیں علامہ ابن کثیر نے کہا ہے (بے وقوف اور جاہل)

الحمد للہ و بمتہ ہماری اس محقر مگر جامع تحقیق کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ہر غیر متعصب، سلیم الفطرت اور حق بین شخص مزور اس حقیقت سے واقف ہو چکا ہو گا کہ یہ یار لوگوں کا محض ایک ڈرامہ ہے جو کہ انہوں نے محبت یزید

اور بغض اہل بیت کے پیش نظر کھیلا ہے لیکن شاید انہیں یہ یاد نہ رہا کہ ساری دنیا اندھی نہیں ہے جو بغیر تحقیق کئے ان کے ہر اقراء پر آنکھیں بند کئے آئین پکار اٹھے گی۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو ہٹ دھرمی اور تعصب کی لعنت سے محفوظ رکھے اور حق کو سمجھے، ماننے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت امام حسن کا قاتل یزید

تقریباً تمام معتبر تواریخ سے ثابت ہے کہ سبط النبی شبیہ رسول جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی یزید بے دید نے زہر دیا کہ شہید کرایا تھا۔ چند حوالہ جات ہدیہ قارئین کرتا ہوں پڑھیں اور فیصلہ فرمائیں۔

علامہ ہیثمی | علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں
وكان سبب موته ان زوجته جعدة بنت الاشعث دس اليها يزيدي
ان تسعه ويتزوجها ويدل لها مائة الف درهم ففعلت فمريض
اربعين يوما فلما مات بعثت الي يزيدي تسأله الوفا بما وعد بها فقال
لها ان لا ترضاك للحسن اقرضاك لانفسك صواعق محرقة ص ۱۲۱
علامہ سبط ابن جوزی | علامہ سبط ابن جوزی رحمہ اللہ بات کو یوں بیان

فرماتے ہیں۔ دس الیہا یزید بن معاویۃ ان سمی الحسن واتزوجت
قسمته فلما مات ارسلت الي يزيدي تسأله الوفاء بالوعد فقال
انا والله ما ارضاك للحسن اقرضاك لانفسك تذكره خواص الامم ص ۱۲۱

علامہ عسقلانی

فن رجال کے امام شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں۔ ان جعدۃ بنت الاشعث سقت الحسن السم فاشتکی منه شکاکاً فكان یوضع تحتہ طست و ترفع اخرى نحو امن اربعین یوما۔ (تہذیب التہذیب ص ۳۷۳)

علامہ ابن کثیر

مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس واقعہ کو یوں بیان فرماتے ہیں۔ ان یزید بن معاویۃ بعث الی جعدۃ بنت الاشعث ان سحی الحسن وانا اتزوجک بعدہ ففعلت فلما مات الحسن بعثت الیہ فقال انا والله لم نرضاک للحسن افترضاک لا نفسنا (البدایہ والنہایہ ص ۲۳۷)۔

علامہ سیوطی

خاتم الحفاظ مفسر قرآن مؤرخ اسلام علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ سمعہ زوجتہ جعدۃ بنت الاشعث بن قیس دس الیہا یزید بن معاویۃ ان تسمہ فیتزوجہا ففعلت فلما مات الحسن بعثت الی یزید تسألہ الوفاء بما وعدہا فقال انا لیس نرضاک للحسن افترضاک لا نفسنا تاریخ الخلفاء ص ۱۳۷)۔

شیخ مومن شلبینی

علامہ شیخ سید مومن مری شلبینی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔ وسقته زوجتہ جعدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی السم فبقی مریضاً اربعین یوماً وکان قد سألہا ید فی ذالک ویدل لہا مائة الف درهم وان یتزوجہا بعد الحسن ففعلت ولسامات الحسن بعثت الی یزید تسألہ الوفاء بما وعدہا فقال ان لن نرضاک للحسن افترضاک لا نفسنا نور الابصار ص ۱۳۷)۔

علامہ الصبیان

علامہ شیخ محمد بن علی الصبیان رحمہ اللہ اس واقعہ کا

تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ وکان سبب موته ان زوجته جعدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی دس الیہا یزید ان تسمہ و یتزوجہا و یدل لہا مائة الف درهم لیكون الامر له بعد الیہ معاویۃ و یبطل شرط ان یتزوج الحسن بعد معاویۃ ففعلت فمرض اربعین یوماً فلما مات بعثت الی یزید تسألہ الوفاء بما وعدہا فقال ان لن نرضاک للحسن افترضاک لا نفسنا (اسات الراغبین برعاشیہ نور الابصار ص ۱۹۹)۔

یعنی یزید عنید نے آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس الکندی کو ایک لاکھ درہم بھیجا اور خفیہ پیغام بھیجا کہ اگر تو امام حسن کو زہر دے دے تو ان کی وفات کے بعد میں تجھ سے شادی کر لوں گا اور وہ اس لیے آپ کی جان کا دشمن بنا ہوا تھا کہ امیر معاویہ امام حسن کو لکھ کر دے چکے تھے کہ میرے بعد خلیفہ امام حسن ہوں گے لہذا وعدے کے مطابق ولیعہد جناب امام حسن تھے اور یزید نے آپ کو امیر معاویہ کی زندگی میں ہی ختم کر دینا چاہا تاکہ امام حسن کی وفات کے بعد ولیعہد میں بنوں (چنانچہ ایسا ہی ہوا) وہ بدقسمت یزید کے دھوکے میں آگئی اور آپ کو زہر دے دیا چنانچہ زہر اتنا سخت تھا کہ جگر اور انٹریاں کٹ کٹ کرتے کے ساتھ آ رہی تھیں آپ کے سامنے ایک برتن رکھا جاتا جب وہ خون سے بھر جاتا تو اُسے اٹھا لیا جاتا اور دوسرا رکھ دیا جاتا اسی طرح آپ چالیس دن بیمار رہ کر انتقال فرما گئے۔ آپ کے وصال کے بعد جعدہ نے یزید کو پیغام بھیجا کہ اپنا وعدہ پورا کرو یزید نے جواب دیا میں نے حسن کے نکاح میں حیرا رہنا گوارہ نہ کیا تو مجھے اپنے نکاح میں رکھنا میں کب گوارہ کروں گا۔ اس طرح وہ کہیں کی بھی نہ رہی۔

نیز مطالعہ کے شوقین حضرات درج ذیل حوالہ جات بھی ملاحظہ فرمائیں ! تاریخ الخلفاء اردو ص ۲۸۳، شواہد النبوة اردو ص ۲۱۶، نزہۃ المجالس اردو ص ۴۵۵،

روضۃ الاصفیاء اردو ص ۱۴۲، سفینۃ الاولیاء دارالشکوہ ص ۳۶، تشریف البشر از نواب
صدیق حسن ص ۲۲، اسد الغابہ ص ۱۱۵، تاریخ کامل ص ۱۸۲، مروج الذهب
ص ۵۵، سر الشہادتین ص ۱، شمس التواریخ ص ۱۳۳۵

قاتلین حسین کے چند عبرت آموز واقعات

حدیث شریف میں ہے۔ عن ابن عباس قال اوحی اللہ تعالیٰ الی
محمد انی قد قتلت یحییٰ بن زکریا سبعین الف وانی قاتل بابن
بنتک سبعین الف و سبعین الف۔ (مسند ذک حاکم ص ۲۸۸، تہذیب التہذیب
ص ۳۵۵، اسعاف الراغبین بر حاشیہ نور الابصار ص ۲۱، فضائل کبریٰ ص ۲۸۳،
سیرۃ النبی از شبلی ص ۱۹، سوانح کربلا ص ۱۱۹، تشریف البشر از نواب صدیق حسن غیر
مقلد ص ۵۵) وغیرہم۔ ترجمہ: جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان
فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی نازل
فرمائی کہ میں نے جناب یحییٰ علیہ السلام کی شہادت کے بدلہ میں ستر ہزار (۷۰۰۰۰)
جائیں لی جہنم اور اسے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے نواسے کی
شہادت کے بدلہ میں میں ستر ہزار اور ستر ہزار (۱۴۰۰۰۰) جائیں لوں گا۔

دنیا پرستارانِ سیاہ باطن اور مغرورانِ تاریک دروں کی کیا امیدیں باندھ
رہے تھے جناب امام کی شہادت سے ان دشمنانِ حق کو کیسی کیسی توقعات بھٹیں
شکریوں کو گراں قدر انعاموں کے وعدے دیئے گئے۔ سرداروں کو عہدے اور
حکومت کا لالچ دیا گیا۔ یزید اور ابن زیاد وغیرہ کے دماغوں میں سلطنت اور جاگیر

کے نقشے کھینچے ہوئے تھے وہ سمجھتے تھے کہ فقط امام کا ہی وجود ہمارے لئے
عیش دنیا سے مانع ہے یہ نہ ہوں تو تمام کرۂ زمین پر ہماری ہی سلطنت ہوگی
اور ہزاروں برس تک ہماری حکومت کا بھنڈا گڑا رہے گا۔ مگر وہ ظالم کے انجام
اور قہر الہی کی تباہ کن بجلیوں اور ستم رسیدہ اہل بیت کرام کی جہاں برہم کن آہوں
سے بے خبر تھے انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ خون شہیدانِ رنگ لائے گا اور انکی
سلطنت کے پرزے اڑ جائیں گے ایک ایک شخص جو قتلِ امام میں شریک ہوا تھا
طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک ہوگا۔ وہی فرات کا کنارہ ہوگا وہی عاشورہ
کا دن اور وہی ظالموں کی قوم ہوگی اور مختار کے گھوڑے ان بد بختوں کو روند رہے
ہوں گے، ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے، گھر لوٹے جائیں گے، انہیں
سولیوں پر لٹکایا جائے گا اور ان کی لاشیں گندے گڑھوں میں پڑی مڑ رہی
ہوں گی۔ دنیا کا ہر شخص ان پر ملامت کرے گا اور ان کی ہلاکت و بربادی پر خوشیاں
منائی جائیں گی (سوانح کربلا ص ۱۱۹) ابن سعد کو مختار کے دربار میں طلب کیا
گیا بیٹے نے کہا وہ گوشہ نشین ہو گیا ہے۔ مختار نے کہا امام پاک کی شہادت
کے دن کیوں گوشہ نشین نہ ہوا۔ چنانچہ بلا کر پہلے اس کے بیٹے کو اس کے
سامنے قتل کیا گیا اور کہا گیا ظالم دیکھ جب سامنے جوان بیٹا قتل ہو تو باپ کی
کیا کیفیت ہوتی ہے۔ پھر اسے بھی قتل کر دیا گیا۔ پھر شمر کو تلاش کر کے قتل
کیا گیا اور ان کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے گئے اور ان کے سر کاٹ کر جناب
محمد بن حنفیہ کے پاس مدینہ منورہ بھیج دیئے اس وقت امام زین العابدین دو پہر کا
کھانا تناول فرما رہے تھے آپ نے فوراً سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا جب امام پاک
کا سر ابن زیاد کے پاس بھیجا گیا تھا اس وقت وہ بھی دو پہر کا کھانا کھا رہا تھا۔
آج اللہ تعالیٰ نے انہیں ذیل و خوار کر کے جب ہمارے پاس بھیجا ہے تو ہم

بھی دوپہر کا کھانا کھا رہے ہیں علامہ زہری بیان فرماتے ہیں۔ انہ لم یسبق
احد ممن قتل الحسين الا عوقب في الدنيا قبل الاخرة اما بالقلل
او سواد الوجه او تغير الحلقة او زوال الملك في مدة يسيرة (نور الابصار)
کہ قاتلین حسین میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جسے آخرت کے عذاب سے
پہلے دنیا ہی میں عذاب و عقاب نہ مل گیا ہو۔ یا تو انہیں ذلیل و خوار کر کے قتل
کر دیا گیا یا ان کے چہرے سیاہ ہو گئے، یا ان کی شکلیں بگڑ گئیں (انسان کے
بجانے کوئی اور شکل ہو گئی) یا ان کی حکومت مقوی ہی مدت میں ختم ہو گئی۔
چنانچہ مختار نے اعلان عام کر دیا تھا۔ اطلبوا الى قتلة الحسين فانه لا
يسوغ لي الطعام والشراب حتى اطهر الارض منه (تاریخ طبری ص ۱۲۱)
یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو تلاش کرو کیونکہ میں نے عہد کیا ہے کہ
اس وقت تک نہ پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں گا اور نہ سیر ہو کر پانی پیوں گا جب تک
زمین کو ان بد بختوں کے ناپاک وجودوں سے پاک نہ کروں۔

ابن زیاد

چنانچہ واقعہ کربلا کے سب سے بڑے ہیرو عبید اللہ
بن زیاد کا سر جب مختار ثقفی کے دربار میں پیش کیا گیا تو اچانک شور اٹھا کہ
وہ آیا، وہ آیا۔ سب لوگ سروں سے پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے اور دیکھنے
لگے۔ فاذا حية قد جاءت تخلل الدرس حتى دخلت في مخزى
عبید اللہ بن زیاد فمكت هنيهة ثم خرجت فذهبت حتى تغيب ثم
قالوا قد جاءت قد جاءت ففعلت فالك مرتين او ثلاثا۔ هذا حديث حسن صحيح
(ترمذی شریف ص ۲۱۸، البدایہ والنہایہ ص ۱۹۱، ما ثبت من السنہ ص ۳۲
تذکرہ خواص الامم ص ۲۸۶، نور الابصار ص ۱۵۱، تنویر الازہار ص ۵۲، اسعاف الرغین
ص ۲۰۹، سوانح کربلا ص ۱۱) ترجمہ :- پس ایک سانپ آیا اور ان سروں

میں سے ابن زیاد کے سر کو ڈھونڈ کر اس کے منتھنوں میں داخل ہو گیا اور
مقوڑی دبیر وہاں ٹھہرا پھر نکل کر چلا گیا۔ پھر شور بلند ہوا وہ آیا وہ آیا
پھر وہ آیا اور اس نے پھر اسی طرح کیا۔ اس طرح اس نے دو یا تین بار
کیا۔ محدث ترمذی فرماتے ہیں یہ پیش من صحیح ہے۔ "تمام لوگ کھڑے دشن
اہل بیت کا دنیا میں یہ انجام دیکھ رہے تھے اور توبہ استغفار کر رہے تھے اللہ تعالیٰ
ہر کسی کو اپنی گرفت سے محفوظ رکھے۔ آمین

شمر لعین

جناب امام حسین کو شہید کرنے والے شمر لعین کو مختار ثقفی
نے قتل کر لیا اس کا سر مدینہ منورہ میں حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس بھیج دیا
اور اس کی لاش کتوں کے آگے پھینک دی (تاریخ طبری ص ۹۰، البدایہ
والنہایہ ص ۱۲۱، تاریخ کامل ص ۹۲، تاریخ ابن خلدون اردو ص ۱۴۹)
خولی بن یزید | خولی وہ خبیث ہے جس نے حضرت امام عالی مقام
کا سر اقدس تن نازنین سے جدا کیا تھا یہ روسیہ بھی گرفتار کر کے مختار کے پاس
لایا گیا۔ مختار نے پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے، پھر سولی پر چڑھایا اور آخر کو
آگ میں بھونک دیا۔ چھ ہزار کوئی جو حضرت امام حسین کے قتل میں شریک تھے
مختار نے ان کو طرح طرح کے عذاب دے کر ہلاک کیا۔ (سوانح کربلا ص ۱۱،
تاریخ طبری ص ۱۲۱، تاریخ ابن کثیر ص ۲۰۲، تاریخ ابن اثیر ص ۹۱)

حرمہ

راوی بیان کرتا ہے کہ جب شہداء کربلا کے سروں کو
لے کر یزیدی فوج کو فہ میں یزید کی طرف جارہی تھی تو ان میں ایک بہت
خوبصورت نوجوان تھا جو کہ گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے گھوڑے کے گلے میں
ایک چاند جیسے خوبصورت آدمی کا سر لٹکایا ہوا تھا۔ راوی کہتا ہے میں نے پوچھا
یہ سر کس کا ہے؟ گھر سوار نے جواب دیا "عباس عہدار کا" میں نے پوچھا تو

کون ہے اس نے کہا میں حرمم ہوں۔ راوی کہتا ہے کچھ دن بعد میں نے حرمم کو دیکھا اس کا چہرہ بالکل سیاہ (جھلسا ہوا) تھا میں نے پوچھا اے حرمم تجھے کیا ہو گیا ہے تو تو بہت خوبصورت تھا اور آج تو سب سے زیادہ بد صورت ہو گئی ہے۔ فیکہ حرملة وقال والله منذ حملت الرأس والى اليوم ما تمر على ليلة واشنان ياخذ ان بضبعي ثم ينتهيان بي الى نارنا بجمع فيه قيد فعاني فيها وانا انكص فتسعنني كما ترى ثم مات على اقيم حال۔
(تذکرہ الخواص ص ۲۸۱، صواعق محرقة ص ۱۹۶، نورالابصار ص ۱۴، تنویر الازہار ص ۵۲، اسعاف الراغبین ص ۲۱۳، جامع کرامات اولیاء ص ۳۸۸) حرمم رونے لگا اور کہا خدا کی قسم جس دن میں سہرا اٹھائے ہوئے تھا۔ اُس دن سے آج تک کوئی ایسی رات نہیں گزری کہ دو آدمی آتے ہیں اور مجھے پکڑ کر لے جاتے ہیں۔ وہ مجھے آگ میں دھکیلتے ہیں اور میں پیچھے ہٹتا ہوں مگر آگ کے شعلے مجھے پھلسا دیتے ہیں۔ انہوں نے مجھے ایسا کر دیا ہے جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے چنانچہ وہ اسی بُری حالت میں ہی مر گیا۔

یزید یہ جل گیا | شیخ سدی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں

کربلا میں پھڑپھڑا رات کو ہم بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ میں نے کہا کہ جو بھی امام پاک کے قتل میں شامل ہوا وہ ضرور بری موت مرا۔ وہاں کا ایک آدمی کہنے لگا تم بھوٹ کہتے ہو میں قتل حسین میں شریک تھا لیکن مجھے تو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ فلما کان آخر الليل فقام الرجل يصلح المصباح فاحترق قال السدي فان الله رآيته كانه حممة۔ (تذکرہ خواص الامم ص ۲۸۲، صواعق محرقة ص ۱۹۵، نورالابصار ص ۱۴، تنویر الازہار ص ۵۲، اسعاف الراغبین ص ۲۱۳، تهذيب التهذيب ص ۲۵۵، جامع کرامات اولیاء ص ۳۸۸، تشریف البشر ص ۲۹)

چنانچہ اسی رات کو سوئی کے وقت وہ اٹھا اور چراغ کو درست کرنے لگا کہ چانک شعلہ بھڑکا اور اسے جلا کر رکھ کر دیا۔ شیخ سدی کہتے ہیں میں نے اسے دیکھا خدا کی قسم وہ جل کر اس طرح ہو گیا تھا جیسا کہ وہ کوئلہ ہو۔

یزید یہ اندھا ہو گیا | علامہ واقفی نے ابن الدماح سے نقل کیا

ہے کہ کوفہ میں ایک آدمی جو کہ شہادت حسین کے وقت (یزیدی فوج میں) موجود تھا اندھا ہو گیا ہم نے اس سے اندھا ہونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا ہم دس آدمی تھے (جو کہ یزیدی فوج میں شامل تھے) نہ میں نے تلوار چلائی نہ نیزہ مارا اور نہ تیر چلایا۔ جب امام حسین شہید ہو چکے تو ان کا سر نیزہ پر بلند کر دیا گیا تو میں واپس آ گیا۔ اس وقت تک میری آنکھیں بالکل صمغ تھیں..... !

قننت تلك الليلة فأتاني آت في المنام وقال اجب رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت مالي ودر رسول الله فاخذ بيدي وانتهمني ولزمت لبابي وانطلق بي الى مكان فيه جماعة ورسول الله جالس وهو معتم متحير حاسر عن راعيه وبيده سيف وبيد يديه نطع واذا اصحابي العشرة من قاتلي الحسين صدمحين بين يديه فسلمت عليه فقال لا سلام الله عليك ولا حياك يا عدو الله الملعون اما استحييت مني تهتك حرمتي وتقتل عترتي ولم ترع حقى قلت يا رسول الله ما قاتلت قال نعم ولكنك كثر السواد واذا بطست عن يمينه فيه دم الحسين فقال اتعد فختوت بين يديه فاخذ مردوا واحماة ثم كحل به عيني ثم لعنه وسبه بتكثيره سوادهم فاصحيت اعمى كما ترون۔ (تذکرہ خواص الامم ص ۲۸۱، صواعق محرقة ص ۱۹۵، نورالابصار ص ۱۴، تنویر الازہار ص ۵۲،

اسعاف الراغبین ص ۲۱۳، تہذیب التہذیب ص ۲۵۴، جامع کلمات اولیاء ص ۳۸۹،
 تشریف البشر ص ۴۹) اسی رات جب میں سویا تو خواب میں کوئی شخص آیا اور
 کہنے لگا چل تجھے رسول اللہ بلاتے ہیں۔ میں نے کہا مجھے رسول اللہ سے کیا
 مطلب۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور غصہ سے مجھے گھسیٹ کر ایک جگہ لے گیا وہاں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ایک جماعت اور بھی حاضر تھی۔ حضور
 جبران و پریشان بیٹھے تھے اور نہایت مضموم نظر آ رہے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں
 تلوار تھی اور میرے دس ساتھی جو قتل امام میں شریک تھے وہ آپ کے سامنے
 ایک چمڑے پر قتل ہوئے پڑے تھے۔ میں نے جاکر حضور کو سلام کیا تو آپ نے
 فرمایا اے اللہ کے دشمن، خدا تجھ کو سلامتی نہ دے اور نہ تجھے زندہ رکھے
 اے یعنی کیا تو نے میرا حیا بھی نہیں کیا کہ تو نے میری اہل بیت کی توہین کی
 اور انہیں قتل کیا۔ ظالم کچھ میرا ہی لحاظ کر لیتا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ
 میں نے تو امام حسین کو شہید نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ لیکن تو (یزیدی
 فوج میں شامل ہوا اور) ان کی کثرت کا سبب تو بنا تھا۔ آپ کے دائیں
 طرف ایک برتن میں امام حسین علیہ السلام کا خون پڑا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا
 بیٹھ جا۔ میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے ہوسے کی ایک سلاخی لی، اسے
 آگ میں گرم کیا اور وہ گرم گرم سلاخی میری آنکھوں میں پھیر دی۔ پس صبح
 کو میں اندھا اُٹھا۔ جیسا کہ تو اب مجھے دیکھ رہا ہے۔“

قادر رضوی کتب خانہ
042-7213575
گنج بخش روزانہ لاہور